

ردِ قادیانیت

علمائے جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا حصہ

(چشم کسا، مدلل، محقق، مبرہن تحریروں کے آئینہ میں)

جمع وترتیب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

ناشر

مجلس اشاعۃ العلوم (رجسٹرڈ) - جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، اے پی - الہند

ردِقادیانیت

علمائے جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا حصہ

(چشم کسا، مدلل، محقق، مبرہن تحریروں کے آئینہ میں)

جمع وترتیب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

مجلس اشاعۃ العلوم (رجسٹرڈ) - جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، اے پی - الہند

فہرست مضامین

آغازِ گفتگو

مُبَسْمِلاً مُحَمْدِلًا مُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا.

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے کفر وشرک کی ظلمتوں سے نکال کر توحید ربانی کی روشنی دکھائی، انبیاء کرام میں سب سے عظیم ہستی دانائے سُبُل، ختمِ رُسُل، مولائے کل، حضور سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس ہے جو باعتبارِ تخلیق کنت نبیا و آدم بین الماء والطین اولیت واولویت کی حامل ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ 20) کے ذریعہ آپ کی ذات اقدس پر اتمامِ نعمت واکمالِ ایمان، اسلام واحسان کا اعلان کیا گیا، کمالِ مطلق دین مصطفوی ہی اولین وآخرین کیلئے حجت ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب 40) سے واضح کیا گیا کہ آپ رسولوں میں اعظم اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

قارئین محترم! ختم نبوت یعنی حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی جاننا اور ماننا ساری امتِ مسلمہ کا اٹوٹ، محکم، غیر مبدّل، مسلّمہ وایمان کا بنیادی عقیدہ ہے اس کا انکار یا اس میں تاویل سے کفر لازم ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن حکیم، احادیث نبویہ سے ثابت اور کلمہ طیبہ کے بنیادی مفہوم میں شامل ہے اس کے لیے مزید کسی برہان ودلیل کی ضرورت نہیں۔ حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے خاتم النّبیین ہونے اور ختمِ نبوت کے بارے میں لفظاً ومعناً ساری امت، علماء کرام، صوفیہ عظام، مشائخ طریقت، اربابِ حقیقت، عامۃ المسلمین تمام اہل السنۃ والجماعۃ بشمول دیگر مکاتیب فکر وفرقے متفق ہیں اس میں تشریعی، غیر تشریعی، ظِلّی، بُروزی کسی بھی نوعیت کی موشگافی کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی فرد کسی بھی نوعیت سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دجّال، کذّاب، مُفتری، فریبی ہونے کے ساتھ وہ اور اس کے تمام متبعین کافر ہیں اس میں کوئی شک نہیں اس پر دلیل طلب کرنا بھی کفر کا سبب بن جاتا ہے۔ اتنا جان لینے

کے بعد آیئے آگے بڑھیے اور دیکھئے کہ اس مسلمہ عقیدہ میں فتنہ اور دراڑ پیدا کرنے کی کس طرح ناپاک کوشش کی گئی اور کس خوبصورت انداز واسلوب میں عظمتِ ختمِ نبوت پر شب خون مارا گیا اور ملت کو تقسیم کیا گیا۔

قادیانیت کیا ہے؟

انیسویں صدی کی ابتداء تک اسلام اور اسلامیات کے مینار روشن تھے اسی دوران برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو دین کے نام پر منتشر کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا اور اس کی دامے درہمے سخنے ہر طرح سے مدد کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث کی من مانی تاویلات وتوجیہات کے ذریعہ نبوت کا دعویٰ کیا کچھ لوگ اس کے اطراف جمع ہو گئے یہی فتنہ قادیانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس طرح قادیانی تحریک برطانوی سامراج کے منشاء کی تکمیل کے لیے وجود میں آئی اس فتنہ نے وہ آگ بھڑکائی جس میں ہزارہا افراد کے دین وایمان جل کر بھسم ہو گئے، اس تحریک نے وہ نفاق پھیلایا کہ صدہا خاندان وقبیلے انتشار وافتراق کی نذر ہو گئے۔ اس تحریک نے بیٹے کو باپ سے، بیٹی کو ماں سے، بھائی کو بھائی سے، دوست کو دوست سے جدا کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کون؟

مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ کی پیدائش 1839-40ء بمقام قادیان ضلع گرداس پور (پنجاب) ہوئی۔ 1864ء سیالکوٹ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں کچھ عرصہ ملازمت کے بعد 1868ء میں قادیان واپس ہوا، زمینداری کے ساتھ قرآن کے تراجم وتفسیر، عیسائیت وآریہ سماج وسناتن دھرم کا مطالعہ کیا، مناظروں کا بھی شوق تھا۔ 1879ء میں ایک کتاب بنام ''براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ'' لکھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومعجزات کو اپنے مفاد کی خاطر ثابت کیا، آریہ سماج سے مناظرے کے لیے ''سرمہ چشم آریہ'' لکھی۔ ان کتابوں پر داد وتحسین نے ایک نیا موڑ لیا اور مناظروں کا رخ مسلمانوں کی طرف ہو گیا۔ 1880ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1891ء میں ایک قدم آگے بڑھا کر مسیح موعود بن بیٹھا اور ''ازالۃ الاوہام'' لکھی۔ 1901ء میں اپنے حقیقی مقصد ومدعا یعنی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی پیشین گوئیاں بھی کیں جو جھوٹی ثابت ہوئی۔ آخرکار 26 مئی 1908ء منگل کو انتقال ہوا قادیان میں دفن کر دیا گیا۔

مرزا قادیانی کے افکارِ باطلہ

شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے مرزا قادیانی کے افکارِ باطلہ وخیالاتِ فاسدہ کی ایک طویل فہرست بنام ''مفاتیح الأعلام'' مرتب فرمائی ہے جن میں سے چند کا یہاں اقتباس دیا جارہا ہے۔

م۔خلیفہ ہوں خلافت الٰہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ص ۲۱ف ۵۱

م۔مجدد ہوں۔ف ۵۲

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ف ۵۲

م۔حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ف ۵۲

م۔مہدی ہوں۔ف ۵۳،م۔امام الزمان ہوں۔ف ۱۴

م۔امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ص ۳۰۲

م۔امام حسین سے افضل ہوں۔ف ۵۳

م۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ف ۵۶

م۔مثیل آدم ونوح ویوسف وداؤد موسیٰ وابراہیم علیہ السلام ہوں۔ف ۵۳

م۔ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔۵۳

م۔بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ف ۵۳

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایۃً دعوٰی ہے۔ع ۱۴۸

م۔قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔۲۹۷

م۔میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ص ۲۳۷

م۔میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ف ۵۳

م۔خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ص ۲۸۶

م۔خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ سووہ رسول

میں ہوں۔ف ۵۳

م۔ سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ف ۵۳

م۔میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ف ۵۳

م۔میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔۵۴

م۔میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ف ۵۵

م۔جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ف ۵۱

م۔میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہئیے۔ف ۲۵۱

م۔میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔س ۵

م۔میری جماعت دوسرے سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔س ۵

م۔میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ف ۵۴

م۔میرے امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ص ۲۲

م۔میرا امتی جنتی ہے۔ص ۲۲

م۔ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ص ۳۰۲

م۔ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المؤمنین لکھتے ہیں۔س ۴۱

م۔الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ف ۵۶

م۔الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ف ۵۶

م۔خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ف ۵۳

م۔خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔خدا مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ف ۵۳

م۔جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض ہے۔س ۴۵ (مفاتیح الاعلام،ص ۶/۵/۷)

قادیانی فتنہ کے رد میں علماء ومشائخ کی کوششیں

دین وایمان کو جلا کر بھسم کردینے والی اس ناپاک تحریک کو کچلنے کے لیے کشمیر سے کنیا کماری اور دکن سے دہلی تک علماء ومشائخ نے اپنی توجہات مبذول کیں اور اس ایمان سوز تحریک کے رد میں کسی قسم کی کسر نہ رکھی۔

دکن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد انوار اللہ فاروقیؒ بانی جامعہ نظامیہ نے قادیانی تحریک کے رد میں تین لاجواب وبے نظیر کتابیں،**افادۃ الافہام** جلداول و**افادۃ الافہام** جلددوم (جملہ **720** صفحات) (جس کی تعریف امام احمد رضا خاںؒ نے فرمائی)۔**انوار الحق** (**183** صفحات) تصنیف فرمائیں۔درحقیقت یہ کتابیں قادیانی زہر کا تریاق ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی کی بھرپور مخالفت میں مولانا احمد رضا خاں رضاؔ،مولانا پیر سید مہر علی شاہ جیلانی،مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کشمیری،مولانا الیاس برنی چشتی قادری،علامہ سید رشید پادشاہ قادری،صدر مجلس علماء دکن،مولانا قاری شاہ محمد تاج الدین فاروقی ودیگر علماء نے کتابیں لکھیں اور مناظروں کے ذریعہ شکست فاش دی۔

براہینِ ختم نبوت سمینار

مرکز اہل سنت جامعہ نظامیہ میں ’’براہین ختم نبوت‘‘ کے عنوان پر ایک عظیم الشان علمی مذاکرہ **1998**ء میں منعقد ہوا جس میں جنوبی ہند کے جلیل القدر علماء کرام نے وقیع مقالات پیش فرمائے اس سمینار میں سینکروں کی تعداد میں اہل علم،مشائخ عظام اور مسلمانانِ جنوب نے شرکت کی۔مقالات اور مقالہ نگاروں کی ترتیب اس طرح ہے۔

- ختم نبوت قرآن حکیم کی روشنی میں (مقالہ) حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ قریشی الازہری مدظلہ ۱۹۹۹ء براہینِ ختم نبوت سمینار جامعہ نظامیہ
- ختم نبوت حدیث کی روشنی میں (مقالہ)۔شیخ الحدیث مولانا محمد خواجہ شریف مدظلہ ۱۹۹۹ء براہینِ ختم نبوت سمینار جامعہ نظامیہ
- ختم نبوت فقہ کی روشنی میں (مقالہ)۔حضرت مفتی ابراہیم خلیل الہاشمی مدظلہ ۱۹۹۹ء براہینِ ختم نبوت

سمینار جامعہ نظامیہ

● ردقادیانیت میں حضرت شیخ الاسلام کی خدمات (مقالہ)-حضرت مولانا مفتی خلیل احمد مدظلہ ۱۹۹۹ء مطبوعہ سالنامہ مجلّہ انوار، جامعہ نظامیہ

● مدعیان نبوت تاریخ کی روشنی میں (مقالہ)-ڈاکٹر سید جہانگیر نظامی-۱۹۹۹ء-براہینِ ختم نبوت سمینار جامعہ نظامیہ

علمائے جامعہ نظامیہ کی تحریری کاوشیں

اس کتاب میں قادیانیت کے تئیں علماء جامعہ نظامیہ کے موقف کو نہایت واضح اور کھلے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قادیانی کافر ہیں جب تک کہ وہ توبہ و استغفار کر کے داخلِ اسلام و شاملِ حلقۂ غلامانِ محمدی نہ ہوجائیں۔

ذیل میں ردقادیانیت میں جنوبی ہند کے علماء کی تحریری کاوشوں کا ایک تعارفی خاکہ دیا جارہا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ قوم وملت کی رہنمائی کے فریضہ کو علماء و مشائخ جامعہ نظامیہ نے کس خوبی اور نہایت مستعدی سے انجام دیا ہے۔

● انوار احمدی (بحث امتناع نظیر خاتم النّبیین)-حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ -۱۳۲۳ھ-مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

● افادۃ الافہام (حصہ اول) (تصنیف)- حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ ۱۹۰۵ء جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

● افادۃ الافہام (حصہ دوم) (تصنیف) حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ ۱۳۳۲ھ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

● انوار الحق (تصنیف) - حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ -۱۳۲۲ھ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد

● ارشاد الرشید (تصنیف)-جلالۃ العلم علامہ سید رشید پادشاہ قادری-۱۳۵۳ھ-جناب سید شاہ جلال الدین قادری الجیلانی

● ھدایۃ الرشید للغوی المرید (تصنیف)-جلالۃ العلم علامہ سید رشید پادشاہ

قادری-۱۳۵۳ھ-اعظم اسٹیم پریس، چار مینار حیدرآباد

● اسلام کی بنیادی تعلیمات-(مقالہ)-پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی صاحب ۱۹۸۳ء گردیزی پبلیشرز کراچی (پاکستان)

● القادیانیۃ (عربی ترجمہ)(اردو تصنیف حضرت احمد رضا خاں رضؒا)-مولانا محمد جلال رضا نظامی ازہری-۲۰۰۰ء-الاکادیمۃ رضا، شارع کامبیکر ممبئ الہند

● جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اہم کارنامہ (مقالہ)-حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحب-۴؍رجولائی ۲۰۰۸ء-روزنامہ ''اعتماد''، حیدرآباد الہند

● قادیانیت کا سدباب کیسے؟ (مقالہ)-شاہ محمد فصیح الدین نظامی-۲۰۰۷ء-سالنامہ مجلّہ رضویہ، حیدرآباد، الہند

● ختم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں (پانچ ہزار فولڈر)-مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی-۱۴؍رجون ۲۰۰۸ء بموقع جلسہ دارالسلام حیدرآباد الہند

● قادیانیت حقیقت یا حماقت؟ (مقالہ)-مولانا سید شاہ رؤف علی قادری الملتانی، پیش کردہ سمینار خانقاہ رضویہ حیدرآباد الہند ۲۰۰۸ء

مولانا سید ابواحمد رحمانی نے اپنی تصنیف فیصلۂ رحمانی حصہ اول، ص۸۰، ۱۳۳۳ھ میں افادۃ الافہام کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا انواراللہ صاحب حیدرآبادی نے مرزا صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے۔ اس میں تمام مباحث آگئے ہیں۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے ۱۳۳۳ھ میں شائع شدہ کتاب ''حفاظت ایمان کی کتابیں'' کے مولف نے افادۃ الافہام کے بارے میں اپنا تاثر یوں تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مایۂ فخر کتاب ازالۃ الاوہام کا نہایت عمدہ اور مبسوط جواب دو جلدوں میں ہے۔ استاد حضور نظام حیدرآباد دکن مولینا محمد انواراللہ صاحب کی تصانیف سے ہے، ۱۳۲۵ھ میں چھپی ہے۔ (ص:۲۰)

قادیانیت کے خلاف اہم فتاویٰ

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے حسب ذیل ۱ تا ۱۱ نمبر سوالات کے جوابات روزنامہ اعتماد حیدرآباد کے خصوصی، شرعی مسائل کے جواب کالم کیلئے اور بعض جوابات جو

ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ امریکہ وغیرہ سے ارسال کئے گئے تھے (e-mail) ای میل کے ذریعہ ان کے جوابات مدلل حوالوں کے ساتھ تحریر کئے۔

اور سلسلہ نمبر۱۲ تا۲۳ کے جوابات مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی خصوصی سرپرستی میں مولانا حافظ وقاری محمد قاسم صدیقی تسخیر نظامی نائب مفتی دارالافتاء جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی جو روزنامہ سیاست حیدرآباد الہند کے خصوصی کالم ''آپ کے سوال'' میں قسط وار شائع ہوئے۔ عامۃ المسلمین کی ایک بڑی تعداد نے ان تمام فتاویٰ سے استفادہ کیا۔

۱۔قادیانی فرقہ کا شرعی حکم
۲۔قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت کا حکم
۳۔قادیانی کے جھوٹے دعوے نبوت کا ثبوت
۴۔قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز کا حکم
۵۔قادیانی لڑکی سے نکاح کا حکم
۶۔قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت کا حکم
۷۔قادیانیوں سے تعلقات، دعوت وذبیحہ کا حکم
۸۔ختم نبوت کے منکر کی عبادت کا حکم
۹۔غلام احمد قادیانی کی تفسیر پڑھنے کا حکم
۱۰۔غلام احمد قادیانی کی دجل وفریب
۱۱۔قادیانیوں کے عقائد ونظریات
۱۲۔قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں
۱۳۔قادیانی سے نکاح
۱۴۔قادیانیوں کی دعوت
۱۵۔قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز جمعہ کا حکم
۱۶۔قادیانی کی نماز جنازہ

۱۷۔قادیانی کو دفن کرنا یا کیا؟
۱۸۔قادیانی مسلمان ہوجائے تو کیا نماز کی قضاء کرے؟
۱۹۔کیا قادیانی ختم نبوت کے قائل ہیں؟
۲۰۔قادیانی کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی
۲۱۔قادیانی لڑکی سے نکاح کا حکم
۲۲۔قادیانیوں کی اذان کا جواب دینا
۲۳۔قادیانی کے سلام کا جواب دینا
۲۴۔قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر میں چندہ دینا

مسلمانانِ دکن کا کامیاب احتجاج

دکن کی سرزمین پر قادیانیوں کی جانب سے نام نہاد خلافت صدی تقاریب کے عظیم الشان پیمانے پر انعقاد کی اطلاع نے ایک اضطراب پیدا کردیا تھا۔ان تقاریب کے انعقاد کے خلاف حکومتِ وقت کو مقتدر علماء و مشائخ کی جانب سے میمورنڈم پیش کیا گیا اور 14/جون 2008ء کو دارالسلام، صدر دفتر کل ہند مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد، اے پی کے وسیع میدان میں کل جماعتی فقید المثال احتجاجی جلسہ عام و خطابات کا اہتمام کیا گیا جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی، چنانچہ فوری اثر کے تحت قادیانی تقاریب و پریس کانفرنس کے خلاف غلامانِ مصطفیٰ کا غیض و غضب کو دیکھ کر ریاستی حکومت کی جانب سے قادیانیوں کے جلسہ کی اجازت منسوخ کردی گئی۔اس طرح قادیانیت کو جنوبی ہند میں زبردست شکست و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کا مشن جاری ہے جس کے سدباب کے لیے مختلف گوشوں سے کوششیں جاری ہیں۔

''تحریک تحفظ عقیدۂ ختم نبوتؐ'' کا قیام

فتنۂ قادیانیت کے بڑھتے اثرات کو روکنے اور اس شر کے خاتمہ کے لئے علماء کرام اور مشائخ عظام کی نگرانی میں ''تحریک تحفظ عقیدۂ ختم نبوتؐ'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد صاحب مدظلہ کی قیامگاہ پر 4/جولائی 2008ء کو منعقدہ ایک مشاورتی اجلاس میں اس تحریک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے صدر کی حیثیت سے مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ کو منتخب کیا گیا۔معتمد عمومی کے لئے نبیرہ شیخ الاسلامؒ مولانا سید محمد اولیاء حسینی قادری مرتضیٰ پاشاہ کا انتخاب عمل میں آیا جبکہ

نائب صدر کی حیثیت سے مولانا محمد حامد حسین حسان فاروقی امیر سنی دعوت اسلامی، شریک معتمدین مولانا سید محمد علی قادری الہاشمی ممشاد پاشاہ، مولانا سید آل مصطفیٰ قادری الموسوی علی پاشاہ، خازن مولانا حبیب احمد الحسینی، شریک خازن جناب راشد عبدالرزاق میمن، شعبہ نشر واشاعت کے لئے شاہ محمد فصیح الدین نظامی اور حقانی پاشاہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔ تحریک کا عارضی دفتر ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر مصری گنج میں قائم کیا گیا۔ تحریک کے سرپرست مفکر اسلام مولانا مفتی خلیل احمد شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ اور خطیب الہند حضرت مولانا سید کاظم پاشاہ قادری الموسوی مدظلہ ہوں گے۔ مشاورتی اجلاس میں ''تحریک تحفظ عقیدۂ ختم نبوتؐ'' کے بنیادی اغراض ومقاصد کے سلسلہ میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور عظمت شان رسالت کو اُجاگر کرنا، باطل تاویلات کو کتاب وسنت کی روشنی میں رد کرنا، عقیدہ ختم نبوتؐ کے انکار وتاویلات کے سلسلہ میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے عوامی جلسوں کا انعقاد، ذرائع ابلاغ کا استعمال، قادیانیت سے متاثرہ مقامات، دیہات وقصبہ جات میں ائمہ، خطباء ومبلغین کا تقرر، عقیدہ ختم نبوت وعظمت رسالتؐ پر مشتمل ہینڈ بلس، پوسٹرس، مختصر کتابوں کی وقتاً فوقتاً اشاعت، قادیانیت کے سدباب کے لئے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال، قادیانی مذہب کے مکر وفریب سے دانشوروں کو واقف کروانے سمینارس کا انعقاد، عظمت اہل بیت اطہار واحترام صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتلقین وغیرہ کو طے کیا گیا۔ اس سلسلہ میں عملی کام کی حیثیت سے تمام مذہبی اجلاسوں میں لازمی طور پر ردِّ قادیانیت کی تقاریر، تمام خانقاہوں اور درگاہوں میں منعقد ہونے والی مجالس واعراس میں بھی قادیانیت کی سرکوبی سے متعلق تقاریر کی جائیں اور دیگر ذرائع کا استعمال اور فوری طور پر جڑ چرلہ، ورنگل کے علاوہ ریاست کے مختلف مقامات جو قادیانیت سے متاثر ہیں، ان علاقوں کے دورہ کا پروگرام ترتیب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ریاست بھر میں قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں جلسہ عام منعقد کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں عامۃ المسلمین سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ ''تحریک تحفظ عقیدہ ختم نبوتؐ'' کے ذمہ داروں سے بذریعہ فون اپنے پروگرام ترتیب دیں۔ مزید معلومات کے لئے فون نمبرات 9849181276، 9246535127، 9395192125، 9701009054 پر ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات باعث صد افتخار وموجب صد سپاس ہے کہ ردقادیانیت سے متعلق اس کتاب کے مسودے کو شیخی واستاذی وملاذی، علامہ زماں، محقق دوراں، جامع المعقول والمنقول، حاوی فروع واصول، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، فخر فضلائے زمانی' نازش علمائے نظامی، چشمۂ فیض ربانی، محبِّ غوث صمدانی، عالم اشرف الشرائع،

جامع صنائع بدائع، منتخب روزگار، مصلح افکار، سراپا فخامت، لقمان فطانت، داعی کبیر، خطیب شہیر، فصیح اللسان، طلیق البیان، صاحب قرطاس وقلم، پیکر الطاف وکرم، درج درجت عالی مرتبت، حضرت علامہ، مولانا واولٰنا مفتی خلیل احمدؔ حماہ اللہ الصمد من العین والرمد، ومتع اللہ المسلمین طول بقائہٖ بجاہ رسول الامجد وآلہ الاسعد نے نہ صرف بتوجہ تمام ملاحظہ فرمایا بلکہ اپنی خوشنودی وضروری ہدایات سے آ گاہی بخشی اوراپنے افکار عالیہ سے بھی اس کومزین فرمایا جزاہ اللہ عنا وعن سائرالمسلمین، امین

مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ کے صدر نشین فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین مدظلہ، معتمد اشرف العلماء حضرت علامہ محمد خواجہ شریف قادری مدظلہ، شریک معتمد حافظ وقاری مولانا محمد عبیداللہ فہیم قادری حفظہ اللہ بانی وناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ انوارالعلوم الحبیبیہ 'بندہ علی گوڑہ' حیدرآباد؛ وجمیع ارکان کا بھی یہ راقم شکرگزار ہے کہ ان حضرات نے اس کتاب کو اشاعت کیلئے منتخب فرمایا۔ نیز شعبہ نشرواشاعت مدرسہ انوارالعلوم الحبیبیہ بندہ علی گوڑہ' عثمان باغ' حیدرآباد کا مشکور ہوں کہ اس کتاب کی طباعت کا اہتمام کیا۔ حافظ وقاری فاضل جلیل مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی مجددی قادری زید مجدہٗ نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وصدر نشین تحریک تحفظ عقیدۂ ختم نبوت، و فاؤنڈر ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد کی خصوصی دلچسپی، قیمتی مشورے ترتیب سے طباعت تک شامل رہے، ان کا بھی شکریہ اخلاقی فریضہ ہے۔

اللہ رب العزت والجلال، بواسطہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس کتاب کو قندیل ہدایت بنائے اور ہمارا خاتمہ عقیدۂ ختم نبوت پر فرمائے اور قائلین ختم دور رسالت میں محشور فرمائے۔

امین والحمدللہ رب العلمین۔

جامع ومرتب

شاہ محمد فصیح الدین نظامی

مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد ۱۸؍ذوالقعدہ ۱۴۲۹ ہجری

۱۸/۱۱/۲۰۰۸ء

دوسرا خاتم النّبیین ﷺ ہونا محال ہے

رشحات قلم: شیخ الاسلام شاہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ[1]

خالق عالم جل شانہ، ازل سے ابد تک کی فضیلت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کر چکا۔ اول کا حال تو کسی قدر معلوم ہوا ابد کا حال بھی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا۔ شمہ یہ ہے کہ جنت کی کنجیاں حضرت ﷺ ہی کے ہاتھ میں ہوں گی اور سلطنت جنت کی حضرت ﷺ ہی کو مسلم ہے۔ پھر یہ خیال کہ (کسی دوسرے کو بھی حضرت ﷺ کی فضیلت حاصل ہوسکتی ہے) اس خدائی میں تو اس کا ظہور ممکن نہیں۔ کیونکہ یہاں تو انحصار ازل وابد کا ہوگیا۔ اب اس سے زیادہ اس خیال میں خامہ فرسائی کرنا کلمات ِکفر کی حکایت کرنا ہے۔ کسی مسلمان کو طمع تو درکنار، خیال تک نہیں آسکتا کہ شرافت وفضیلت ذاتی میں حضرت ﷺ کے ساتھ کسی قسم کی تساوی ڈھونڈے (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوسرا شخص خاتم النّبیین ہونا محال ہے۔ پھر بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرا خاتم النّبیین ہونا محال وممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ امکانی ذاتی اور امتناع لغیرہ میں کچھ منافات نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النّبیین خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا اور موضوع لہ اس لقب کا ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ عندالاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہوسکتا۔ پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے اور کلیت مفہومی جو وضع سے قطع نظر کرنے میں معلوم ہوتی ہے بسبب وضع کے جاتی رہی۔ مفہوم کلی، مفہوم جزئی جیسا کہ عبداللہ جب کسی شخص کے لئے وضع کیا جاتا ہے جزئی حقیقی ہوجاتا ہے اور مفہوم کلی اس لفظ کو اُس کی جزئیت میں کچھ فرق نہیں لاتا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ یہ مثال بھی پورے طور پر یہاں تائید نہیں دیتی۔ اس لئے کہ عبداللہ عین وضع میں برابر دوسروں پر کہا جاتا ہے۔ بخلاف لفظ خاتم النبیین کے جب سے واضع نے اُس کو وضع کیا ہے کبھی دوسرے پر اُس کا اطلاق کیا ہی نہیں اور

نہ اطلاق اُس کا سوائے ایک ذات کے دوسرے پرصحیح ہوسکتا ہے۔اس لئے کہ ختم انتہا کو کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ انتہا متجزی نہیں ہوسکتی تاکہ دو شخص اس صفت کے ساتھ متصف ہوں۔ پھر جب عقل نے بہ تبعیت نقل ایک ذات کے اتصاف کو مان لیا اُس کے نزدیک محال ہوگیا کہ دوسری ذات اس صفت کے ساتھ متصف ہوسکے اور بحسب منطوق لازم الوثوق قولہ تعالیٰ (مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ) کے جب ابدالآباد یہ لقب مختص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ٹھہرا تو جزئیت اس مفہوم کو ابدالآباد کے لئے ہوگی کیونکہ یہ لقب قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلاشبہ قدیم ہے۔الحال اس مفہوم کی جزئیت میں کوئی شک نہیں۔اور یہ بات عبداللہ میں نہیں۔اب اُس دعویٰ کا قضیہ بنائے کہ (غیرہ علیہ السلام خاتم النبیین بالامکان) بادنیٰ تامل ثابت ہوجائے گا کہ یہ قضیہ بحمل صحیح منعقد ہی نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ حمل جزئی حقیقی کا کلی پرصحیح نہیں اور اگر بنظر اہمال موضوع کے جزئی سمجھا جائے پرخواہ وہ معین ہو خواہ غیر معین غیر موضوع لہ محمول کا ہوگا۔اور ابھی معلوم ہوا کہ محمول جزئی حقیقی ہو تو اُس کا حمل دوسری جزئی پر ہرگز نہیں ہوسکتا۔جیسا (زید عمرو) درست نہیں۔اور حمل مذکور کے عدم جواز کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پر درست نہیں۔جیسے الحمار (کاتب) یا (غیر آدم علیہ السلام ابوالبشر) یا (زید ابو زید) یعنے زید اپنا آپ باپ ہے مثال آخری ممثل لہ پر اسوجہ سے منطبق ہے کہ عمرو مثلاً زید کا باپ ہے تو یہ صفت اُس کا خاصہ ہوگی۔ پھر یہ صفت اگر غیر عمرو پر اطلاق کی جائے تو اس امر میں کہ موضوع غیر ذی الخاصہ ہے زید اور بکر دونوں برابر ہوں گے پس اطلاق ابوزیدہ خاصہ کا اگر بکر پرصحیح ہو تو چاہئے کہ اُس کی جہت سے زید پر بھی صحیح ہو کیونکہ غیر ذی الخاصہ ہونے میں دونوں برابر ہیں۔**والـلازم بـاطل فالملزوم مثله** ۔اور قطع نظر اُس کے یہ تو ظاہر ہے کہ زید کا پدر حقیقی جب عمرو ہو تو یہ صفت دوسرے پر کیونکر صادق آسکے۔الحاصل خاصہ ایک شئے کا دوسرا پر صادق نہیں آسکتا۔ ورنہ وہ خاصہ خاصہ نہو گا وہو خلف۔ لِم اس کا یہ ہے کہ محمول کو چاہئے کہ ذاتی موضوع کا ہو یا عرضی اور حمل وہی صادق آتا ہے جہاں مبدا محمول کا ذاتی موضوع کا ہو۔جیسے الانسان ناطق) یا صفت منضمہ ہو جیسے زید کاتب یا منتزعہ ہو خواہ بالاضافت جیسے السماء فوقنا یا بلا اضافت جیسے الاربعۃ زوج پھر جب مبداء محمول کا خاصہ کسی دوسری چیز کا ہو تو غیر ذی الخاصہ کی نہ ذاتی ہوسکے گا نہ وصف منضمہ نہ منتزعہ۔اس سبب سے خاصہ کا حمل غیر ذی الخاصہ پرصحیح نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا حمل غیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پرصحیح نہیں۔اور یہ تو ظاہر ہے کہ نسبت حکمیہ وقت حمل پیدا ہوتی ہے۔ پھر حمل ہی نہیں تو نسبت حکمیہ کہاں اور جب نسبت ہی کا پتہ نہ ہو تو جہت امکان کیونکر ثابت ہوسکے۔اس لئے کہ جہت تو نسبت کی کیفیت کا نام ہے

تو ضرور ہوا کہ ثبوت کیفیت کے پہلے ثبوت نسبت ہو کیونکہ ثبوت الشی للشئی فرع ثبوت مثبت لہ ہے۔ یایوں کہئے کہ ثبت العرش ثم انقش الحاصل اس سے معلوم ہوا کہ قضیہ مذکورہ غلط ہے اور سنئے محمول قضیہ کا جو جزئی حقیقی ہے اگر دوسری چیز پر حمل کیا جائے تو سلب الشے عن نفسہ لازم آئے گا۔ دیکھو اس حمل کی نظیر بعینہ (زید عمر) ہے سو جب تک زید سے زیدیت یا عمرو سے عمرویت مسلوب نہو عمرویت زید میں قائم نہیں ہو سکتی اور ظاہر ہے کہ سلب الشے عن نفسہ محال ہے۔ پھر یہ محال جو لازم آرہا ہے وقت حمل ہے یعنی ہنوز نسبت ہی کا وجود نہیں ہوا کہ محال لازم آگیا تا بہ امکان چہ رسد اور علی سبیل التنزل اگر صادق بھی ہو تب بھی امکان کو محل نہ ملا۔ اس تقریر سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ قضیہ باطل ہے کیونکہ مستلزم محال، محال ہوا کرتا ہے۔

امکان ذاتی کا وجود باطل

اب اگر کہا جائے کہ یہ بھی منجملہ وجوہ امتناع لغیرہ ہے۔ سو اُس کا جواب یہ ہے کہ تقریر بالا سے امکان ذاتی کا وجود باطل ہو گیا۔ اگر اس بطلان کو بھی منجملہ وجوہ امتناع کے تصور کر لیں تو امتناع کا پلہ خوب ہی بھاری ہو جائے گا جس میں بطلان ذاتی یعنے امتناع ذاتی بھی شریک ہو گا۔ سو وہ دعویٰ امکان ذاتی کا کہاں رہا اور اُس دعویٰ کا ابطال اس تقریر سے بھی ہو سکتا ہے کہ مفہوم خاتم النبیین کا اگر چہ کلی ہے مگر کلیت اس کی ایسی نہیں جیسے انسان وغیرہ کی ہے اس لئے کہ انسان کے افراد کثیرہ ہونے میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ موجود ہیں بخلاف خاتم النبیین کے کہ اس کے معنی میں کثرت صادق آہی نہیں سکتی جیسے مرکز یا اول یا آخر یا مبدا۔

مرکز اور نقطہ کی نفیس تشریح

حال مرکز کا سنئے کہ مرکز اُس نقطہ کو کہتے ہیں کہ جتنے خطوط اُس سے نکل کر محیط تک پہنچیں سب آپس میں برابر ہوں۔ وہ خطوط نصف قطر دائرہ ہوں گے جن کے ملتقی کا نام مرکز ہے۔ پھر اگر اُن خطوط کی ابتداء محیط دائرہ سے لی جائے تو مرکز منتہیٰ ان خطوط کا ہو گا اور اگر مرکز سے لی جائے تو وہ مبدا اُن کا ہو گا۔ بہر حال خواہ وہ مبدا ہو یا منتہیٰ مرکز ایک نقطہ معین ہو گا جس کا فرض کرنا ہر جگہ مثل اور نقطوں کے ممکن نہیں اور اسی نقطہ میں یہ صفت قائم ہو گی کہ مبدا یا منتہیٰ اُن تمام خطوط کا ہے جو نصف قطر دائرہ ہو سکیں۔ اگر سوائے اُس نقطہ معینہ کے دوسرا نقطہ فرض کریں اور کہیں کہ ممکن ہے کہ وہ بھی مرکز اُس دائرہ کا ہو تو یہ فرض محال ہو گا اس لئے کہ وہ صفت مختصہ (یعنے منتہیٰ اُن خطوط کا ہونا) دوسرے میں قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دوسرا نقطہ اُس دائرہ میں جس جگہ فرض کیا جاوے اصل مرکز سے ہٹکر ایک نصف قطر پر ہو گا تو جملہ خطوط مذکورہ کا مبدا یا منتہیٰ ہونا تو درکنار خود اُس

خط کا مبدا یا منتہیٰ نہیں ہوسکتا جس پر وہ واقع ہے اس لئے کہ آخر وہ خط بھی نصف قطر ہے اور ہر نصف قطر کا مبدا مرکز حقیقی ہونا لازم ہے ورنہ خط نصف قطر نہوگا الحاصل مصداق مرکز کا اگر دوسرا فرض کیا جائے تو انسلاخ الشیے عن لوازمہ بل عن ذاتہ لازم آجائے گا اور یہ محال لذاتہ ہے۔ اب اُس دائرہ کے کسی نقطہ میں صلاحیت اور امکان نہیں کہ مرکز اور منتہیٰ ان خطوط کا بن سکے۔ یہاں تک کہ اگر خود واضع اس دائرہ کا چاہے کہ کسی دوسرے نقطہ کو اُس دائرہ کا مرکز قرار دے تو نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی میں صلاحیت ہی نہیں ہاں وقت دائرہ کھینچنے کے ممکن تھا کہ جس نقطہ کو چاہتا مرکز بنا دیتا لیکن جب اس نقطہ کو معین کر چکا تو سب نقاط موجودہ وغیر موجودہ کو اُس دائرہ کے مایوسی کلی حاصل ہو گئے کہ اب کوئی مرکز نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ مرکز کوئی شئے موجود فی الخارج نہیں وجود اُس کا صرف علم میں ہے کیونکہ مرکز بھی ایک نقطہ ہے اور ماہیت نقطہ کی یہی ہے کہ طرف خط ہو اور ظاہر ہے کہ خود خط بالفعل موجود نہیں ورنہ ترکیب سطح کا خطوط سے لازم آئے گا جو باطل ہے۔ پھر جب خط ہی کا وجود نہیں تو مرکز جو طرف اُس کا ہے کہاں۔ مگر باوجود اُس کے مرکز ایک معین شئے ہے اس لئے اُس دائرہ یا کرہ پر اطلاق دائرہ کا جب ہی ہوگا کہ نسبت محیط کی مرکز کے ساتھ ہر جہت میں برابر ہو اور اگر مرکز ہی نہو جو حد المنتہین ہے تو نسبت کیسی۔ پھر جب سے کہ مرکز معین ہوا وہ صفت مختصہ اُس کی یعنے (منتہیٰ جمیع خطوط مذکورہ کا ہونا) بھی اس پر صادق آرہی ہے۔ ہر چند یہ صفت بھی کلی ہے مگر کلیت اُس کی بھی مثل کلیت مرکز کے ہے کہ قبل تعین مصداق کے علی سبیل البدلیت مصادیق اُس کے بہت سے ہوسکتے ہیں اور جب مصداق معین ہوگیا اب احتمال کثرت کا جاتا رہا۔ پس یہ صفت اگر چہ کہ علم مرکز کا نہیں مگر اختصاص میں اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ عندالاطلاق سوائے اس مرکز کے جو جزئی حقیقی ہے دوسرے کے طرف ذہن منتقل ہو ہی نہیں سکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مفہوم کہ عندالاطلاق سوائے اس ایک ذات خاص کے دوسرا کوئی متبادر نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ بعد تعین مصداق کے مرکز اور مبدا اور منتہا میں کثرت نہیں آسکتی۔ اسی طرح اول و آخر کا سلسلہ مبدا اور منتہیٰ ہوگا وہاں بھی اس قسم کی تقریر جاری ہوگی۔ چونکہ خاتم النبیین کے معنی بھی منتہائے نبیین ہے اس سبب سے یہ بھی اس قسم کی کلی ہوگی کہ بعد تعین مصداق کے جزئی حقیقی ہو جائے اور سوائے ایک ذات کے دوسرے پر صادق نہ آسکے۔ ہاں کلیت اُس کی قبل تعین مصداق متحقق ہے کہ علی سبیل البدلیت بہت افراد پر صادق آسکتی تھی جیسے مرکز مثال مذکورہ میں۔ اب یہ دیکھا جائے کہ مصداق اُس کا کب سے معین ہوا سو ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ابتدائے عالم امکان سے جس قسم کا وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت ﷺ اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہیں

کیونکہ حق تعالیٰ اپنے کلام قدیم میں آنحضرتﷺ کو خاتم النبیین فرما چکا ہے۔
اب کونسا ایسا زمانہ نکل سکے گا کہ صفت علم وکلام باریٔ تعالیٰ پر مقدم ہو۔ پھر تعین ذاتِ خاصہ اور اتصاف اس صفتِ مختصہ کے لئے وجود خارجی شرط نہیں جیسے مرکز میں ابھی معلوم ہوا۔ اور قطع نظر اُس کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے اور جس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ **کنت نبیا و آدم بین الماء والطین** یعنی ہنوز آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے اور میں نبیؐ تھا اب ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے متصف اس صفت خاصہ کے ساتھ ہیں اور جو تقلبات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عالم میں ہوئے ہیں اُس کو ہم ایسے سمجھتے ہیں جیسے لڑکپن جوانی وغیرہ کہ ذات ہر وقت میں محفوظ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے **وتقلبک فی الساجدین**

امام سیوطی رحمہ اللہ کا عقیدہ

امام سیوطیؒ نے مسالک الحنفا میں نقل کیا ہے۔ **وقد قال ابن عباسؓ فی تاویل قول اللہ وتقلبک فی الساجدین ای تقلبک من اصلاب طاهرة من اب بعد اب الی ان جعلک نبیا**

علامہ شمس الدین دمشقی

اسی مضمون کو حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے نظم میں لکھا ہے۔ **تنقل احمد نور عظیم ☆ تلا لافی جبین الساجدینا ☆ تقلب فیهم قرنا فقرنا ☆ الی ان جاء خیر المرسلینا ☆**

علامہ ابن حجر عسقلانی

ذکرہٗ الامام السیوطیؒ فی مسالک الحنفاء اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے ☆ **نبی الهدی المختار من آل هاشم ☆ فعن فخر هم فلیقصر المتطاول ☆ تنقل فی اصلاب قوم تشرفوا ☆ به مثال ماللبدر تلک المنازل ☆**

تقلب صفت، قیام صفت

ذکرہ السیوطیؒ فی المقامات السندیہ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عالم شہادت کے پہلے بھی ذاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ تھی کیونکہ تقلب صفت ہے اور تمام اور قیام صفت کا بغیر ذات موصوف کے محال ہے اس عالم میں تشریف فرما ہونے کے پیشتر آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو

کنت نبیاً اور اول ماخلق اللہ نوری سے معلوم ہوااور بعد آدم علیہ السلام کے بھی جو وتقلبک فی الساجدین سے معلوم ہوا الحاصل وجود جزئی حضرت ﷺ کا ثابت ہے۔ اگر چہ اطوار وجود مختلف ہوں اور حالت جزئیت میں اتصاف اس صفت کے ساتھ بھی موجود رہا پھر خاتم النبیین کے جزئی حقیقی ہونے میں کیا کلام۔

اشکال، جواب اشکال

اگر کہا جاوے کہ اس تقریر سے خاتم النبیین مثل دوسرے اعلام کے ایک علم ہو جائے گا تو اس میں فضیلت ہی کیا ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے علم کی حقیقت معلوم کر لیجئے کہ ہر جماعت انسان اپنے مافی الضمیر ظاہر کرنے میں محتاج اس امر کی ہے کہ ہر چیز کے مقابلہ میں ایک لفظ مقرر کرے تو جو شخص اُس وضع سے واقف ہو وہ لوظ سنتے ہی سمجھ جائے کہ مقصود متکلم کا یہ ہے اب اس وضع کے وقت یہ ضروری نہیں کہ اس لفظ میں کوئی معنے وصفی ہوں بلکہ حروف تہجی سے چند حروف لیکر جو لفظ ترکیب دیدیا جائے وہی علم ہو جائے گا اور اگر کوئی لفظ معنی اور علم ہو تو معنے سابق اس میں نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقرر علم کا صرف اسی واسطے ہے کہ اس کے کہنے سے ذات معینہ معلوم ہو جائے بخلاف صفت کے کہ سوائے ذات کے ایک دوسرے معنی پر بھی اس سے دلالت ہوتی ہے مثلاً عالم کہ اس سے ذات مع صفت علم سمجھی جاتی ہے اور صفت کا مبدا اُس ذات میں موجود ہوگا اور علم میں یہ بات نہیں اب دیکھئے کہ صفت ختم نبوت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ازل سے قائم ہے جیسے ابھی مذکور ہوا مگر صفت مختصہ ہونے کی وجہ سے انحصار اس صفت کا ذات مبارک میں ہے۔ اس انحصار سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ خاتم النّبیین علم ہو جائے کیونکہ یہ لفظ ذات مع الصفت پر دلالت کرتا ہے نہ صرف ذات پر الحاصل صفت خاتمیت آنحضرت ﷺ کے لئے ازلاً وابداً مسلم ہوگئی اب کسی دوسرے کا اتصاف اس صفت مختصہ کے ساتھ محال ہے جیسے کہ سوائے نقطۂ مخصوصہ کے متصف بصفت مرکزیت ہونا کسی دوسرے نقطہ کا دائرہ میں محال ہے۔

گناہ کس کی گردن پر؟

اب ہم ذرا اُن صاحبون سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو کل بدعة ضلالة پڑھا پڑھا کے ایک عالم کو دوزخ میں لیجا رہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ یا قرون ثلثہ میں کسی نے کی تھی پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہو کر بحسب واقع کیا استحقاق پیدا کیا۔ اور اس مسئلہ میں جب تک بحث ہوتی رہے گی اُس کا گناہ کس کی گردن پر۔ دیکھئے حدیث میں وارد ہے: فی المشکوة وعن

جریرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا و وزرمن عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اوزارھم شئی الحدیث رواہ مسلم یعنے فرمایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوشخص اسلام میں بُرا طریقہ نکالےتو علاوہ اُس جرم ارتکاب کے جتنے لوگ اُس کے بعد اُس پرعمل کرتے رہیں سب کا گناہ اُس کے ذمہ ہوگا اوراُن کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔روایت کیااس کومسلم نے انتہیٰ۔ بھلا جس طرح حق تعالیٰ کے نزدیک صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں۔ویسا ہی اگرآپ کے نزدیک بھی رہتے تواس میں کیا نقصان تھا۔کیااس میں بھی کوئی شرک و بدعت رکھی تھی جوشاخ شانے نکالے گئے۔ یہ تو بتلائیے کہ ہمارے حضرت ﷺ نے آپ کے حق میں ایسی کونسی بدسلوکی کی تھی جواُس کا بدلہ ایسے طور پر کیا جارہا ہے کہ فضیلت خاصہ کامسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔یہاں تک کہ جب دیکھا کہ خودحق تعالیٰ فرمارہا ہے کہ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں۔کمال تشویش ہوئی کہ ہائے فضیلت مختصہ ثابت ہوئی جاتی ہے جب اس کے ابطال کاکوئی ذریعہ دین اسلام میں نہ ملا فلاسفہ معاندین کی طرف رجوع کیا اورامکان ذاتی کی شمشیر دودم اُن سے لیکر میدان میں آکھڑے ہوئے۔افسوس ہے اس دُھن میں یہ بھی نہ سوچا کہ معتقدین سادہ کوانتظاراس خاتم فرضی کاکس قدرکنویں جھکائے گا۔مقلدین سادہ کے دلوں پراس تقریر معقولی کااتناتوضروراثر ہواکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کسی قدرشک پڑ گیا گو دقائق معقولی کو نہ سمجھے ہوں۔ چنانچہ بعض اتباع نے اسی بناء پرالف ولام خاتم النّبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرت ﷺ اُن نبیوں کے خاتمہ ہیں جوگزرچکے۔جس کا مطلب یہ ہواکہ آئندہ جوانبیاء پیدا ہوں گےاُن کا خاتم کوئی اور ہوگا۔ معاذاللہ اس تقریر نے کہاں تک پہنچادیا کہ قرآن کاانکار ہونے لگا۔ذراسوچئے توکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبروخاتم النّبیین ہونے میں یہ احتمالات نکالے جاتے توکس قدرحضرت ﷺ پرشاق ہوتا۔عمررضی اللہ عنہ نے صرف توراۃ کے مطالعہ کاارادہ کیا تھااس پرآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کیسی متغیر ہوگئی کہ چہرۂ مبارک سے آثارغضب پیدا تھے۔اور باوجوداس خلق عظیم کے ایسے صحابیؓ جلیل القدر پر کیسا عتاب فرمایا کہ جس کا بیان نہیں جولوگ مذاق تقرب واخلاص سے واقف ہیں اُس کو سمجھ سکتے ہیں۔پھر یہ فرمایا کہ اگرخودموسیٰؑ میری نبوت کازمانہ پاتے توسوائے میری اتباع کےان سے کچھ نہ بن پڑتی۔دیکھ لیجئے وہ روایت مشکوۃ شریف میں ہے۔**عن جابرؓ ان عمرؓ بن الخطابؓ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسختہ من التوراۃ فقال یارسول اللہ ﷺ ھذہ بنسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقراء ووجہ رسول اللہ**

صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ماتریٰ بالوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسول رضینا باللہ رباً وبالاسلام دینا و بمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسیٰ حیا وادرک نبوتی لاتبعنی (رواہ الدارمی) یعنے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار عمرؓ نے تورات کا نسخہ لاکر عرض کیا یارسول اللہ یہ تورات کا نسخہ ہے حضرت خاموش ہوگئے وہ لگے پڑھنے ادھر چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکرؓ نے یہ دیکھ کر کہا اے عمرؓ تم تباہ ہوگئے کیا چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھتے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھتے ہی کہنے لگے میں پناہ مانگتا ہوں خدا اور رسولؐ کے غضب سے ہم راضی ہیں اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰؑ تم میں ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے تو ضرور گمراہ ہوجاتے اگر موسیٰؑ اِس وقت زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو میری ہی اطاعت کرتے اور روایت احمد وبیہقی میں وماوسعہ الا اتباعی ہے یعنی سوائے میری اتباع کے اُن سے کچھ بن نہ پڑتی۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابی باخلاق کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈال دیتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذارسانی خالی جائے گی ہرگز نہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔(ترجمہ) جولوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے رسولؐ جو لعنت کرے گا اُن کو اللہ دنیا اور آخرت میں اور مہیا کر رکھا ہے اُن کے واسطے ذلت کا عذاب۔ انتہی نسال اللہ تعالیٰ توفیق الادب وہو ولی التوفیق۔

(اقتباس از: انوار احمدی، صفحہ نمبر ۴۳ تا ۵۵)

ختم نبوت حدیث نبوی کی روشنی میں

از: حضرت مولانا محمد خواجہ شریف مدظلہ العالی

حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آپ خلقت میں سب سے پہلے نبی اور بعثت میں سب سے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اس لیے بھی کہ امت ساری کی ساری نہ کفر و شرک میں مبتلاء ہونے والی ہے اور نہ شریعت مٹنے والی ہے اور نہ اس میں کسی تحریف کا خوف و اندیشہ ہے۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی بھی معنی میں کبھی نہیں آئے گا۔ یہ ایمان کا بنیادی عنصر ہے۔ اس کا انکار کرنے یا اس میں کسی قسم کی تاویل کرنے سے کفر ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں عبارت النص سے ثابت ہے۔ اس کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور یہ بات کلمہ کے بنیادی مفہوم میں شامل ہے۔ جیسا کہ مستدرک میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طویل قصہ میں حدیث موجود ہے ”**حین جاءت عشیرتہ یطلبونہ من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اسئلکم ان تشھدوا لا الہ الا اللہ وانی خاتم انبیائہ ورسلہ**“۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایمان کا بنیادی عنصر ہے۔ اسی لیے حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النّبیین اور ختم نبوت کے باب میں لفظاً و معناً ساری امت، علماء کرام، صوفیہ عظام، مشائخ طریقت، عامۃ المسلمین تمام اہل السنّت والجماعت بشمول دیگر بہتر فرقے، شیعہ، معتزلہ، خوارج سب کے درمیان اتفاق ہے کہ اس میں تشریعی، غیر تشریعی اور ظلی، بروزی کسی بھی نوعیت کی کوئی موشگافی نہیں ہے اور اگر کوئی کسی بھی نوعیت سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو مدعی نبوت دجال ہونے کے ساتھ وہ اور اس کے تمام متبعین کافر ہیں۔ یہ مسئلہ اس قدر روشن ہے کہ اس میں کسی تمہید کی ضرورت نہیں اور مدعی نبوت کا کذاب ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس پر دلیل طلب کرنا بھی کفر کا سبب بن سکتا ہے۔

لیکن غلام احمد کے نام سے ایک آدمی نے جو مرزا سے تعبیر کیا جاتا ہے، فاسد تاویلات کے ذریعہ دعویٰ نبوت کر کے ایسا دجل وفریب دیا کہ لوگ اس کے اطراف جمع ہو گئے اور اسی کو فتنہ قادیانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان اور دنیا بھر میں ردقادیانیت میں اردو، عربی وغیرہ میں علماء نے کتابیں لکھیں۔ حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام محمد انوار اللہ نور اللہ مرقدہ نے اپنی مفصل اور ضخیم تالیفات قیمہ (افادۃ الافہام (دو جلد) انوارالحق) کے ذریعہ اس کا شافی وافی اور کافی رد فرمایا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ''بخاری شریف'' میں مستقل باب ''ترجمہ باب خاتم النبیین'' قائم فرمایا۔ اس کے علاوہ پوری بخاری شریف میں ختم نبوت سے متعلق بہت سی احادیث شریفہ جگہ جگہ موجود اور پھیلی ہوئی ہیں اور دیگر محدثین بھی اپنی کتابوں میں ختم نبوت کے مستقل ابواب قائم کئے اور مسلم شریف میں بھی اس کا ایک مستقل باب ہے۔ مسئلہ ختم نبوت میں بعض بزرگوں نے دوسو دس (۲۱۰) احادیث جمع کیں ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، کتب سنن، معاجم اور مسانید کے اندر لاکھوں احادیث کے مجموعہ میں ختم نبوت کے اس سے بھی زیادہ احادیث موجود ہیں اور ۶۵ سے زیادہ صحابہ نے ختم نبوت کی احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں روایات بلاشبہ متواتر المعنی ہیں۔ جو مسئلہ تواتر باللفظ یا تواتر بالمعنی سے ثابت ہے اس کا انکار بالاتفاق کفر ہے۔

ان احادیث کو روایت کرنے والے جملہ صحابہ میں چند جلیل القدر حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ، حضرت سیدنا علی، حضرت ابوذر، حضرت عوف بن مالک، حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت عبداللہ بن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ابومالک اشعری، حضرت زید بن ابی ادفی، حضرت بریدہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت تمیم داری، حضرت نعیم بن مسعود، حضرت ابوبکر، حضرت ضحاک بن نوفل، حضرت قتادہ، حضرت معاذ، حضرت سہل بن ساعدی، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی بن جنادہ، حضرت ابوالفضل، حضرت محمد بن حزم، حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ، حضرت سلمان، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ابوالدرداء، حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بخاری شریف، مسلم شریف، سنن اور معاجم ومسانید میں ۲۰۰ سے زائد احادیث کو ہم ایک علیحدہ کتاب میں شائع کریں گے۔ سرِ دست اب آپ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ کے بعد نبوت اپنے ہر معنی کے ساتھ ختم ہوگئی ہے۔ آپ کی امت آخری

امت ہے۔اس امت کے سوا تا قیامت کوئی امت نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹۱، باب ماذکرعن بنی اسرائیل میں ہے ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کانت بنوا اسرائل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائے کہ بنی اسرائیل کی رہبری ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوجاتی تو دوسرے نبی آجاتے اور بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے بہت ہوں گے۔ ''لا نبی بعدی'' میں لائے نفی جنس ہے۔ تشریعی، غیر تشریعی اور اگر کوئی قسم ظلی، بروزی ہے تو وہ بھی لا نبی بعدی کے تحت آئے گا۔ آپ کے بعد کوئی نبی آہی نہیں سکتے اور یہی حدیث شریف مسلم شریف کتاب الامارۃ صفحہ ۱۲۶ میں ''وستکون خلفاء فتکثر'' کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

بخاری شریف صفحہ ۵۰۱ باب خاتم النبیین میں ہے اور امام مسلم اور اصحاب سنن الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ یتعجبون لہ و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائے میری مثال اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال ایک ایسے آدمی کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بہت حسین وخوبصورت بنایا اور ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ لوگ اس کے اطراف گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اور یہی حدیث شریف مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸ پر ہے اور اس کی ایک روایت میں یہ الفاظ ''فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء علیھم السلام'' اور ایک روایت میں ''لکنت انا تلک اللبنۃ ھی'' کے الفاظ آئے ہیں۔ حضور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو میں نے ختم کردیا ہے اور اسی مقام پر امام مسلم نے اس مفہوم کی مزید چھ احادیث روایت کی ہیں۔

بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۴ پر ہے ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ

دعواهما واحدة و حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله ''ایک روایت میں ''وانا خاتم النبیین '' ہے۔حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں تیس کے قریب جھوٹے دجال آئیں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ اس حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال اور کذاب ہے۔اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ ختم نبوت میں کوئی خفاء نہیں۔اس کی شرح میں علامہ حافظ عسقلانی اور علامہ عینی وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس طرح کا دعویٰ جنون اور پاگل پن اور سودائیت کے بڑھ جانے سے بھی ہوتا ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے تیس دجال سے زیادہ آچکے ہیں۔اب یہاں مراد ایسے دجال ہیں جن کی کچھ ہوا چلی اور اس کے اطراف لوگ جمع ہوئے۔یہ حدیث شریف مسلم جلد۲ صفحہ۳۹۷ باب اشراط الساعہ میں ہے ''لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله ''اور سنن ابوداؤد جلد۲ صفحہ۲۴۸،اور ترمذی شریف جلد۲ صفحہ۴۵ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

مسلم شریف کتاب الفضائل میں ہے ''ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون''۔مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔اس میں یہ ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام کی رسالت جن وانس، زمین وآسمان، اس کی ہر چیز کی طرف ہے کیونکہ کافہ خلق میں سب شامل ہیں۔اس لیے آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال مجنون ہی ہوگا۔

بخاری شریف صفحہ۶۲۳ باب غزوہ تبوک میں ہے ''عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی ''اور مسلم شریف کی روایت میں ہے ''انه لانبوة بعدی ''۔اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت باقی ہے۔

ترمذی شریف صفحہ۳۰۹ میں ہے ''عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ''۔میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔اہل علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ لو انتفاء اول سے انتفاء ثانی کے لیے آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی اس قدر صلاحیت کے بعد نبی نہیں ہوسکتے تو دوسرے کہاں ہوسکتے ہیں کیونکہ نبوت ختم ہوچکی ہے۔

بخاری شریف جلد۱ صفحہ۵۰۶ میں ہے ''عن جبیر بن مطعم قال قال رسول الله ﷺ وانا

العاقب ''اور یہی حدیث شریف ترمذی میں ہے ''والعاقب الذی لیس بعدی نبی '' ہے۔حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عاقب وہی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابن ماجہ شریف باب فتنۃ الدجال صفحہ ۲۹۷ میں ''عن ابی امامۃ الباھلی عن النبی ﷺ ''(طویل حدیث میں ہے)وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔اب آپ کے بعد کوئی نبی ہے نہ کوئی دوسری امت۔سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔

بکثرت حدیث شریف کی کتابوں میں یہ حدیث ہے کہ حضور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام نے آیت ''واذ اخذنا من النبیین میثاقھم منک ومن نوح ''(الاحزاب،۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث ''یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں باعتبار خلق سب نبیوں میں اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔اس کی روایت ابن ابی حاتم ،ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل النبوۃ میں دیلمی،ابن عساکر،ابن ابی شیبہ،ابن جریر،ابن سعد،کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۳ وغیرہ میں موجود ہے۔

ترمذی شریف جلد ۶ صفحہ ۵۳ ابواب الرؤیا میں ہے ''عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی، قال فشق ذلک علی الناس فقال لکن بقیت المبشرات فقالوا یا رسول اللہ ما المبشرات قال رؤیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوۃ ''۔حضرت انس سے روایت ہے حضرت رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائے رسالت ونبوت منقطع ہوگئی۔میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی رسول لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) مبشرات کیا ہیں؟ حضور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام ارشاد فرمائے مسلمان کا خواب ہیں وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔یہ حدیث شریف نہایت ہی واضح ہے کہ رسالت ہو یا نبوت سب ختم ہو چکے ہیں۔اس کا ایک جزء خواب ہے وہ باقی ہے۔

بخاری شریف جلد ۲ کتاب التعبیر صفحہ ۱۰۳۵ میں ہے ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحۃ''۔

ختم نبوت کے مسئلہ میں اس قدر آیات قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے باوجود مرزا کا دعویٰ نبوت کرنا کس قدر تعجب خیز اور کھلا کفر ہے۔اس کی وجہ کیا ہے۔کس طرح سے ابتداء مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

پھر بتدریج مسیح موعود کے بعد مدعی نبوت بن بیٹھا۔اس مقالے میں اس سے گفتگو نہیں ہے۔البتہ آخر میں یہ بتانا ہے کہ وہ ان احادیث میں کیا تاویلات فاسدہ کا ارتکاب کر کے دعویٰ نبوت تک پہنچا۔اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

مرزا کو جب دعویٰ نبوت کرنے کا سودا سر میں سمایا تو یہ خود کو غیر تشریعی ظلی اور بروزی نبی بتایا۔ظلی بروزی کا مطلب یہ بتایا کہ وہ فنافی الرسول ہو کر نبوت کا ظل بن گیا اور ظلی و بروزی بن گیا۔پھر اپنے اس دعویٰ نبوت کے لیے دجل اور دھوکہ سے کام لیا اور یہ کہا کہ خاتم النبیین میں الف لام عہدی ہے اور اس سے بنی اسرائیل کے انبیاء مراد ہیں اور اس کے لیے **ولم یبق من النبوۃ الا المبشرات** سے استدلال فاسد کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا ایک جزء باقی ہے۔پھر اس جزء کے لیے ظل و بروز کا فلسفہ تراشا اور لا نبی بعدی میں لا کو لائے نفی کمال قرار دے کر دعویٰ نبوت کا ارتکاب کیا۔اس کا جواب یہ ہے کہ ظلی و بروزی، نبوت کی کوئی نوع یا کوئی قسم نہیں ہے۔آج تک امت میں کہیں بھی ایسی کوئی اصطلاح کا وجود نہیں ہے۔یہ ایک خودساختہ اصطلاح ہے۔حضور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام میں فنا ہو کر آپ کے صفات کا ظل یا مظہر تو ہو سکتے ہیں لیکن سب کا اتفاق ہے کہ نبوت کا ظل یا اس کا مظہر نہیں ہو سکتا۔اس لیے بالاتفاق خاتم النبیین میں الف لام استغراقی ہے وہ عہدی نہیں ہے اور عہدی اس لیے بھی نہیں ہو سکتا کہ اگر اس کو عہدی قرار دیا جائے تو آدم علیہ السلام کے بعد آنے والے ہر نبی اپنے پہلے نبی کے اعتبار سے خاتم النبیین ہوں گے کیونکہ وہ اپنے سے پہلے کے انبیاء کی نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ ''خاتم النبیین'' حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔اس لیے خاتم النبیین میں الف لام نہ عہدی ہے نہ عرفی ہے بلکہ استغراق حقیقی ہے اور لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کا ہے لا نفی کمال کا نہیں ہے کیونکہ نبوت میں عدم کمال سے نقص لازم آئے گا اور نقص سے نبوت ہی نہیں رہتی کیونکہ حقیقت نبوت کے کوئی اجزاء نہیں ہیں۔اس لیے ''**لا نبی بعدی**'' میں لا نفی جنس ہی ہے۔

لم یبق الا المبشرات میں اس کا جواب موجود ہے کہ اجزاء نبوت میں جو ایک جزء باقی ہے اس سے مراد خواب ہے ظاہر ہے مومن کے خواب نبوت نہیں ہو سکتے۔اس قدر وضاحت کے بعد میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قادیانیت کو اختیار کرنے والے تمام لوگوں کو ایمان کی توفیق دے اور سارے مسلمانوں کو ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ خاتم النبیین. وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد المصطفیٰ و علی آلہ وصحبہ و بارک وسلم اجمعین۔**

ختم نبوت فقہ اسلامی کی روشنی میں

از: حضرت مولانا مفتی ابراہیم خلیل الہاشمی مدظلہ[1]

حق سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہبری کے لیے ہر زمانے اور ہر قوم میں انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اقوام وملل کو کفر وشرک اور ظلم وطغیان کی ظلمتوں سے نکال کر توحید ربانی ودین حقانی کی روشنی دکھائی اور ہادی الی سبیل الحق کے فریضہ منصبی کی گراں بار ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے۔ ''**ولکل قوم ھاد**''۔ (الرعد، آیۃ ۷)

''**ولکل امۃ رسول**'' (یونس، آیۃ ۴۷) **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**'' (الاسراء آیۃ ۱۰) اس منصب جلیلہ پر سب سے آخر میں فائز ہونے والی ہستی مبارکہ حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے جو باعتبار تحقیقی نبوت بفحوائے حدیث پاک ''**کنت نبیا و آدم بین الماء والطین**'' اولیت کی حامل ہے۔

قرآن پاک کی آیت ''**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**'' (المائدۃ آیۃ ۳۰) کے ذریعہ آپ کی ذات گرامی پر تمام تر نعمتوں کے اتمام ودین حنیف کے کمال کا باعتبار ایمان واسلام، احسان وغیرہم کا اعلان کیا گیا اور اس طرح اشارۃ النص سے ''کمال مطلق'' دین مصطفوی ﷺ کو حاصل ہونے کا اشارہ دیا گیا اور یہ بتادیا گیا کہ آپ ہی کا دین کامل واکمل ہونے کی وجہ اولین وآخرین کے لیے حجت ہے اور یہی دین قیامت تک کے لیے کافی اور باقی رہنے والا ہے علاوہ ازیں قرآن پاک کی صراحۃ النص ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما**'' (الاحزاب ۴۰) سے صاف اور واضح طور پر یہ ظاہر کردیا گیا کہ آپ ﷺ حق

سبحانہ وتعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جو تشریعی وغیر تشریعی ہر طرح کی نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ اس آیت پاک کے ضمن میں علامہ امام ابن کثیر نے لکھا ہے:

''فھذہ الآیة فی انہ لا نبی بعدہ و اذا کان لانبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة''

اصول اور معانی کا مشہور اور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت آتا ہے تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔اس حدیث میں بھی لفظ ''نبی'' نکرہ ہے اور لانفی کے تحت واقع ہے۔اس لیے حسب قاعدہ، نبی سے باستغراق ہر نبی مراد ہے۔صاحب شریعت جدیدہ ہو یا نئی شریعت کا متبع۔

آیت پاک ''خاتم'' بالکسر و بالفتح ہر دو قرأت سے مروی ہے جس کے معنی آخری کے بھی آتے ہیں۔ کلام عرب میں مہر کے لیے بھی اس کا استعمال معروف ہے تاہم اس کا حاصل بھی وہی معنی ہیں جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں ہے: **''والخاتم اسم آلة لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیون بہ ومآلہ آخر النبیین''**

عقیدہ ختم نبوت کا تعلق چونکہ بنیادی عقائد اسلامیہ سے ہے، اس لیے حضرت رسول پاک ﷺ نے کئی ایک مواقع پر بارہا اس سے متعلق واضح ارشادات عطا فرمائے ہیں جو کتب احادیث سے اکتساب فیض کرنے والوں کی مشام جاں کو صبح قیامت تک معطر فرماتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت تمام کتب احادیث جیسے بخاری ومسلم، ترمذی ونسائی وغیرہ میں موجود ہے جس میں آپ ﷺ کی ذات اقدس سے قصر نبوت کی تکمیل کو ایک بلیغ تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔چنانچہ ارشاد ہے:

''ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فا حسنہ واجملہ الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون بہ و یتعجبون لہ و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنة و انا خاتم النبیین''۔(بخاری کتاب المناقب)

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی''

اور ایک حدیث پاک میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ میرے بعد نبی ہونا ممکن ہو تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے:

''لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب''(کتاب المناقب ترمذی)۔

عقیدہ ختم نبوت ہی کی طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول اجلال کا عقیدہ بھی عقائد اسلامیہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو کتاب وسنت کے منصوصات سے مصرح ہے جس کا مرزا غلام احمد قادیانی نے انکار کیا اور خود دعویدار مسیح موعود ہوگیا اور استدلال یہ کیا کہ ''عیسیٰ ابن مریم کی تشریف آوری کا عقیدہ خود عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے''۔ اس کا جواب علماء اسلامیہ نے یہ دیا ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ وصف نبوت کا وقوع آپ ﷺ کے بعد معدوم ہے۔ مسئلہ نزول عیسیٰ علیہ السلام جو قرآن پاک و احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، مسئلہ ختم نبوت پر اثر انداز نہیں، کیونکہ وہ نبوت محمدی ﷺ سے بہت پہلے ہی سے باعتبار بعثت نبوت سے سرفراز ہیں جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

''والمراد بکونه علیه السلام خاتمهم انقطاع حدیث وصف النبوة فی احد من الثقلین بعد تخلیته علیه السلام بها فی هذه النشأة ولایقدح فی ذلک ما اجمعت علیه الامة واستشهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علی قول و وجوب الایمان به واکفر منکره کالفلا سفة من نزول عیسیٰ علیه السلام آخر الزمان لانه کان نبیا قبل ان یحلی نبینا ﷺ بالنبوة فی هذه النشاء ة''۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت کے قریب تشریف آوری منصب نبوت ورسالت پر مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے نہیں ہوگی بلکہ امت محمدیہ کے امام وقائد اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے ہوگی۔ اسی لیے اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا جیسا کہ تحفہ شرح منہاج میں ہے:

''و عیسیٰ علیه السلام نبی قبل فلا یرد الاشکال''

حضرت رسول پاک ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام یعنی خیر القرون ہی میں مسیلمہ کذاب نے حضرت رسول پاک ﷺ کی نبوت کے اقرار اور قرآن پاک اور اسلامی احکام وغیرہ پر ایمان رکھتے ہوئے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک جماعت اس کے پیچھے ہوگئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے باجماع صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کو مرتد اور واجب القتل جان کر اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اس کو کیفر کردار تک پہونچا کر اس عظیم فتنے کا قلع قمع فرما دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حضرت رسول پاک ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کی

طرف سے نبوت کا دعویٰ چاہے وہ کسی انداز اور کسی تاویل کے ساتھ ہو باجماع صحابہ موجب کفروارتداد ہے۔

ایک حدیث پاک میں حضرت رسول پاک ﷺ نے اپنی امت میں تیس کذاب دعویداران نبوت کی پیشن گوئی فرما کرارشادفرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے:

وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (ابوداؤد، کتاب الفتن، عن ثوبان رضی الله عنه).

شرح شفا میں ہے کہ ہم ہراس شخص کو کافرقرار دیں گے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں نبوت کا دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ اوراسود عنسی یا کوئی آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، کیونکہ دعویٰ نبوت عیسائیوں ہی کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں: **وکذلک نکفر من ادعی نبوۃ احد بعدہ فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فھذا تکذیب الله و رسوله ﷺ کالعیسویة (شرح شفا صفحه ۷۴).**

اسی بناء پرفقہاء امت اسلامیہ نے بھی مدعیان نبوت کو کافرقرار دیا ہے جیسا کہ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۶۳ میں ہے: **"لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یریدبه من پیغام می برم یکفر "** الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں بھی اسی طرح ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"من اعتقد و حیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین"۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲ میں لکھتے ہیں:

"ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع"

کسی کے دعوائے نبوت پر اگر کوئی اس سے معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز ورسوائی کے لیے نہ ہوتو اس کو فقہاء نے کافر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتویٰ میں:

"ولو ادعی رجل النبوۃ و طلب رجل المعجزۃ قال بعضھم یکفر و قال بعضھم ان کان غرضه اظھار عجزہ و افتضاحه لا یکفر"

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

"وقد دل کلامه و کلام الله المنزل علیه انه خاتم النبیین و انه مبعوث الی کافة

الناس بل الی الجن والانس ثبت انہ آخر الانبیاء".

حضرت شیخ امام عبدالسلام بن ابراہیم مالکی، اتحاف المرید میں لکھتے ہیں:

"ای ختم ربنا بنبوتہ جمیع الانبیاء قال تعالیٰ و خاتم النبیین ویلزم منہ ختم المرسلین ایضاً لان ختم الاعم ختم للاخص من غیر عکس فلا تبتدء نبوۃ ولا شریعۃ بعدہ ﷺ".

شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح کفایۃ العوام میں لکھتے ہیں:

"اولھم آدم ثم الآخر منھم بحیث لیس بعدہ نبی ولا رسول اصلا محمد بن عبداللہ خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ وھو النبی الباقی علی رسالتہ وان مات ﷺ الی آخر الزمان وانقطاع الدنیا".

حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی نے حدیث پاک کے حوالہ سے حضرت رسول پاک ﷺ کے اسماء مبارکہ میں العاقب ہونا بیان فرمایا ہے جس کے معنی آخری نبی کے ہے:

"وفی السنۃ انا العاقب لانبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذہ الکلام علی ظاھرہ".

کتاب وسنت کے منصوصات کے واضح تشریحات فقہاء امت کے واضح ہدایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت نبی پاک ﷺ نبی آخر الزماں ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ قیامت تک اب کوئی نیا نبی یا کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔ ان واضح شواہد کے باوجود اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو ایسا شقی و بد بخت کذاب وتہمت باندھنے والا دجال اور خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا اور مرتد، قابل گردن زدنی (اسلامی حکومت میں) وخارج عن الاسلام ہے، جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: "فقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لانبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک و دجال وضال و مضل".

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"وکونہ ﷺ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصرحت بہ السنۃ و اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر".

اسی بناء پر عالم اسلام کے تمام علماء حقانیین نے مدعیان نبوت کاذبین کی طرح کاذب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو مرتد اور خارج عن الاسلام قرار دے دیا ہے۔



عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری[1]

ان دنوں فتنۂ قادیانیت زور پکڑ رہا ہے، اور اسلام کے نام پر عام مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو برباد کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے، یہ لوگ مسلمانوں جیسا لباس پہنتے ہیں اور مسلمانوں جیسا نام رکھتے ہیں، لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں عطا کردہ عقیدہ نہیں رکھتے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے، بلکہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظلی وبروزی نبی ہوسکتا ہے (معاذ اللہ) جس کو ''امتی نبی'' کہتے ہیں۔ اسی بنیاد پر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا تھا یہ لوگ اس کو نبی مانتے ہیں، جب کہ ختم نبوت ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی فرق آنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، یہ فرقہ مختلف ممالک میں فتنہ پرور سازشوں میں مصروف ہے، جنوری ۲۰۰۸ء لندن سے پچاس میل دور قادیانیوں کی جانب سے بڑے پیمانہ پر جلسہ مقرر کیا گیا تھا، مسلمانوں کی پرزور مخالفت کی وجہ سے حکومت برطانیہ نے جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی، اب اس فرقہ کی جانب سے حیدرآباد میں سوسالہ جشن منانے کا پروگرام بنایا جارہا ہے، اس وجہ سے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ کتاب وسنت، مفسرین، محدثین اور فقہاء امت کی تصریحات کی روشنی میں یہ مضمون سپردقلم کیا جارہا ہے۔

غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور کفریات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعوی مجددیت، محدثیت، مثلیت عیسی علیہ السلام، عیسویت، بالآخر نبوت کا دعوی کیا، (**نعوذ باللہ من ذالک**)

چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص ۲۲۱ میں لکھتا ہے: اسی لئے خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی

اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔(نعوذباللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر (العیاذ باللہ) اپنے باطل دعوی کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے آپ کو انبیاء کرام کا مثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعوی کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ''اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا''۔(ازالۃ الاوہام، حصہ اول ص ۱۰۵)(نعوذباللہ من ذلک)

کذاب ودجال غلام احمد قادیانی کے باطل دعووں کا جواب دینے کیلئے شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انواراللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''افادۃ الافہام '' تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا ونیز انوار الحق تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا،''افادۃ الافہام'' کی ابتداء میں آپ نے ''مفاتیح الاعلام'' کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں اس کی ان عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی وضلالت اور کفر وارتداد واضح ہوتا ہے، اس کے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ یہ آشکار ہو جائے کہ اس کذاب نے اپنے باطل دعووں سے اہل اسلام میں کیسی کیسی فتنہ پردازیاں کی ہیں۔

م۔خلیفہ ہوں خلافت الہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ص ۲۱ ف ۵۱

م۔مجدد ہوں۔ف ۵۲

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ف ۵۲

م۔حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ف ۵۲

م۔مہدی ہوں۔ف ۵۳، م۔امام الزمان ہوں۔ف ۱۴

م۔امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ص ۳۰۲

م۔امام حسین سے افضل ہوں۔ف ۵۳

م۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔کرشن جی ہونے کا بھی دعوی ہے۔ف ۵۶

م۔مثیل آدم ونوح ویوسف وداؤد موسی وابراہیم علیہ السلام ہوں۔ف ۵۳

م۔ظلی طور پرمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔۵۳

م۔بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ف ۵۳

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایۃً دعویٰ ہے۔ع ۱۴۸

م۔قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔۲۹۷

م۔میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ص ۲۳۷

م۔میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ف ۵۳

م۔خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ص ۲۸۶

م۔خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول میں ہوں۔ف ۵۳

م۔سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ف ۵۳

م۔میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ف ۵۳

م۔میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔۵۴

م۔میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ف ۵۵

م۔جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ف ۵۱

م۔میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہیئے۔ف ۲۵۱

م۔میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔س ۵

م۔میری جماعت دوسرے سے رشطہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔س ۵

م۔میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ف ۵۴

م۔میرے امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ص ۲۲

م۔میرا امتی جنتی ہے۔ص۲۲

م۔ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ص۳۰۲

م۔ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المؤمنین لکھتے ہیں۔س ۴۱

م۔الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔ف ۵۶

م۔الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ف ۵۶

م۔خدا مجھ سے قریب ہوکر باتیں کرتا ہے۔ف ۵۳

م۔خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔خدا مجھ سے ٹھٹے کرتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ف ۵۳

م۔جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض ہے۔س ۴۵ (مفاتیح الاعلام،ص ۵/۶/۷)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اسکا دجل ومکر اور نبوت کا دعوی کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، بروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے،آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ، جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے جیسا کہ اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ "اس نے نبوت کا دعوی نہیں کیا" خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر وارتداد ہے۔

فرقۂ قادیانی کے جلسہ میں شرکت اور اس سے تعلق رکھنے کا حکم

کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرہ اسلام سے خارج، مرتد وبے دین ہے، دراصل فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، اس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کیلئے ناجائز وحرام ہے، ان کے مذہب کو حق سمجھتے ہوئے ان سے تعلقات رکھنا اور

ان کے جلسوں میں شریک ہونا بجائے خود کفر وارتداد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظلمین** ۔(سورہ انعام۔۶۸) ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔اور ارشاد خداوندی ہے: **ولاتر کنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار** ۔(سورۃ ھود۔۱۱۳) ترجمہ: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آ چھوئے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین و بد مذہب فرقہائے باطلہ کی صحبت وتعلقات سے اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے: **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخرالزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعواانتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** (صحیح مسلم شریف ج۱ص۱۰،حدیث نمبر:۷) ترجمہ: حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانے میں دجال کذاب،فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے،تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کرڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرڈالیں۔

اور سنن ابن ماجہ شریف ،مقدمہ ،باب القدر،ص۱۰احدیث نمبر:۸۹ میں حدیث پاک ہے: **وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوافلاتشھدوھم وان لقیتموھم فلاتسلمواعلیھم** ۔ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہوجائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو،اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو،اور اگر ان سے ملاقات ہوجائے تو انہیں سلام مت کرو۔

عقیدۂ ختم نبوت نص قطعی سے ثابت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما** ۔ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لکن آپ اللہ کے رسول اور سب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔(سورۃ الاحزاب۔۴۰)

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ فخر موجودات وجہ تخلیق کائنات حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں ، سلسلۂ نبوت ورسالت آپ کی ذات اقدس پر ختم کر دیا گیا، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، قصر نبوت میں ایسی کوئی جگہ ہی باقی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی اس کو پُر کر سکے، رسالت ونبوت آپ ہی پر تمام ہوگئی۔

متواتر المعنی احادیث شریفہ سے ثبوت

کتب صحاح وسنن ، معاجم ومسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ بخاری شریف ج ۱ کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ،ص ۵۰۱ میں حدیث پاک ہے:

عن ابی هریرةؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلمقال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین ۔ترجمہ:سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل تعمیر کیا اور اسے مکمل خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے او رکہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی، تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخر نبی ہوں۔

سلسلۂ نبوت منقطع ہو چکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی وبروزی نبی ماننے والے کا حکم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے عبارت النص اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا انکار کرنا یا اسمیں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفر ہے، اللہ تعالی نے سرکار دوعالم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے منصب عظیم پر فائز فرمایا۔

جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۳ میں ہے: **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوة قدانقطعت فلا رسول ولانبی بعدی** ۔ترجمہ:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت ونبوت بالیقین منقطع ہو چکی ہے میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی رسول۔

اس حدیث مبارک میں لفظ نبی ورسول پر لائے نفی جنس داخل ہوا ہے،اور یہ متفقہ قاعدہ ہے کہ نکرہ جب نفی کے تحت آتا ہے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے جس سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی ، بروزی، مثلی، جزوی کسی بھی معنی میں کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اس واضح ارشاد کے باوجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی ، بروزی مثلی، جزوی نبی کا ماننا صریح کفر ہے، اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہوجاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف ابواب الفتن باب فتنۃ الدجال میں حدیث پاک ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:**انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم** ۔ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

انبیاء کرام ورسل عظام کی بعثت مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہوتی رہی جب کوئی رسول وصال کرتے دوسرے رسول کی بعثت ہوجاتی لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے ساری کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا،صحیح مسلم شریف ج ا کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ص ۱۹۹ میں ارشاد مبارک ہے: **وارسلت الی الخلق کا فۃ وختم بی النبیون** ۔ترجمہ: میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے ہے، جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام ہی نافذ رہے گی، کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کسی دوسری شریعت کی حاجت ہے۔

اللہ تعالی نے شریعت محمدیہ کو مکمل کردیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** ۔ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔(سورۃ المائدۃ۔۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

جب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نبوت مکمل ہوچکی ہے، آپ کی شریعت ہمیشہ کیلئے ہے تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی البتہ خلافت ہوگی جیسا کہ صحیح

بخاری شریف ج ا کتاب الانبیاء، باب ماذ کرعن بنی اسرائیل، ص ۴۹۱ میں حدیث مبارک ہے: **عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون** ۔ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیادت وقیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی وصال کرتے ان کے جانشین دوسرے نبی آتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

نیز کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب الحروف، میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: **لی النبوۃ ولکم الخلافۃ** ۔ترجمہ: میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت ہے۔

اور کنز العمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الباب الثامن، فضل الحرمین والمسجد الاقصی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: **انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء** ۔ترجمہ: میں نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت میں تاویل، نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف ہے

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کرنا کہ جس سے کسی جھوٹے دعویدار نبوت کے لئے کوئی امکان پیدا ہو نیز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ظلی، بروزی، جزوی کسی طریقہ کی نبوت ماننا اور کسی بھی قسم کی نبوت کا دعوی کرنا، دراصل عقیدہ ختم نبوت سے اعراض، نصوص قطعیہ متواترہ کا انکار اور کفر وارتداد ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم نے جب کسی کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے بعد نبوت کی نفی بھی فرمادی تاکہ اس کے ذریعہ کسی دجال، کذاب، نبوت کا دعوی کرنے والے کو کسی اعتبار سے کوئی شق نکالنے کا موقع ہی باقی نہ رہے۔

صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۳ پر حدیث شریف ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نائب مقرر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: **الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انه لیس نبی بعدی** ۔ترجمہ: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسی (علیہ السلام) کے لئے تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا

کوئی نبی نہیں آسکتا۔موسی علیہ السلام بھی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ورسول، صاحب شریعت گذرے وہ اگر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہی ہوتے، نبی یا رسول کی حیثیت سے نہیں اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوتے، آپ کی اتباع واطاعت کے سوا ان کے لئے کوئی اور صورت نہ ہوتی، جیسا کہ سنن دارمی، کتاب المقدمۃ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حدیث نمبر:۴۴۳) عن جابران عمر بن الخطاب اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ نسخۃمن التوراۃ فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل اما تری ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذباللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمدنبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لوبدالکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی۔

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک بار عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا نسخہ لا کر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے، عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے ادھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا رونے والیاں تم پر روئیں، کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھتے، عمر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی عرض کرنے لگے، میں اللہ کے غضب سے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ہم اللہ تعالی کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے ہمارے نبی ہونے پر راضی ہیں، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر موسی (علیہ السلام) تمہارے لئے ظاہر ہوجاتے پھر تم انکی پیروی کرنے لگتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو ضرور تم سیدھے راستہ سے گمراہ ہوجاتے، اگر وہ ہوتے اور میرا زمانۂ (نبوت) پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک پیدا کرنے والی مصنف تحذیر الناس کی تحریر کا مفصل رد کرتے ہوئے اس حدیث شریف کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

''اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمرص کے سے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر نا گوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت میں شک ڈالتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی، کیا یہ ایذ ارسانی خالی جائیگی ہر گز نہیں حق تعالی فرماتا ہے: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (الاحزاب۔۵۷) نسئل اللّٰہ تعالیٰ توفیق الادب وھو ولی التوفیق۔(انوار احمدی، ص۵۵)۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا بحیثیت امتی نزول

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بتلائی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے اپنے زمانہ میں نبی ورسول تھے لیکن جب قیامت کے قریب امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں آئیں گے تو آپ کے ایک امتی اور خلیفہ ہوں گے جیسا کہ درمنثور سورۃ النساء کی تفسیر کے ضمن میں بحوالۂ طبرانی حدیث پاک ہے واخرج الطبرانی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاان عیسی بن مریم لیس بینی وبینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی۔ترجمہ: بے شک عیسی بن مریم میرے درمیان اور ان کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول مگر وہ میرے بعد میری امت میں میرے نائب وخلیفہ ہوں گے۔

ہر قسم کے شبہ کا ازالہ

نگاہ نبوت امت میں اُٹھنے والے فتنوں کو دیکھ رہی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے شبہ کا ازالہ فرمایا،اور ہر طرح کے وہم کو دفع کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہوگے کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسی (علیہ السلام) کے لئے تھے مگر میرے بعد نبوت نہیں۔(صحیح بخاری شریف ج۲ص۶۳۳) حضرت موسی علیہ السلام کے بارے ارشاد فرمایا: اگر موسی ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا (سنن دارمی حدیث نمبر۴۴۳)۔حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ونائب ہوں گے۔(تفسیر درمنثور سورۃ

النساء۔)

نصوص قطعیہ سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، جس پر آیت قرانیہ کی عبارۃ النص اور متواتر احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔

اتنی وضاحت کے ساتھ نبوت کی نفی کرنے کے بعد اور پوشیدہ شبہ اور خفی شائبہ کو دفع کرنے کے بعد کوئی نبوت کے اقسام بنا کر اپنے آپ کو ظلی یا بروزی یا جزوی نبی کہے تو اسکے کذاب اور دجال ہونے میں کوئی شک نہیں جو مسلمان اس کی بات مانے اس کی اتباع کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں اٹھنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا اور نبوت کا دعوی کرنے والے کذابوں اور دجالوں کے بارے میں خبر دی چنانچہ جامع ترمذی شریف ج ۲، ابواب الفتن، باب **لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون** ص ۴۵ میں حدیث پاک ہے: **انه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی** ۔ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نیز صحیح بخای شریف ج ا کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام ص ۵۰۹ میں حدیث مبارک ہے: **ولا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول الله** . ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تقریباً تیس دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں، ان میں ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

ختم نبوت سے متعلق قادیانی تأویل، فقہاء، مفسرین ومحدثین کا تحقیقی جواب

سرکار دوعالم باعث تخلیق آدم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے خاتم اور آخر ہیں آپ کے بعد کسی طور پر کوئی بنی نہیں، نہ کامل نبی ہے اور نہ ناقص نبی ہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مستقل نبی آنے والا ہے، ہر قسم کی نبوت کی نفی فرمادی گئی۔

یہ ایسا متفق علیہ، اساسی و بنیادی مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نکالنے، احتمال پیدا کرنے کی کوئی

گنجائش نہیں ہے،اس عقیدہ پرتمام مفسرین ومحدثین،فقہاء ومجتہدین،ائمۂ اعلام وعلماء اسلام کا اجماع واتفاق رہا ہے،بنظر اختصار یہاں چند اعلام امت کی عبارتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

مدارک التنزیل وحقائق التاویل میں آیت ختم نبوت کی تفسیر میں مذکور ہے:**لاینبأ احد بعده وعیسی ممن نبیء قبله وحین ینزل عاملا علی شریعة محمد صلی الله علیه وسلم کانه بعض امته.** ترجمہ:حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بنی نہیں ہوں گے،اورعیسی علیہ السلام آپ کے پہلے والے انبیاء کرام میں سے ہیں اور جب زمین پر اتر ینگے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پرعمل کرتے ہوئے اتریں گے گویا وہ آپ کے ایک امتی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری ج ۱۲، کتاب التفسیر ص ۵۶۶ میں تحریرفرماتے ہیں:**هذه اکبر نعم الله عزوجل علی هذه الامة حیث اکمل لهم دینهم فلا یحتاجون الی دین غیره ولاالی نبی غیر نبیهم ولهذا جعله الله خاتم الانبیاء وبعثه الی الانس والجن.** ترجمہ:یہ اس امت پر اللہ بزرگ وبرتر کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کومکمل کردیا تو انہیں کسی دوسرے دین کی حاجت نہیں اور نہ انہیں اپنے نبی کے سوا کسی نبی کی ضرورت ہے اسی لئے اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کے سلسلہ کوختم کرنے والا بنایا اور آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاءشریف ص۳۹۲،۳۹۳ میں تحریر فرماتے ہیں:**وکذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة او انه یصعد الی السماء ویدخل الجنة ویاکل من اثمارها ویعانق الحور العین کلهم کفار مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لانه اخبر انه خاتم النبیین لا نبی بعده واخبر عن الله تعالی انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعا اجماعا سمعا.** ترجمہ:اسی طرح جوشخص دعوی کرے کہ اس کی جانب وحی کی جاتی ہے اگر چہ وہ نبوت کا دعویدار نہ ہو......تو یہ سب کافر ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں،آپ کے بعد کوئی نبی نہیں،یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی جانب سے خبر دی کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں اور امت اس کلام کے ظاہری معنی مراد لینے پر متفق ہو چکی ہے اور اس بات پر بھی متفق ہو چکی ہے کہ اس کا مفہوم اور مرادی معنی لینے میں کسی تاویل یا تخصیص کی ضرورت نہیں اس لئے قطعی طور پر کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں ان فرقوں کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فتاوی عالمگیری ج۲ص۲۶۳میں ہے: **اذالم یعرف الرجل ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء علیہم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمة.** ترجمہ:اگر کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اہل اسلام کیلئے حضرت شیخ الاسلام کی خیر خواہی

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ احایث شریفہ کے ذریعہ غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوی کا جواب دینے کے بعد رقمطراز ہیں: ’’چنانچہ بخاری وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہیں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس باب میں شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہوسکتی ہے؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہو تو سوائے اِنّا لِلّٰہِ پڑھنے کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنا تو ضرور کہیں گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ورنہ ہر زمانے میں بہکانے والے قسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں‘‘ (افادۃ الافہام حصہ اول ص۲۹۲/۲۹۳)

شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت

مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے آگاہ ومتنبہ کرتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں: ہم اپنے ہم مشربوں سے خیر خواہانہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تقریروں سے اپنے ایمان کو صدمہ نہ پہنچنے دیں اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کی بات نہ سنیں (افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۱۳۲) قادیانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیا جس کی زبردست تردید کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو نصیحت فرمارہے ہیں: مسلمانو! مرزا صاحب

نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کو موسی کا مثیل قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے؟ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے نا ملائم الفاظ سنّے کے آشنا تھے کب تک مرزا صاحب کی ایسی باتیں سنا کرو گے؟ توبہ کرو اگر نجات چاہتے ہو تو ان کی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو۔(افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۴۷)

نبوت کے جھوٹے دعویدار سے معجزہ طلب کرنا والا بھی کافر ہے

اور فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز و رسوائی کے لئے نہ ہو تو یہ طلب کرنے والا بھی کافر قرار پاتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے:**وکذالک لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانه حین قال هذه المقالة طلب غیر منه المعجزة قیل یکفر الطالب والمتاخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لایکفر** ۔ترجمہ:اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہو جائیگا۔اور اگر اس کے اس دعوی پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا،اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر اسکو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔نصوص بالا کی روشنی میں عرب وعجم، شرق وغرب شمال وجنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔

اللہ تعالی اپنے حبیب کریم خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل تمام اہل اسلام کو باطل فرقوں اور بطور خاص فتنۂ قادیانیت کی جعلسازیوں سے محفوظ و مامون رکھے اور عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت نصیب فرمائے اور جو سادہ لوح ان کے دام فریب کا شکار ہو کر مرتد ہو چکے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دولت لازوال عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طه و یس صلی اللہ علیه واله وصحبه وسلم

ارشادالرشید

جلالۃ العلم حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ذی الطول والالاء ، وصلی اللہ علی محمد خاتم الرسل والانبیاء وعلی الہ و اصحابه الاتقیاء .

''ختم نبوت کے بعد ادعائے نبوت کی حقیقت''

دجل وکذب

خاتم الانبیاء (ارواحنا فداہ) ﷺ کے منجملہ اوصاف کمال کے ایک وصف ''جوامع الکلم'' بھی ہونا ہے ''اُوْتِیتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ'' یعنی آپ کے کلمات طیبہ معانی ومفاہیم کے سمندر اپنے اندر رکھتے ہوئے حقیقت کا منہ کے بھی آئینہ دار ہوتے ہیں آں سرور ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے دو وصف بیان فرمائے ہیں۔

(۱) دجل (۲) کذب وفریب ودھوکہ دہی جھوٹ وخلاف واقعہ۔

لیکن دوسری صفت سے پہلی صفت زیادہ زہر آلود وخطرناک ہے، اس لئے کہ اس کے مادہ میں ''پوشیدگی'' کے معنی مضمر ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اس کے بعد اب خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ادعائے نبوت کرنے والے اور ان کے پیروؤں کے حالات و مقالات پر غور کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ ''غیر ظاہر'' اور ''خلاف واقعہ اُمور'' سے مزین ومذہب ہیں۔ مثلاً خاتم الانبیاء ﷺ کے حلقہ غلامی میں خود منسلک ہونے کے دعوے سے غیروں کو اپنے حلقہ غلامی میں منسلک کرنا اور اس قول سے کہ میدان

استدلال میں سب سے مقدم قرآن اور اس کے بعد احادیث صحیحہ ہیں، اوران کی تائید میں اقوال بزرگان کی تائید پیش کی جاتی ہے مگران سے اپنی ہی مقصد براری اور مدعا کے حصول پر فریب وسعی نامحمود کی جاتی ہے ''کَلِمَةُ حَقٍّ یُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ'' اور پیش کردہ امر حق کو پس پشت ڈال دینے کا اُلٹا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ دلائل پر ''نہایت ٹھنڈے دل اور بے تعصبی کے ساتھ غور فرمایا جائے'' لیکن سچ یہ ہے کہ غصہ اور تعصب کی وجہ سے حقیقت سے بعید افراد پر دہائے ''دجل'' و ''کذب'' کے ان ملمع کار پردوں کو اُٹھانے کی ضرورت محض اس لئے ہوئی تا کہ متصف جماعت جس کا دارو مدار دجل وفریب دہی ہے وہ عام مسلمانوں کو بہکا نہ دے''۔

چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر ''ہدایۃ الرشید'' نامی ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا تھا جس میں اس قسم کی ساری حقیقتیں بے نقاب کی گئی تھیں لیکن افسوس کہ حق کی جانب مراجعت کی بجائے خلاف حق پرثبات کا مضمون ''ختم نبوت کی حقیقت'' سے بے حقیقت باتوں کا ثبوت دیا گیا، عین رشد وسرچشمہ ہدایت کی تو شان آخر یہی بتلائی گئی ہے کہ

''یُضِلُّ مَنْ یَشَاءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَشَاءُ''

الحاصل بایں اُمید وتوقع کہ شاید بار بار آواز دینے سے غافل ہوشیار اور نایم بیدار ہو، مقالہ ہذا اس پر سپردِ قلم کیا جاتا ہے جس میں مخالفین کے پیدا کردہ اعتراضات واستفسارات کا کافی وشافی جواب ہے۔ خالق خیر وشر سے دعا ہے کہ اس سے ہدایت یافتہ فرقہ کو ثبات ودوام سرفراز فرمائے اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھائے۔

(وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَبِهٖ نَسْتَهْدِیْ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

(خاکسار رشید)

ختم نبوت کی حقیقت ایمانی نقطۂ نظر سے

بعنوان ''ختم نبوت جناب پروفیسر الیاس برنی'' شائع شدہ ٹریکٹ میں بلاشک وشبہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ واقوال معتبر ومستند ائمہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روشنی میں ختم نبوت کی حقیقت کے متعلق مرزائیت کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے لیکن ضرورت ''ایمانیت واسلامیت'' کا نقطہ نظر پیش کئے جانے کی تھی اور چونکہ ایسانہیں کیا گیا اس لئے مسلمانوں کی جانب سے فطرۃً وقدرۃً اختلاف ہونا چاہئے تھا جو ہوا۔لیکن افسوس کہ ہر وضاحت کی ''مجبوری'' وہی صدائے بازگشت۔نقطۂ مرزائیت پر آکر ٹکرارہی ہے:

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعاً (الکھف:۱۰۴)

ترجمہ:''یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گزری ہوگی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں''۔

الحمدللہ کہ منکرین کی زبان سے اتنا اقرار (حسب عادت وتحت تقلید پیشوائے خود) آخر ہوکر رہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النّبیین'' ہونے کا مسئلہ ''مسلمانوں کی'' ہر جماعت وہر فرقہ وہر گروہ میں مسلّم ہے ''کیوں کہ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے'' لیکن اس اقرار کے بعد (جس کا مقصد عوام میں اپنے متعلق حسن ظن پیدا کرنے کا پروپگنڈہ ہے) اپنی اصل حقیقت کا اظہار اس تلبیس و سوفسطائیت کی شکل میں کیا گیا ہے ''جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے ختم نبوت کا مسئلہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے علماء میں ازمنہ گزشتہ میں مختلف فیہ رہا ہے''۔

ازمنہ گزشتہ میں علماء کا اختلاف غالباً مرزائی نگاہ ژرف سے دیکھا گیا ہے ورنہ اسلامی چشم نوری میں اس مسئلہ میں کسی عالم کا تو کیا معمولی سے معمولی جاہل مسلم کے خلاف کا وقوع نہیں بلکہ وہم وگمان بھی نہیں۔ ہاں اگر علماء سے مراد مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، محمد خراسانی، سجاح، طلیحہ، المقنع، قرمط، مرزاعلی، محمد بابا، مرزاحسین علی بہاء اللہ، مرزاغلام احمد قادیانی وغیرہ ہیں تو مسلّم اور یوں کہنا چاہئے کہ ''خلاف'' خود خاتم الانبیاء کے زمانہ میں رونما ہوا اس لئے کہ مسیلمہ خود خاتم الانبیاء کے عہد بابرکت میں تقسیم نبوت کا دعویٰ کرچکا ہے۔

''تِلْکَ دَعْوَاھُمْ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ''

اس ادعائے اختلاف علماء کے ثبوت میں کسی مستند قابل اعتبار کتاب کا حوالہ نہیں اور بڑی سے بڑی زبردست دلیل خاتم کے مختلف معانی آخر۔زینت۔مصدق۔پشت مبارک پر مہر نبوت کا ہونا اور افضل ہونا بتلائے گئے ہیں،لیکن ایمانی روشنی رکھنے والا انسان ان معانی سے اس نتیجہ پر کبھی نہیں پہونچ سکتا کہ ختم نبوت کے مفہوم میں از منہ گزشتہ سے ہی علماء میں اختلاف رہا ہے،مرزائیوں کا فرض ہے(بشرطیکہ انھیں احقاق حق منظور ہو) پہلے یہ ثابت کریں کہ کن علماء کے پاس خاتم کے معنی صرف زینت یا صرف مصدق یا صرف افضل ہی ہیں اور ان کا مقصد اس سے آپ کا آخرالانبیاء ہونا یعنی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی (بجز انبیاء کذابین) نہیں آئے گا نہیں ہے،اس کے بعد ایک ادنیٰ نکتہ بیان کیا گیا ہے جس کا انکشاف دنیا میں پہلی مرتبہ اہل زبان پر نہیں عجمیوں میں سے خاص مرزائی جماعت کے ایک فرد کو ہوا ہے جو اگر کل عجمیوں کے لئے نہیں تو مرزائی گروہ کے لئے ضرور قابل فخر ومباہات اور اہل زبان فصحاء وبلغائے عرب کے لئے لائق رشک ہے“۔وَهِيَ هٰذِهٖ”اور خاتم بفتح التاء جب کسی جمع کی طرف مضاف ہو اور وہ محل مدح میں واقع ہو تو پھر اس کے معنی سوائے افضل کے کچھ نہیں ہو سکتے اس لئے آپ خاتم النّبیین ہیں“۔چونکہ یہ کشف ہی کشف ہے،کسی صرف نحو،ادب ولغت، معانی وبیان میں اسے ڈھونڈنا فن میں عبث وبیکار ہے اس لئے کسی چیز کا حوالہ نہیں۔اور عجب تر بات اس محکم از سنگ دعوی بنیاد پر عمارت علت ”اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں“ بے نظیر وبے مثل ہے اور آخر میں ایک آہ سرد پر ”کہ اور ”بعض“ یہ ”بھی“ کہتے ہیں کہ آپ کے وجود سے نبوت بند ہوگئی اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں“ سانس بند ہوگیا ”ان کی تفاصیل آگے ملیں گی“ وہیں جوابات کی تفصیل بھی دیکھ لیجئے۔

پروپگنڈہ

پھر وہی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کا پروپگنڈہ شروع ہوتا ہے جس کے دامن میں وہی اپنی مقصد براری پوشیدہ۔چنانچہ یہ راگ مرزا صاحب کے اس مصرع سے شروع ہوتا ہے:

”تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے“۔

کاش یہ قدم اپنے مرتبہ تک ہی بڑھتا اور حد سے متجاوز نہ ہوتا مگر نہیں پروفیسر وشاگرد کی گھٹیا تمثیل دیتے ہوئے یہ بالکل صحیح کہا گیا کہ ”جو بادشاہ شاہنشاہ ہو اور سب میں مکرم وممتاز ہو اس کی رعایا بھی سب سے مکرم وممتاز ہوجاتی ہے جو پروفیسر طرز تعلیم کا زیادہ واقف ہو اس کے شاگرد بھی دوسرے استادوں کے شاگردوں سے گویا سبقت لے جانے والے ہوتے ہیں“ کاش اس پر عمل ہی کیا جاتا مگر یہاں تو دوسرے استادوں کے

شاگردوں سے گوے سبقت نہیں بلکہ خود استادوں پر گوے سبقت لے جانے کی ادعا ہے، ملاحظہ ہو ''درثمین'' ص ۲۸۷۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ☆ من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام ☆ دادا آن جام را مرا بتمام

اس سے بڑھ کر یہ کہ غلامی کے دعوے کے ساتھ آقا پر برتری کا زعم رعیت ہونے کا اقرار ساتھ ہی شاہنشاہ پر فوقیت کا خیال ملاحظہ ہو۔ تحفہ گلزار ص ۴۰ اخبار البدر جولائی ۱۹۰۶ء۔ تین ہزار معجزے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانیوں سے خالی نہیں گزرتا۔

لَهُ خَسَفُ الْقَمَرِ الْمُنِيرِ وَإِنَّ لِي ☆ غَسَنَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ اَتُنْكِرُ

''اس کے لئے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) صرف چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن نشان ہوا اب بھی کیا تو انکار کرے گا''۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند کے گرہن کا نشان مرزا صاحب کا کشف ہے'' مرزا صاحب کے لئے چاند اور سورج کا گرہن کیا ایمان ہی کو گرہن لگ گیا اور یہ سب سے بڑا نشان ہے جس کا انکار تو کسی سے بھی ممکن نہیں اور قیامت تک جتنے چاند اور سورج کے الگ الگ یا ملکر گرہن ہوں گے وہ سب مرزا صاحب کے ہی نشان ہیں۔

وفات مسیح پر استدلال

پھر مرزائی صاحب اس راگ کو دراز اس طرح کرتے ہیں ''اس ذہنیت کو لئے ہوئے ہم نے ہر مشکل سے مشکل مسئلہ کو آسان سے آسان پایا ہے'' (پانا چاہئے) اس کے بعد اپنی ذہنیت کی مثال دی گئی ہے جس میں ذہانت بھی برتی گئی کہ ''اگر ہم نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو اس لئے کہ اُمت محمدیہؐ کو بنی اسرائیل کے نبی کا احسان مند ہونا پڑتا ہے'' (ماشاء اللہ) کیا اچھا استدلال وفات سیدنا عیسیٰ بن مریمؑ پر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی ہیں جو بنی اسرائیل کی جانب مبعوث کئے گئے تھے اور جن کی نبوت پر ایمان لانا ہر مسلم کا بھی فرض ہے اب اس کے بعد آیئے ذرا علمی و عقلی حیثیت سے بھی کچھ اس پر نظر کریں۔ اگر احسان مند

ہونا ہی کسی نبی کی وفات کا باعث ہوسکتا ہے تو پھر ہر اُمت یہ کہہ سکتی ہے کہ ہمارا نبی فوت ہی نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے بعد ان کو دوسرے نبی کا احسان مند ہونا پڑے گا کم از کم عیسائی تو اسی استدلال سے حیاتِ عیسیٰ پر استدلال کرسکتے ہیں جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں''۔

۱۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی حیاتِ طیبہ سے اگر مسلمان احسان مند ہوں تو خرابی کی کونسی بات ہے، اور کس طرح ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علو مرتبت کو دھکہ لگتا ہے''؟ اس لئے کہ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم خدا کے نبی ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی خدا کے نبی ہیں۔ نفس نبوت میں تمام انبیاء مساوی ہیں اگرچہ مدارج میں فرق ہو۔ جب خود خداوند عالم حضرت عیسیٰؑ کو آخر زمانہ میں نازل فرمائے گا تو بندوں کو ان سے انکار کرنے کا کیا حق ہوسکتا ہے؟

۲۔ دوسرے حضرت عیسیٰؑ کا نزول صرف اس لئے نہیں ہے کہ اُمت محمدیؐ کو احسان مند بنائیں بلکہ آپ کے نزول میں مندرجہ ذیل حکمتیں ہیں

(۱) صلیب کا توڑا جانا

(۲) جزیہ کا اُٹھا دیا جانا

(۳) اسلام کے سوائے تمام مذاہب کا نیست و نابود ہو جانا

(۴) اور مسیح دجال کا مارا جانا

(۵) پھر تمام روئے زمین میں امن کا پھیل جانا (از حدیث ابی ہریرہ فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶) اسی حدیث کی بعض روایتیں یہ بھی ہے۔

(۶) لڑائی کا ختم کردینا

(۷) اور لوگوں کو مالدار بنا دینا اسی کتاب کے اس صفحہ میں حکمت بھی نقل کی گئی ہے کہ

(۸) اول اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ صحیح سالم اُٹھایا اور پھر اس کے اذن سے قرب قیامت آپ آسمان سے نزول فرمائیں گے تاکہ یہود بے بہبود کا یہ زعم کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کیا مردود ہو جائے اور اپنی آنکھوں سے علانیہ طور پر حضرت مسیح کو آسمان سے زندہ اترتے ہوئے دیکھ لیں۔ بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ

(۹) عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کی اُمت کے اوصاف

دیکھے تو خداوند عالم سے یہ دعا فرمائی کہ خداوندا! مجھے بھی اُمت محمدیہؐ سے بنا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آخری زمانہ تک زندہ رکھا اور قربِ قیامت اُمت محمدیہؐ میں حکم عدل اور دین اسلام کے لئے مجدد کی حیثیت سے آپ کا نزول مقدر فرمایا۔ تیسرے اس آخری حکمت سے تو صاف صاف معلوم ہو گیا کہ اس اُمت میں اس کی وجہ خود حضرت عیسیٰؑ خداوند عالم کے احسان مند ہوئے نہ یہ کہ آپ سے اُمت احسان مند ہوئی۔

راز کی بات

یہ تو صرف دکھانے کے دانت ہیں ورنہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کا حقیقی راز مرزا صاحب کی مسیحیت کے تحقق سے فتح یابی پیش نظر ہے۔ ملاحظہ ہو پیر و مرشد کا بیان

''اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک ''راز'' کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کو جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں ''پہلو بدل لو'' اور عیسائی پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح بن مریم علیہا السلام ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں ''فتحیاب'' ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے جب تک ان کا خدا فوت نہ ہوگا ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور میرے پر خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے ''رنگ'' میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے''۔ (انجام آتھم ص۲۱)

مرزائی نظریہ کے ماتحت تو وہی نظر آئے گا جو معدن شقاوت میں تھا۔ اگر سعید روح کا چین واطمینان مقصود ہے تو اسلامی نظریہ کے تحت جب قرآن شریف کو دیکھو گے حیاتِ عیسیٰ کے ایقان میں زیادتی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوگی۔ بیشک وشبہ ''اسی طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ہر عاشق (صادق ولی) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی نقطہ نظر ہوگا کہ اس لقب کے ایسے معنی ہوں گے جو حضور کا کمال و مرتبہ ظاہر کرنے والے ہوں ایسے معنی نہ ہوں گے جو فضیلت و کمال کے منافی ہوں۔ اور وہ معنی اس کے سوا ہو نہیں سکتے کہ آپ کے بعد نبوت بند کر دی گئی اور نبوت کی ساری فضیلت و مرتبت اور کُل کمالات ظاہری و باطنی آنحضور ختمی پناہ پر تمام ہو گئے اور اسی وقت خاتم النبیین کا جگمگاتا تاج سارے عالم میں اس شان وشوکت سے روشن و تاباں ہے کہ ساری روشنیاں ماند پڑ گئی ہیں اور حریص و لالچی کا دل و چشم بند پڑا ہے'' اگر آپ سے پہلے کے انبیاء کی طرح آپ پر ہی یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا اور آپ کے اُمتی اُمتی رہ کر انبیائے بنی اسرائیل کا منصب ادا نہ کریں تو پھر اس لقب میں کوئی خوبی و کمال نہیں۔

مرزائی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے (اور یقیناً معلوم بھی ہو چکا ہے) کہ ہماری غرض وغایت جواب تو کسی طرح نہیں ہے بلکہ تبلیغ حق ودفع منکر ہے اور مرزائیوں کے قریب سے دیکھ کر بلکہ ان کے اور بالخصوص ان کے پیرومرشد کے جذر قلب میں گھس کر قلم لگایا گیا ہے ''اگر قلب وسمع مختوم اور بصر پردہ دالی نہ ہو تو انشاء اللہ تیر پورے نشانہ پر ہے''۔

تکفیر مرزا بزبان مرزا

رہے مرزا صاحب کے دعوے تو وہ خود اس قدر پریشان ومتضاد ومتناقض ہیں کہ ایک دوسرے کی تکذیب کے لئے بہت کافی ہیں بطور نمونہ ایک دو نقل کر دیئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو''حمامۃ البشریٰ''ص ۷۹، بھلا مجھ سے یہ ہوسکتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے'' کافر بنوں'' اس کے ساتھ ''چشمہ مسیحی'' ص ۱۴ بھی ملاحظہ ہو اندھے کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے کفر تمہارے اندر رہے۔انتھی (جو ابھی ابھی مرزا جی کے اندر سے باہر نکلا) نیز ملاحظہ ہو، حمامۃ البشریٰ'' ص ۲۰۔ خدائے کریم ورحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثنیٰ کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے کہ (لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ) ''یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔اس کے ساتھ استثنیٰ اور مرزا صاحب کی تفسیر ملاحظہ ہو''ہم نبی ہیں ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسی دعوت کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں'' (اخبار بدر ۱۹۰۸ء) اس کے بعد لیجئے اس کفر کا ادعا اور اس کا مدلل ثبوت یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امرونہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگا میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام:

(قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا ......الخ) یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین، ۴ص ۶)

یہ اصول کہ حضرت مسیح کی ''نبوت سلب'' نہ ہوگی بیشک اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اس سے کسی کو بحث بھی نہیں خصوصاً جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کی نبوت اس کی وفات کے بعد بھی اس سے سلب نہیں ہوتی تو حضرت مسیح کے متعلق جو ابھی زندہ ہیں کیسے یہ عقیدہ رکھا جاسکتا ہے کہ ان کی نبوت سلب ہو جائے گی۔ البتہ یہ بحث کہ مسیح موعود ابن مریم علیہ السلام جب قرب قیامت نزول فرمائیں گے تو آیا آپ اپنے ساتھ ان احکام نبوت کا بھی اجراء فرمائیں گے جو عیسائیوں تک پہونچانے کے لئے آپ کو دیئے گئے تھا یا کیا؟ ضرور

ہوگی، لیکن مرزائی صاحب نے حسب عادت خلط مبحث کرتے ہوئے نہایت ایقان واذعان سے امام جلال الدین سیوطیؒ کی عبارت بھی نقل کردی اور یہ بھی کہہ دیا کہ ''یہ مسئلہ قدیم سے مسلمانوں کا مسلمہ چلا آرہا ہے''اور ساتھ ہی ''پہلو بدل کر'' سوال اس طرح پیش ہی کردیا کہ ''یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اس کی پیشن گوئی کا مصداق کون ہے'' مگر یاد رکھنا چاہئے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ۔۔۔ من انداز قدت رامی شناسم

چلتے ہوئے ذرا اس مسئلہ کی بھی وضاحت کرتے چلیں تاکہ عام برادران اسلام کو معلوم ہوجائے کہ مرزائی مکروحیل روباہ بازی سے کم نہیں''۔ یہ ایک منصوص (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسولؐ (۳) اجماع اُمت بلاخوف ازسلف تاخلف محقق ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (لَانَبِیَّ بَعْدِيْ) آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں پھر حضرت عیسیٰ جو اللہ کے نبی ہیں ان کا نزول آنخضرت ﷺ کے بعد کیا معنی رکھتا ہے اور یہی ایک چیز ہے جس کو مرزائی پارٹی حسب مواقع اُلٹ پلٹ کرتی رہتی ہے''۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زندہ اُٹھالئے گئے جو قرب قیامت نازل ہوں گے (جس کی حکمت سابق میں بتلائی گئی ہے) اور وفات پانے کے بعد خاتم الانبیاء کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ نزول کے بعد صفت نبوت ان سے سلب نہ ہوگی اور نبوت کی صفت نزول کے بعد کی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء کی بعثت سے پہلے کی ہے اس لئے وہ خاتم الانبیاء کے بعد آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور دوسروں کو عمل پیرا کرائیں گے۔ اسی طرح دوسری حدیث ملاحظہ ہو اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔

مسیح موعود کا حقیقی مصداق

مسیح موعود کا حقیقی مصداق خود حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ہی ہیں ''صحیح بخاری کے الفاظ بھی پکار پکار کر یہی کہہ رہے ہیں'' بشرطیکہ سننے والوں کے کان ہو نہ یہ کہ:

(وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُوْنَ بِهَا) ان کے لئے کان تو ہیں لیکن وہ ان سے سنتے نہیں۔

ملاحظہ ہو الفاظ بخاری (كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ ''مَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ'' وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ) جس کا ترجمہ مرزائی صاحب نے تو اپنے مرزائی نقطہ نظر ہی سے کیا ہے لیکن اگر اس کے لفظی ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جائے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں یا کیا؟

ترجمہ: اس وقت (تمہاری خوشی کا کیا کہنا) جب کہ ''مسیح ابن مریم علیہما السلام'' تم میں اتریں گے اور

تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ اس کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بھی ملا لیا جائے جو بخاری اور مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک عنقریب تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے درآں حالیکہ وہ فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، لڑائی کو ختم کریں گے، مال کو بہا دیں گے۔ (الحدیث)

اس میں دو اُمور ہیں ایک ''ابن مریم'' دوسرا واو عطف جو مغائرت کا مقتضی ہے، پہلا امر تو ایسا ہے کہ اس کے رہتے ہوئے کوئی باحیا شخص یہ دعوے کر ہی نہیں سکتا کہ میں مسیح موعود ہوں لیکن مرزا صاحب رُکنے والے تھوڑے ہی آدمی ہیں ملاحظہ ہو کہ وہ ''ابن مریم'' کس طرح بنتے ہیں۔ ''میں پہلے مریم بنایا گیا اور مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے ''حاملہ'' ٹھہرا دیا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اور اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''۔ (کشتی نوح ص ۴۷)

لیجئے مسیح موعود تیار ہو گیا جب ہی تو مرزائی گروہ کہتا ہے کہ ''مسیح موعود اُمت محمدیہ کا فرد ہے'' اور وہ فرد کون جو ابھی تیار ہوا، بہر حال خود مرزا صاحب تو بہت مشکلات کے بعد ''مسیح ابن مریم'' بن گئے لیکن بریں ہم مرزائیوں کو یہ حق نہیں کہ مرزا صاحب کو ''مسیح ابن مریم'' ہونے کا الزام لگا دیں۔ وہ مرزا صاحب کے پاس ''سراسر مفتری اور کذاب ہیں ملاحظہ ہو'' میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۷۷)

ہم اگرچہ مرزائیوں کو ''قریب سے دیکھ کر اور ان کے عندیات سے بخوبی واقف ہو کر قلم اُٹھائیں'' لیکن وہ یہ کہتے جائیں گے کہ صاحبان موصوف کی غرض وغایت یہ رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح جواب ہو جائے'' محض یہ دیکھا گیا ہے کہ تیر چل جائے اور اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی ہے کہ تیر نشانہ پر بیٹھے''۔

اب رہا یہ امر کہ ''وَاِمَامُکُمْ مِنکُمْ'' تمہارا امام تم میں سے ہوگا کا کیا مفہوم ہے؟ ملاحظہ ہو امام احمد اور مسلم کی وہ روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم اتریں گے اور ان کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا کہ آیئے ہماری امامت کیجئے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں تمہارے ہی بعض تم پر امیر ہیں اور یہ فقط اس اُمت کی بزرگی اور حرمت کے باعث کہیں گے۔

مرزا جی کا ایمان اور عمل صالح

قرآن کریم نے مرزا صاحب کی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب کی۔ خلافت فی الارض سے نبوت مراد نہیں ہے اور نہ خلافت نبوت کو مستلزم ہے ورنہ خلفاء اربعہؓ انبیاء ہوتے، نہ اُنھوں نے کبھی نبوت کا دعویٰ فرمایا اور نہ کوئی مسلمان ان کو نبی سمجھتا ہے، اس آیت کریمہ سے خلافت فی الارض کا وعدہ مستفاد ہوتا ہے لیکن کس کے لئے ان مقدس ہستیوں کے لئے جن میں دو شرط پائی جائیں۔ (۱) ایمان (۲) عمل صالح، ملاحظہ ہو:

''وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِیْ الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ...... الخ'' (سورۃ النور، آیت ۵۵)

''اس واسطے جن میں یہ دو شرط پائی گئیں وہ خلیفہ ہوئے اور ہیں اور ہوں گے، لیکن مرزا صاحب اس آیت کریمہ کے لحاظ سے خلیفہ بھی نہیں، اس لئے کہ مرزا صاحب میں یہ ہر دو شرط مفقود ہیں چنانچہ پہلی شرط ایمان ہے ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم کو ایک بلاشریک اس طرح سمجھنا کہ نہ اس کا کوئی ولد ہے نہ والد اور نہ اس کی کوئی زوجہ ہے نہ وہ کسی کا زوج۔ وہ اِن تمام اُمور سے منزہ و مقدس ہے۔ اب آیئے ذرا مرزا صاحب کے ایمان کو اس کی کسوٹی پر رکھیں، تتمہ حقیقۃ الوحی کا ص ۱۴۳، ملاحظہ ہو'' بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدائے تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے بمنزلہ اطفال اللہ کے ہیں'' نیز ملاحظہ ہو'' حقیقۃ الوحی'' ص ۸۶ (أَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ) : تو میرے بیٹے کے برابر ہے، یہاں تک نعوذ باللہ بیٹے مرزا صاحب کے سوا کوئی اور تھے اور مرزا صاحب بیٹے کے برابر تھے اب خود بیٹے بنتے ہیں سنئے (اِسْمَعْ وَلَدِیْ) سن بیٹا (البشری جلد ۱ ص ۴۹) (أَنْتَ مِنْ مَائِنَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ) :یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی (مٹی) سے یہ (لم یتخذ ولدا) پر ایمان ہوا، اب'' عشرہ کاملہ'' ص ۲۳ میں خود مرزا صاحب نے (لم یتخذ صاحبۃ) پر اپنا ایمان یوں بیان کیا ہے کہ'' جب میں عورت بن گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے رجولیت کا اظہار فرمایا'' اس کے بعد (وحدہ لا شریک لہ) پر اس طرح (انت منی وانا منک) تو مجھ سے اور میں تجھ سے (حقیقۃ الوحی ص ۷۴) یہ ہے مرزا صاحب کا ایمان مجمل اس پر ایمان مفصل اور آپ کے اعمال صالحہ کو قیاس کر لیجئے بے شک ایسی ہی خارج از بشریت ذات کے لئے قرآن نے تصدیق کی ہے اور کسی کو مرزا صاحب کے نبی و مسیح اور اس سے زائد عقل و ادراک سے وراء الوراء ہونے پر شک و شبہ نہ کرنا چاہئے'' ہر کہ

شک آرد کافر گردد"۔

خودساختہ مسیح کی مسیحیت پر استدلال

اس کے بعد بنائے فاسد علی الفاسد اس آیت سے مرزائی صاحب نے اپنے خودساختہ مسیح کی خاطر یہ خودساختہ نتیجہ نکالا کہ "حضرت موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ آئے اسی طرح آنحضرت کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود ہوں گے" جس سے جناب کی تاریخ دانی کا پتہ چل گیا کیوں کہ اصحاب سیر اور مؤرخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھتے ہیں کہ زمانہ موسیٰؑ سے آپ کے زمانہ تک دو ہزار تین سو برس اور زمانہ مسیحؑ سے چھ سو برس ہوئے اب جبکہ ہم دو ہزار تین سو میں سے چھ سو منہا کرتے ہیں تاکہ معلوم کریں کہ "موسیٰؑ کے کتنے صدی بعد حضرت عیسیٰ آئے" مرزائی صاحب کی تاریخی معلومات کے خلاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ موسیٰؑ کے بعد چودھویں صدی میں نہیں آئے بلکہ سترہویں صدی میں آئے پس یہی چیز مرزائی صاحب کی طرف سے مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب اسی صدی میں آتے جیسے حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے تھے تو پھر بھی یہ کوئی قابل استدلال چیز نہ تھی کیوں کہ اب ہم کہیں گے کہ اتنے ہی فاصلہ سے حضرت موسیٰؑ کے بعد ہردوس عدو اللہ وعدو (عیسیٰ) نبی اللہ آیا تھا اس کے نشان قدم پر چلتے ہوئے سرکار کے بعد پھر اتنے ہی فاصلہ سے مرزا صاحب تشریف لائے اور اُنھوں نے بھی وہی کام کیا جو ھردوس نے کیا تھا حتیٰ کہ ھردوس کی طرح حضرت مریم کی عصمت پر آپ نے بھی بہتان لگایا چنانچہ ملاحظہ ہو، ایام الصلح، ص ۶۵، کشتی نوح ص ۱۲

"کذلک قال الذین من قبلم مثل قولھم تشابھت قلوبھم" (البقرہ:۱۱۸)

ان کے پہلے والے بھی ان کی سی باتیں کہے ان کے دل ایک سے ہیں۔

باایں ہمہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب کے ساتھ اور بھی بہت سے خودساختہ مسیح آئے ہیں (چنانچہ مرزا حسین علی بہاء الدین اس صدی کے ہیں جو ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئے) کیا یہ سب اس استدلال سے موعود مسیح ہو سکتے ہیں اور آیت:

(**وعد اللہ الذین آمنوا لیستخلفنھم ...... الآیۃ**) سے انھیں کی پیش گوئی مقصود ہے؟

(**مالکم کیف تحکمون**) مرزائیو! تمہیں کیا ہوا کیسے حکم لگا رہے ہو ۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

خاتم بمعنی افضل

"تحقیق کافی" مرزا اور مرزائی

اس پورے عنوان کا دارومدار اسی ایک "ادبی نکتہ" پر ہے، جس کی طرف گزشتہ عنوان (ختم نبوت کی حقیقت) میں اشارہ کیا گیا تھا، مرزائی نقطہ نظر سے مرزائیوں کی یہ ایک نئی تحقیق ہے جو محققین پر حجت نہیں ہاں اگر یہ تحقیق اسلامی نقطۂ نظر سے ہوتی یا کم از کم مرزائی اور الہامی نقطۂ نظر سے نہ ہوتی تو حسب ادعاء "کافی تحقیق" شمار کی جاسکتی۔ اس سے قطع نظر مرزائیوں کا یہ نقطہ نظر اہل لغت اور اہل زباں کے تحقیقی اقوال سے ٹکرا رہا ہے جس کو مرزائی صاحب یہی محسوس کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں اور لکھتے ہیں "رہا لغت کے لحاظ یہ کہنا کہ خاتم القوم کے معنی آخر قوم کے ہیں ہرگز درست نہیں" اور کیسے درست ہوسکتا ہے جبکہ مرزائی نظریہ کے خلاف اہل زباں زبان اُٹھائیں اور اہل لغت اپنا قلم" مگر بدقسمتی یہ کہ خود مرزا صاحب بھی دعویٰ نبوت سے پہلے یا بعد انھیں کے ہم خیال اور مرزائیوں کے سخت خلاف ہیں بلکہ یوں کہئے کہ اپنی رائے سے اپنے کو اختلاف ہے ملاحظہ ہو، حمایۃ البشری ص ۲۰ و ۷۹ کی گزری ہوئی عبارتیں جس میں خاتم الانبیاء کی تفسیر خود سرکار نے کی ہے اور مرزا صاحب نے بھی اسی کو تسلیم کرتے ہوئے ہر قسم کے مدعی نبوت کو کافر کہا ہے، مزید توضیح کے لئے خاتم الانبیاء کی تفسیر انجام آتھم ص ۲۷ میں خود مرزا صاحب کے زبانی ملاحظہ ہوں، حتیٰ کہ کسی زمانہ میں خاتم الانبیاء کی تفسیر من کل الوجوہ منع اجرائے نبوت ہونے پر اس قدر آپ کا ناجائز تشدد تھا کہ نزول مسیح ابن مریم کے منکر ہوگئے تھے اور علی رؤس الاشہاد اس سختی سے کہتے تھے "یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے منصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے" (ایام صلح ص ۱۴۶) لیکن افسوس کہ مرزا صاحب پر سے ایک ایسا دور بھی گزرا جس میں ترقی کرتے ہوئے خود اپنے آپ کو آپ نے نبی اور مسیح موعود جتلایا۔ ع

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا"

مرزا صاحب کی ان عبارتوں کو دیکھنے کے بعد ہر شخص انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ مرزائی صاحب کا یہ نقطہ نظر مرزائی نقطہ نظر سے بھی تحقیقی نہیں بلکہ خود ان کا ذاتی کشف ہے اسی لئے نہ کسی نے اس سے اتفاق کیا اور نہ کبھی اس کی طرف التفات ہوا اگرچہ جماعت مرزائیہ کی طرف سے "بہ کرات ومرات" اتفاق کا مطالبہ ہوتا

رہا۔

مرزائی اور عیسائی

اس میں کچھ شک نہیں کہ ''مولفین لغت کے عقائد بھی بعض اوقات داخل ہو جاتے ہیں''، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خاتم کے ''اس قسم کے معنی بیان کرتے وقت'' کون سے مولف لغت کا عقیدہ کس وقت داخل ہوا ہے؟ کیا کوئی صاحب عقل سلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ صاحب محیط المحیط ''عیسائی'' اہل زبان نے بھی ص ۵۰۴ و ۵۰۵ میں اپنا عقیدہ داخل کرتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف خاتم القوم کا ترجمہ آخر القوم کر دیا اور پھر وہ بھی اس وقت جب کہ ابھی مرزائیوں کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اگر اس شخص کے متعلق ایسا وہم ہوا بھی تھا تو بہت ممکن تھا کہ (الکفر ملة واحدة) کی رو سے اور دوسرے غیر مسلم اہل زبان کی طرف رجوع کیا جاتا جو اپنے آپ ہیں کم از کم ''المنجد'' اور ''الفرائد الدرية'' سے ہی مدد لی جاتی جن کا ''مستند لغات'' ہونا مرزائی صاحب کے پاس بھی مستند ہے۔ یا یہ کہ ان کے مخالفین کے حوالے پیش کئے جاتے جنھوں نے خاتم کا ترجمہ ''افضل'' بتلاتے ہوئے مرزائی صاحب کے ''ادبی نکتہ'' سے ''اتفاق'' کیا ہے۔ اب بھی موقع ہے اور تا قیامت موقع رہے گا کہ اگر استطاعت ہو تو'' حوالہ جات پیش کئے جائیں'' اور ان کے چیلنج کا جواب دیا جائے''۔

محاورہ عرب کا مطالعہ اور مرزائی صاحب کا مغالطہ

کافی تحقیق اور غور وخوض کے بعد'' بحیثیت محاورہ اہل زبان مرزائی صاحب اس طرح قلم اُٹھاتے ہیں کہ'' ''خاتم الشعراء خاتم المحدثین خاتم الاولیاء خاتم المہاجرین یا خاتم الفقہاء وغیرہ میں خاتم بمعنی افضل آتا ہے'' انتہی۔

ع، چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

جس طرح خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین بمعنی مانع نبوت ہیں بالکل اسی طرح خاتم الشعراء وغیرہ میں بھی خاتم کے معنی وہی آخر بمعنی اخیر کے ہیں نہ کہ افضل کے، رہا کسی فقیہ یا محدث کو اس معنی کر کے خاتم کہنا تو یہ مبالغہ ہے۔

جب کوئی انسان کسی فن میں کمال کرتا ہے تو لوگ مبالغۃً اسے اس صفت میں خاتم کہہ دیتے ہیں یا یہ کہ ان کی ذہنیت ہی یہی ہوتی ہے کہ یہ اس صفت میں اخیر فرد ہیں مثلاً اس کے بعد کوئی محدث نہ ہوگا یا اس کے بعد کوئی فقیہ نہ ہوگا حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہوتا ہے اور یہ دونوں کی بات اللہ کی ذات سے بعید ہے کہ اپنے نبی

کومبالغۃً یاواقعہ کے خلاف خاتم النّبیین کہا ہو"ومن اصدق من اللہ قیلا":اللہ سے زائد راست گواور کوئی ہے؟

مرزائی صاحب کی غلط بیانی خودانہیں کے زبانی

ابتداءً خاتم کے معنی آخر درست نہ ہونے پر خاتم القوم میں مؤلفین لغت سے"نحن رجال وھم رجال"کو بیجا استعمال کر کے ناشائستہ مقابلہ کیا گیا لیکن اب بقول شخصے دروغ گوراحافظہ نہ باشد لکھا جاتا ہے کہ"خاتم اور آخر ہردو کے معنی افضل ہیں" لیجئے یک نہ شد دوشد اگر ایسا ہی تھا تو پھر کس لئے ابھی ابھی اہل لغت کا یہ قول کہ خاتم القوم کے معنی آخر القوم کے ہیں نادرست کہا گیا ہے؟ وہاں بھی یہی کیوں نہ کہا گیا کہ یہاں بھی اس کا ترجمہ افضل القوم ہے۔

"انظر کیف کذبوا علی انفسھم وضل عنھم ماکانوا یفترون"

دیکھو تو سہی یہ لوگ اپنے اوپر آپ کیسے جھوٹ بولنے لگے اوران کی افتراپردازیاں ان سے گئی گزری ہوگئیں۔

شروع شروع مرعوب کرنے کے لئے محاورات عرب پیش کرنے کا زور بتایا گیا لیکن بعد میں پہلو تہی کے ساتھ ایک دبی آواز اس طرح نکلتی ہے کہ خاتم النّبیین نہ محاورہ ہے نہ اصطلاح اس لئے اہل لغت سے یہ توقع کرنا کہ ازروئے قواعد لغت بلحاظ محاورہ زبان خاتم النّبیین کی تشریح کریں محض ایک سعی لاحاصل ہے" انتہی۔

اب آیئے ذرا مرزائی صاحب کی"اس سعی لاحاصل" کو بھی ایک نظر دیکھیں جو بلحاظ محاورہ زبان خاتم النّبیین کی تشریح میں کی گئی ہے۔

مرزائی اوران کا استدلال لاثانی

سب سے پہلے جو محاورہ پیش کیا گیا ہے اس کو دیکھتے ہی بے اختیار یہ شعر ورد زباں ہوجاتا ہے۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ   خود برسر آن کوزہ خریدار برآمد

تشریح کی جاتی ہے خاتم النّبیین کی پھراسی لفظ خاتم النّبیین اورخاتم الرسل سے ملاحظہ ہو:

طوق الرسالۃ تاج الرسل وخاتمھم   بل زینۃ لعباد اللہ کلھم

خاتمھم (خاتم الرسل) کے معنی یہاں بھی مانع اجرائے رسالت ونبوت کے ہی ہیں پھر کیوں کراس کو خاتم بمعنی

افضل کی دلیل کہہ سکتے ہیں۔ابن معتوق کا محض ''آنحضرت کی مدح میں'' یہ شعر لکھ دینا اس کے ملتزم نہیں کہ خاتم کے لفظی معنی افضل کے ہوں کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مانع اجرائے نبوت ہونا بھی تو آپ کی مدح سے ہی ہے۔

خاتم الشعراء اور مرزائی شاعری

دوسرا محاورہ خاتم الشعراء ہے:

فَجَعَ الْقَرِیضُ بِخَاتَمِ الشُّعراءِ   وَغَدِیرِ رَوضتِهَا حَبِیب الطَّائی

اس کی مزید وضاحت کے لئے ''خاتم بمعنی بند کرنے والا مراد نہیں ہے'' انوریؔ کی ایک رباعی بھی پیش کی گئی ہے۔

ختم سلطانی بروشد من مسکین سخن   چوں شجاعت بر علی و بر نبی پیغمبری

اور اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ ''کیا شاعر کے نزدیک خاتم کا یہ مفہوم تھا کہ اس کے بعد کوئی شاعر نہ ہوگا اور بادشاہ غیاث الدین کے بعد کوئی بادشاہ نہ ہوگا؟''

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزائیوں کا مذہبی نقطہ نظر ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ: ''لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ'' کو لے لیں اور ''اَنْتُم سُكَارىٰ'' کو چھوڑ دیں۔اگر مرزائی صاحب اتنی تکلیف اور گوارا فرماتے کہ پوری رباعی کا مطلب ادا ہو جائے تو دونوں شاعروں کا حقیقی مقصد ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور پھر یہ سوال نہ اُٹھتا کیا شاعر کے نزدیک الخ پیش کردہ محاوروں میں شاعروں کے پاس خاتم بمعنی بند کرنے والا ہی مراد ہے اور یہ مبالغہ ہے چنانچہ انوریؔ نے اپنے مقصد کو رباعی کے پہلے شعر میں اس طرز سے ادا کیا ہے (جس کو مرزائی صاحب نے چھوا تک نہیں) کہ

مادر گیتی نزادہٗ زیر چرخ پسری   بادشاہ ہمچو غیاث الدین گدا چوں انوریؔ

اس شعر میں شاعرانہ انداز سے (جو مبالغہ سے خالی نہیں) انوریؔ کا مقصد یہی ہے کہ اب تک زمانہ نے غیاث الدین سا بادشاہ اور انوری سا شاعر پیدا نہ کیا اور ثانی شعر ختم سلطانی الخ میں انوری یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ''پہلے جس طرح ایسا بادشاہ اور ویسا شاعر نہیں گزرا آئندہ بھی ہو نہیں سکتا''۔اب مرزائی صاحب بتلائیں کہ کیا ایسا بادشاہ اور ایسا شاعر ان کے پہلے پیدا نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے اور اس سے بڑھ کر ہوا ہے تو پھر مبالغہ سے قطع نظر مادر گیتی نزادہ الخ کا کیا مطلب؟ عربی شعر میں بھی خاتم الشعراء کا مطلب یہی ہے اور شاعروں کا تخیل ایسا

ہی مبالغہ ہوا کرتا ہے اس لئے تو خدائے قدوس نے ان کی شان یہ بیان فرمائی کہ:''**فی کل واد یھیمون......الخ**'' ورنہ شاعروں کے ہر قسم کے کلام کا نفس الامری ہونا ضروری ہوگا پھر تو کیا کہے مرزا صاحب کے گلے میں سو حسینؓ (استغفر اللہ) عیانی طور پر لٹک رہے ہوں گے اور ہر ایک آن کا سیر ایک کربلا ہوگا اس سے مرزا جی کا مقصود حضرت حسینؓ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تذلیل نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ اظہار حقیقت ہوگا۔

کربلائیست سیر ہر انم صد حسین ست در گریبا نم (درثمین ص ۲۸۷)

اور پھر کہیں مرزا صاحب اشرف المخلوقات سے نکل کر پانی بن جائیں، ع ''میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر'' الخ۔ اگر بالفرض مرزائیوں کی خاطر تھوڑی دیر کے واسطے خاتم الشعراء کا لفظی ترجمہ افضل الشعراء تسلیم کرلیں اور ابو تمامؔ یا انوریؔ کو اس معنوں سے خاتم الشعراء کہنے لگیں تو اس سے مرزا صاحب کے دل کو اتنی دیر صدمہ پہنچتے رہنا ہے کیوں کہ اس ترجمہ سے یہ شعراء صف شعراء میں افضل ٹھہرتے ہیں حالانکہ اس صف میں مرزا صاحب بھی نظر آرہے ہیں جو اس کو پسند کرنے والے نہیں کہ کسی کو کسی چیز میں ان پر فضیلت حاصل ہو حتیٰ کہ ان کو تو خود اور ان کے (دم چھلے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھ رکھے ہیں، (کما ثبت) اس سے قطع نظر انوریؔ اور جامیؔ ہر دو شخص ایک فن میں کیسے افضل ہو سکتے؟ جبکہ افضل صیغہ اسم تفصیل ہے (**کما لایخفی علی الطالب فضلاً عن العالم**)

اہلِ لغت کی موت پر مرزائی ماتم

یہاں سے صرف مؤلف لسان العرب و تاج العروس کی وفات پر لفظ خاتم کے واسطے ماتم کیا جارہا ہے، حالانکہ مرزائیہ جماعت کو چاہئے کہ اس کے واسطے تمام اہل زبان اور اہل لغت پر ایک رونا روئے اس کی کیا خصوصیت کہ ''آج اگر مؤلف لسان العرب یا تاج العروس ہمارے زمانہ میں زندہ ہوتے تو ہم ان سے یہ دریافت کرتے کہ آپ نے خاتم النّبیین کے معنی ختم کرنے والے کئے ہیں اس کے لئے اہل زبان کے الخ''

قادیانی حضرات صاف صاف یہ بھی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ آج اگر خاتم الانبیاء ہمارے زمانہ میں زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کرتے کہ آپ ہمارے خلاف کیسے زبان اُٹھائے ''محاورہ عرب پیش کیجئے'' کیوں آپ ہمارے پیرو مرشد کو نبی ہونے نہیں دیتے ''اس کے لئے کون سی سند آپ کے پاس ہے؟''۔

''خاتم کے زبر کے ساتھ نہیں اگر زیر کے ساتھ یہ لفظ مستعمل ہوتا تو اس میں فاعل خاتم بنتا اور اس کے

معنی ختم کرنے والا ہوتے لیکن آیت میں خاتم ت کے زبر کے ساتھ واقع ہے باوجود اس کے زیر والے معنی کرنا ''مفہوم قرآن کریم کو زیر وزبر کرنا'' ہے کہ جو کسی متقی کی شان نہیں' مخفی مباد کہ آیت میں ''خاتم ت کے زیر کے ساتھ نہیں'' کہنا اس وقت روا ہوتا جبکہ قرآن صرف عاصمؒ کی روایت کا نام ہوتا حالانکہ ایسا نہیں متواترہ قرأت کا نام قرآن ہے۔ عاصم کی روایت کے سوا جتنے بھی متواترہ روایات ہیں سب میں خاتم النّبیین ت کے زیر کے ساتھ آیا ہے حتیٰ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ سے آیت کو فعل ماضی کے ساتھ ''ولکن نبیا ختم النبیین'' سنا ہے (از مدارک) یہ وہی روایت ہے جس کے راوی کی شان میں سرکار ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کو تر وتازہ اس طرح پڑھنا چاہے جس طرح عرش سے ابھی نازل ہوا تو چاہئے کہ ابن مسعود کی طرح پڑھے (اوکما قال) شاید اسی عداوت کی وجہ مرزا جی نے آپ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ ''ابن مسعود ادنی گنوار نہیں تھا'' (از اعجاز احمدی ص ۱۸)

کہ ''آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم النّبیین ہیں ان معنوں میں کہ تمام انبیاء پر حجت ہیں اور آپ ہی سب کے مصدق، پھر اب آپ پر حجت ہونے اور آپ کی تصدیق کرنے کے لئے کسی اور نبی کی کیا ضرورت؟'' ''ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور'' جس کے لئے خدا نے روشنی نہ رکھی ہو اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔

مرزائی عروج اور تنزل

ہم نے اپنے سابقہ رسالہ (ہدایۃ الرشید) میں خاتم المہاجرین والی حدیث کا مطلب بیان کر دیا تھا کہ یہاں بھی اس کے صحیح معنی آخر مہاجر کے ہی ہیں اسی طرح خاتم النّبیین کے معنی بھی آخر نبی کے ہوں گے جو مانع اجرائے نبوت ہو، اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے (جیسا کہ الہجرۃ کا ال اس پر دال ہے) ہمارے اس اصول سے مرزائی صاحب کو اختلاف ہے آپ نے اولین یہ عذر پیش کیا کہ ''الفاظ حدیث اس مفہوم کے متحمل نہیں کیونکہ ان میں کوئی ایسی قید مذکور نہیں'' حالانکہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کی سی حدیث (اسد الغابہ جزء۳ ص ۱۱۰ میں ہے) شاہد ہے کہ آپ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یاعم مکانک الذی انت بہ'' کہ چچا (عباس) اسی جگہ (مکہ میں) رہیں جہاں اب آپ ہیں اور پھر اسی کے اخیر میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عباس ہجرت فرمائے اور سرکار کے ساتھ فتح مکہ کے وقت مکہ کو آئے اور ہجرت منقطع ہوگئی۔ سرکار کا ارشاد (مکانک) اور مکہ کا ذکر اس امر پر صریحاً دال ہے کہ یہاں ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے۔ قطع نظر سیاق و

سباق حدیث کے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا فرمان: ''وانقطعت الهجرة'' اسی کا مؤید ہے ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہجرت منقطع ہو جانے کے کیا معنی کیا ''انقطعت الهجرة'' کے معنی بھی افضل المہاجرین کے ہیں؟ اس کو جانے دیجئے اسی حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خود سرکار علیہ کا ارشاد: ''قال الله يختم بك الهجرة كما ختم بي النبوة'' بھی اسی کو ثابت کر رہا ہے کہ آپ کے بعد ہجرت بند ہوگئی اور سرکار کے بعد نبوت، کیونکہ یہاں ''ختم بك الهجرة'' ہے نہ کہ ''خاتم المهاجرين'' پس اس سے ثابت ہوا کہ خاتم النّبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت کے ہیں اور خاتم المہاجرین کے معنی مانع اجرائے ہجرت کے اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت ہے۔ مکہ کی ہجرت کا بند ہونا نہ صرف اس سے بلکہ بخاری جلد ثانی مطبوعہ مطبع مجتبائی ص ۶۱۶، ص ۶۱۷ کی متعدد احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے ''ذهب اهل الهجرة بما فيها'' اور ایک روایت میں ہے ''مضت الهجرة لاهلها'' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ''لا هجرة ولكن جهاد'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''لا هجرة بعد الفتح'' اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''لا هجرة اليوم، فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام'' کیا ان تمام احادیث کے رہتے ہوئے مرزائی حضرات یہی کہتے رہیں گے کہ خاتم المہاجرین کا ترجمہ آخری مہاجرین نہیں بلکہ افضل المہاجرین ہے تاکہ اس سے حدیث کے آخری جملہ خاتم النبیین پر اثر پڑے اور سرکار مانع اجرائے نبوت نہ ہوں'' وما الله بغافل عما تعملون'' اگر بالفرض (بقول مرزائی صاحب) حضرت عباس رضی اللہ عنہ خاتم المہاجرین بمعنی افضل المہاجرین ہو جائیں تو لازم یہ آئے گا کہ جتنے مہاجرین ہیں سب میں آپ ہی افضل ہوں حالانکہ مہاجرین میں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں جو افضل خلق اللہ ہیں آپ پر کسی کو کسی طرح کسی امر میں فضیلت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی اگرچہ کہ مرزا جی اپنے آپ کو آپ سے افضل سمجھا کریں اور مرزائی پھر بھی ان کے سربراہ سمجھیں۔ یہاں تک تو مرزائی صاحب کو معراج ہوئی اب آیئے جناب کا ذرا ''تنزل'' بھی دیکھ لیں کہتے ہیں کہ ''بطور تنزل'' تسلیم کر کے اس کے معنی کئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ شریعت لانے والے نبیوں میں آخری فرد ہیں۔ الھجرۃ میں ال عہدی ہے تو النبیین میں ال عہدی ہے'' ۔انتہی۔

حیرت اس پر ہوتی ہے کہ مرزائی صاحب یہاں بھی ''بطور تنزل'' اپنے صاحب شریعت مدعی نبوت کی تشریعی نبوت کو باطل کہہ رہے ہیں حالانکہ مرزا جی بطور عروج اسی کے دعوے دار ہیں ملاحظہ ہو ''اربعین'' نمبر ۴، ص ۶ اور یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے الخ'' الھجرۃ میں ال عہدی ہوئے اور ہجرت سے مراد مکہ کی ہجرت

ہونے پر کئی حدیثیں قوی قرینہ ہیں بخلاف ''النبیین'' کے کہ یہاں نہ ال عہدی ہوسکتا ہے اور نہ نبوت سے مراد نبوت تشریعی کیونکہ یہاں قول نبوی ''لانبی بعدي'' ''میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں'' النبیین کا ال استغراقی ہونے پر ناطق ہے کہ سرکار شریعت لانے والے اور نہ لانے والے اصلی ظلی میں کلی ومجازی جعلی جزوی فردی اور امتی تمام انبیاء کے ''آخری فرد ہیں'' (چنانچہ ''حمامۃ البشریٰ'' ص ۲۰ میں مرزا جی نے بھی اسی کا اقرار کیا ہے)

اِلاّنبوتِ مرزا کہ اس کے مستثنیٰ ہونے پر حدیث:

''سیکون في امتي کذابون'' الحدیث.

میری اُمت میں جھوٹے بہ دعوے نبوت آئیں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

صریحاً دال ہے اور پیش گوئی کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور ان کی مثال بہ ادعائے نبوت اُمت محمدی میں تشریف لاکر تخریب دین میں مشغول رہیں گے ''وقد صدق الصادق المصدوق''

لیکن افسوس کہ پھر اسی کے متصل خاتم النبیین بمعنی مانع اجرائے نبوت نہ ہونے پر محاورہ ''خاتم الاولیاء'' پیش کیا گیا ہے حالانکہ اس کے معنی بھی مانع اجرائے ولایت کے ہیں باقی رہی یہ بات کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی ولی نہ ہوا؟ بقول مرزائی صاحب ''یقیناً ہزاروں ہوئے'' مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا:

''انت یا علي خاتم الاولیاء''

کلام نبوی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ سرکار کا کلام نہیں اس کے متعلق تو یہ ہے کہ:

''لفظ خاتم الاولیاء باطل لا اصل له''

جب یہ سرکار کا کلام نہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ جنھوں نے آپ کو یہ خطاب دیا ہے اس کے کیا معنی کرتے ہیں؟ اس سے موضوع حدیث کے راوی یعنی صاحب تفسیر صافی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی ایسا ہی ایک قول منسوب کرتے ہوئے خاتم الاولیاء کی تفسیر اسی صفحہ میں مرزائی صاحب کے خلاف اس طرح بیان کرتے ہیں:

''وقال امیر المومنین ختم محمد الف نبي ...... الخ''

''کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار نبیوں کو ختم کیا اور میں ایک ہزار وصی کو الخ''

اب مرزائی صاحب بتلائیں کہ یہاں ''ختم محمد الف نبي'' کا ترجمہ کیا ہے کیا یہ تو نہیں کہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک ہزار نبیوں سے افضل ہیں بقیہ انبیاء آپ کے برابر ہیں یا آپ سے افضل؟ لیکن ایسا ہرگز نہیں کیونکہ اس خرابی کے علاوہ یہاں تو (ختم) ہے (خاتم) نہیں جو ''مرزائی نقطہ نظر'' سے بمعنی افضل ہو جب ایسا نہیں تو خاتم الانبیاء وخاتم الاولیاء کا وہی مطلب ہوگا جو پہلے بیان کیا گیا۔ باایںہمہ اس منصب کے دعوے دار تو خود مرزا جی ہیں دیکھیں وہ اس کا کیا ترجمہ کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

''اوتيت صفة الافناء والاحياء انا خاتم الاولياء لا ولي بعدي الا الذي مني وعلى عهدي''.

''مجھے مارنے اور جلانے کی صفت عطاء کی گئی (یہاں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا بھی ہیں۔ العیاذ باللہ) میں خاتم الاولیاء ہوں ''میرے بعد کوئی ولی نہیں'' مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہو'' نیز خاتم الاولیاء مسیح موعود ہوں گے (عام ازیں کہ اس کے کچھ معنی ہوں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسیح موعود نہیں نہ ادعا نہ حقیقۃ پھر مرزائیوں کا حضرت علی کو خاتم الاولیاء کہنا دوسرے الفاظ میں مرزا جی کے دعوے مسیحیت سے انکار کرنا ہے یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ مرزائی آپ کو افضل الاولیاء کہہ رہے ہیں حالانکہ مرزائی نے آپ کو ان رکیک الفاظ سے یاد کیا ہے ملاحظہ ہو الحکم ص ۴ جلد ۴ نومبر ۱۹۱۲ء ایک زندہ ولی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔

''فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون'' سابقہ رسالہ کے ص ۱۱۱ اور ۱۲ میں بھی یہی تقریر اجمالی طور سے لکھی گئی تھی لیکن چونکہ قادیانی جماعت بار بار انھیں آثار قدیمہ کو پیش کئے جاتی ہے اور اس سے اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ کم ازکم خالی الذہن اشخاص جنھوں نے ان کے جوابات نہ دیکھے ہوں دام قادیانیت میں پھنس پڑیں یا یہ کہ

ع کس بشنود یا نہ شنود من گفتگوئے می کنم

اس لئے ہم نے بھی پھر دوبارہ بادل ناخواستہ انھیں جوابات کو مزید توضیح اور زیادتی کے ساتھ تفصیلاً ایک نئے رنگ میں پیش کردیا تاکہ عامۃ الناس کے پاس ختمی پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، کہیں ان بے اصل اعتراضات سے تذبذب میں نہ پڑجائے اور رواداری مسلمان خدانہ خواستہ دائرہ اسلام سے خارج ہوکر مرزا جی کے دامن سے وابستہ نہ ہوجائیں۔ وباللہ التوفیق.

ایمان کی بات

مرزائی صاحب یہاں سے یہ اعتراض شروع کرتے ہیں کہ ’’آیت ’’**ختم اللہ علی قلوبهم**‘‘ محل ذم میں واقع ہوئی ہے اور آیت خاتم النبیین محل مدح میں ہے الخ ، الفاظ کے اشتراک سے مفہوم کا اشتراک لازم نہیں آتا فعل فاعل کی مناسبت سے جدا جدا مفہوم اور جدا جدا معنی پیدا کرتا ہے مثلاً کہا جائے کہ دل بیٹھ گیا اور بادشاہ تخت پر بیٹھا‘‘ ۔الخ ۔انتہی ۔

کیا ’’دل بیٹھ گیا‘‘ اور ’’بادشاہ تخت پر بیٹھا‘‘ ان دو جملوں میں بیٹھنے کے وہ معنی باقی نہیں جو لغوی ہیں؟ اگر یہی حق ہے کہ فعل کے ساتھ فاعل کی مناسبت کا لحاظ ہے تو اس کو بھی ملحوظ رکھیں کہ کفار کے دلوں پر مہر لگانے والا اور سرکار کو خاتم النبیین بنانے والا دونوں جگہ ختم کا فاعل ایک اللہ ہی ہے لہذا فعل ختم سے دونوں آیتوں سے مرزائی اصول کے تحت بھی ایک ہی معنی پیدا ہونا چاہئے (جو بند کرنا ہے) مرزائی صاحب اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اور بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ ’’بہ الفاظ دیگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کافروں کے دلوں پر مہر لگنے کی وجہ سے ایمان ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کی وجہ سے نور نبوت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باقی نہیں ہے‘‘ ۔انتہی ۔ یہ کس نے کہا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نور نبوت باقی نہیں؟ ہم اور جمیع اہل اسلام تو یہ اپنا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں سے پردہ ہو کر بھی زندہ ہیں اور آپ کے نور نبوت کی شعاعیں ہر دین دار کے دل کو روشن کر رہی ہیں۔ یہ تو اس عقیدہ کے بالکل خلاف ہے کہ کہیں ’’اُمت محمدیہ میں نور نبوت باقی نہیں؟‘‘ ہم تو صرف چاہتے ہیں کہ اس امت میں نبوت ’’جاری‘‘ نہ یہ کہ نور نبوت ’’باقی‘‘ نہیں ایمان کی بات تو یہ ہے کہ درحقیقت یہ خواہش مرزائیوں کی ہے کہ نبوت محمدیؐ کی شمع گل ہو جائے اور مرزا جی کی نبوت کا چاند چمکے اب اس کے ہوتے ہوئے پھر ادعاء کہ ’’اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور ہم اس موقع پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خدارا احمدیوں کی مخالفت میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف اعتراض نہ بنایا جائے جس سے جمیع اہل اسلام کے دل چھلنی ہوں ۔انتہی ۔

اب ہم سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ: ’’**قل اتعلمون اللہ بدینکم واللہ یعلم مافي السموات ومافي الارض واللہ بكل شيءٍ علیم**‘‘ : ’’کیا تم جتاتے ہو اللہ کو اپنی دین داری اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

قادیانی اور نبوت کی ارزانی

اسی سلسلہ میں ''خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ'' سے خاتم النّبیین پر استدلال کی صحت بالفرض تسلیم کر کے مرزائی صاحب اپنا ''علمی نقطہ نظر'' یہ بتلاتے ہیں کہ جب کافروں کے دلوں میں نور ایمان داخل نہیں ہوسکتا تو اُمت محمدیہ میں کفر کے بالکل مماثل چیز ہے جسے غیر نبوت کے نام سے تعبیر کریں گے داخل نہیں ہوسکتی'' انتہی گویا اُمت محمدیہ کا ہر فرد نبی ہے کیونکہ بقول مرزائی صاحب ''کفر کے بالکل مماثل چیز ہے غیر نبوت'' داخل نہیں ہوسکتی یا یوں کہئے کہ اس اُمت میں مرزائی صاحب کے سوا جو مرزائیوں کے زعم فاسد میں نبی ہیں سب کے سب حتیٰ کہ خود مرزا صاحب بھی ہیں کیونکہ وہ غیر نبی ہیں اور کفر و غیر نبوت مرزائی صاحب کے پاس ایک دوسرے کے ''بالکل مماثل'' ہے۔ ان مقدمات سفطیہ کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے اس کو بھی ایک نظر دیکھ لیجئے ''پس اس مسلمہ کے رو سے بھی یہی معلوم ہوا ہے کہ نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلا ہے اور اگر کوئی دروازہ ختم نبوت کی وجہ سے بند ہے تو وہ کفر و الحاد کا ہی ہوسکتا ہے نہ کوئی اور'' انتہی۔ پہلی عبارت سے یہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''غیر نبوت اور کفر بالکل مماثل چیز ہیں۔ لیکن بعد والی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غیر نبوت نہیں بلکہ خود نبوت اور کفر بالکل مماثل چیز ہیں گویا (العیاذ باللہ) تمام انبیاء کافر ہیں کیونکہ یہاں مرزائی صاحب کا ادعا ہے کہ ''ختم نبوت کی وجہ سے کفر والحاد کا دروازہ بند ہے'' طرفہ بریں ''پس اس مسلمہ کی رو سے نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ میں کھلا ہے'' ''**قاتلھم اللہ انی یوفکون**''۔

پھر وہی تنزل

یہاں بھی مرزا جی کے منشاء کے خلاف اُنھیں غیر تشریعی نبی بنانے کے لئے مرزائی صاحب اس طرف ''توجہ'' دلاتے ہیں کہ ''النّبیین میں الف لام تخصیصی ہے جیسے کہ یقتلون النّبیین میں ہے لہٰذا خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ شریعت لانے والے انبیاء کو بند کرنے والے ہیں۔ اب کہاں عنوان ''خاتم بمعنی افضل'' جبکہ خاتم کا ترجمہ اس طرح کیا گیا کہ آپ انبیاء کو بند کرنے والے ہیں'' رہی تعریف کی شرط تو وہ اس قابل نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے خاتم النّبیین کا الف لام تخصیصی نہ ہونے بلکہ استغراقی ہونے پر مرزائی عروج اور تنزل کے عنوان میں کافی بحث ہوچکی ہے باقی رہا یہ کہنا کہ ''یقتلون النّبیین میں الف لام تخصیصی ہے'' بالکل اس محل کے مناسب نہیں کیونکہ ہر محل کے لئے ایک خصوصیت ہے اگر ایک جگہ کسی قرب کی وجہ الف لام تخصیصی ہوجائے تو لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ بلا کسی لحاظ کے یہی مراد ہو۔

''واذ أخذ اللہ میثاق النبیین...... الآیۃ'' اور **''ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع**

الذین انعم اللہ علیھم من النبیین...... الآیۃ''اوروہ ہرآیت جس میں النّبیین آیا ہواس کاالف لام تخصیصی ہونا چاہئے''چہ خوب'' علاوہ ازیں یہ خود ضروری نہیں کہ بفتح تاء خاتم نہیں الف لام تخصیصی ہو بلکہ جائز ہے کہ استغراقی ہو۔ایسی صورت میں مرزائی حضرات بے چین ہوکر ضرور ہم سے دریافت کریں گے کہ ''کیا جمیع الانبیاء علیہم السلام کوان کے دشمنوں نے مارڈالا؟'' سنئے اس کا جواب ہم نہیں دیتے بلکہ مفسرین متقدمین اور متاخرین سبھوں نے یہی دیا ہے کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جن کے قتل کاان کے دشمن نے ارادہ نہ کیا ہوحتیٰ کہ مشرکین مکہ توسرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کوبھی قتل کرنا چاہتے تھے(**یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم**) پس یہاں خداوندتعالیٰ نے ارادہ قتل کوجوقتل کا مقدمہ تھاقتل سے تعبیر کرکے یقتلون النّبیین فرمایااور کلام عرب میں یہ چیز شائع وذائع ہے چنانچہ قسطلانی شارح بخاریؒ کتاب المغازی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کےتحت لکھتے ہیں:

ان المراد من قولہ خرج ﷺ الی حنین فی رمضان انہ قصد الخروج الیھا وھو في رمضان فذکر الخروج واراد القصد بالخروج وھو شائع ذائع في کلام العرب''. اسی سلسلہ میں مرزائی صاحب لکھتے ہیں کہ''آپ خاص قسم کے نبیوں کے بندکرنے والے ہیں نہ کہ نفس نبوت کے'' حالانکہ پیش کردہ حدیث(**کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ**) جس میں نفس نبوت مذکور ہے صاف طور پر مرزائی صاحب کے خلاف گواہی دے رہی ہے کہ آپ سے نفس نبوت بند ہوچکی۔

ایک اور فیصلہ کن طریق

اس کے بعد مرزائی صاحب(**افلا یتدبرون القرآن**) کواپنی شان ثابت کرتے ہوئے آیت خاتم النّبیین کے متعلق بادعاء خود ایک اور فیصلہ کن طریق'' یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ ''**الفاظ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** آیت کا ایک خاص ٹکڑا ہیں لکن حرف استدراک ہے''پس لفظ لکن نے ہمیں رہبری کی کہ'' الفاظ رسول اللہ وخاتم کسی شبہ کو دور کرنے کے لئے لائے گئے ہیں انتھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی صاحب کے شبہات سے پہلے رسالہ ہذا میں ایک اصول کی وضاحت کردیں۔بات یہ ہے کہ اولین اس آیت میں خداوندعالم نے یہ خبرسنائی کہ محمد(**فداہ روحي**)تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں یہ سننا ہی تھا کہ شبہ پیدا ہوااور ہونا بھی چاہئے تھا کہ جسے دل وعزت وآبرووخویش واقرباء سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔کیونکہ

مرزاصاحب کے اس قول پر:

آنچہ میں بشوم روحی فدا ☆ بخدا پاک دانش زخطا
ہم چو قرآن منزہ اش دانم ☆ از خطا ہمیں دانم

(درالثمین ص ۲۸۷)

مؤمنین اس پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس کے انکار کو عین ایمان سمجھتے ہیں اسی طرح کہیں حدیث میں بھی مرزا جی کو مسیح موعود نہیں کہا گیا تا کہ ان کی صداقت کو رد کرنے (سرکار کی صداقت کو معرض تشکیک میں نہ ڈالا جاسکے بلکہ ان احادیث سے جن میں مسیح موعود کے لئے پیش گوئی کی گئی ہے مرزا جی کی صداقت خود بخود رد ہو جاتی ہے۔(کما سیاتی)

چور کی داڑھی میں تنکا

بقول ''چور کی داڑھی میں تنکا'' مرزائی صاحب پہلے پہل کہتے ہیں ''ممکن ہے کہ یہ خیال گزرے کہ ''حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اس کے آنے کے بجائے حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود رہیں گے اس کے بعد یہ گل افشانیاں ملاحظہ ہوں اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ایک محکم دلیل، وفات شیخ ناصری کی پیش کردی جاتی ہے (سورہ مائدہ، آخری رکوع) اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں کہ تثلیت پرستی کا عقیدہ میری ''زندگی'' میں نہیں پھیلا بلکہ ''میری وفات کے'' بعد پھیلا ہے اور فی زمانہ عیسائیوں کی تثلیث پرستی کھلی کھلی بات ہے اس سے صاف صاف یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت مسیح کی وفات ہو چکی ہے''۔ انتہی۔(ملخص) وفات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے کی خاطر اولاً: کلام اللہ میں زیادہ کی گئی کہ یہ عقیدہ ''میری زندگی'' میں نہیں پھیلا حالانکہ یہ آیت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ''و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم'' کا ترجمہ تو صرف اتنا ہی ہے کہ میں ان کا نگران تھا جب تک کہ ''میں ان میں تھا'' ثانیا: ''فلما توفیتنی '' کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے (میری وفات کے بعد) جس سے یہ سمجھ میں آئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں حالانکہ اس کا حقیقی مطلب ہرگز یہ نہیں (کما سیاتی)۔ ثالثا: فی زمانہ عیسائیوں کے تثلیث پرستی سے یہ غلط نتیجہ نکالا گیا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی''۔ حالانکہ عیسائی آپ کی وفات سے تلثیث پرست ہوئے بلکہ آپ کے ان میں ''موجود نہ ہونے کی'' بناء پر یہ بدعقیدگی پھیلی اگر آپ آسمان پر نہ اُٹھالئے جاتے اور انھیں میں موجود ہوتے تو یہ خرابی پیدا نہ ہوتی۔

کہتے ہیں کہ ''توفی باب تفعل سے ہے اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح ہے حضرت مسیحؑ مفعول ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا جی نے) توفی کے معنی سوائے قبض روح کے کچھ اور دکھانے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا ہے''۔ انتھی۔ اگر مرزا صاحب سچی زبان سے وعدہ کئے ہیں اور مرزائی صاحب ان کے اس وعدہ کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں تو پھر ایک ہزار روپیہ نذرانہ طلب کرتے ہوئے خود مرزا جی کے قلم سے ''توفی'' کے معنی قبض روح کے سوا ثابت کر دکھاتے ہیں، اس کا اس طرح مرزا صاحب ترجمہ فرماتے ہیں۔ ''انی توفیک'' میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا''۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اس ترجمہ سے ظاہر ہے کہ قبل دعوے مسیحیت خود مرزا جی اس کو تسلیم کر چکے ہیں کہ توفی کے معنی قبض روح کے ہیں۔ عام ازیں کے اس فعل کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی الروح ہو یا نہ ہو۔ اس اقبالی ڈگری کے ملنے کے بعد اور بھی ایسی آیتیں پیش کی جاتی ہیں جس سے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ ''توفی'' کے حقیقی معنی موت کے نہیں باوجود یہ کہ پیش کردہ شرائط کے ساتھ ہو۔

اَللہ یتوفی الأنفس حین موتها والَّتي لم تمت في منامها فیمسک الَّتي قضی علیها الموت ویرسل الاخری إلی أجل مسمی إن فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (سورۂ زمر آیت ۴۲)

یعنی اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے روحوں کو جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مرے ان کو قبض کرتا ہے وقت نیند کے پس روک لیتا ہے ان کو جن پر موت مقدر کی ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دیگر جانوں کو ایک مقرر وقت تک کے لئے بیشک اس کے اندر غور وفکر کرنے والوں کے لئے ضروری نشانیاں ہیں''۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی بعینہ موت کا نام نہیں بلکہ توفی موت کی کوئی روشنی ہے جو کبھی موت کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور کبھی نیند کے ساتھ۔

''**هو الذي یتوفاکم باللیل** ''یعنی وہ وہی ہے جو تم کو رات میں پورا پورا کھینچ لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی توفی کے معنی موت نہیں بلکہ نیند کے موقع پر اس کا استعمال ہوا ہے۔ اسی واسطے علامہ زمخشری نے اساس البلاغہ ص ۳۰۴ ج ۲ میں بتلایا ہے: **توفاه استکمله ومن المجاز توفي وتوفاه الله ادرکته الوفاة**'' یعنی توفی کے اصلی معنی پورا پورا لے لینے کے بعد از اں مجاز او فات پانا مراد ہو سکتا ہے (ھکذا فی تاج العروس شرح قاموس ج ۱۰ ص ۳۹۴) جو اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتا جب تک کہ حقیقی معنی مراد ہونا

متعذر نہ ہوجائے۔ یہاں تو ”سونے پر سہاگا حقیقی معنی مراد ہے“ ورافعک إلي“ ”میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں، قوی قرینہ بھی موجود ہے اسی لئے توفی کی تفسیر میں رفع الیہ مفسرین نے بیان کیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود، تفسیر کبیر، جامع البیان، معالم التنزیل، مدارک، جمل، تفسیر رحمانی، تفسیر بیضاوی، درمنثور، سراج منیر، کتاب الوجیز، تفسیر خازن وغیرہ میں زیر آیت مرقوم ہے۔ نیز اس ”رفع“ کی تفسیر متعدد احادیث میں بھی موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا اور آپ وہاں زندہ ہیں۔ اُمت محمدیؐ میں قرب قیامت آسمان سے نازل ہوں گے اور شریعت محمدیؐ پر عمل کریں گے اور کرائیں گے لیکن تعجب ہے کہ اس کے خلاف آپ کو اُمت محمدیؐ کے فرد نہ سمجھ کر نتیجہ نکالا گیا بھی تو ایسا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہوچکی تو آنے والا موعود اسی اُمت کا فرد ہے جیسے کہ حدیث میں ہے: ”وامامکم منکم“ حالانکہ مسیح موعود کا اسی اُمت کا فرد ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا باہمی کچھ ربط نہیں رکھتا اور پھر اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں جیسا کہ ابتدائے کتاب میں مذکور ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے مرزا جی کو کوئی فائدہ ہی نہیں کیونکہ وہ اُمتی نہیں تا کہ مسیح موعود ہوں جیسا کہ عقائد محمدیہ ص ۲۲ میں مرزائیوں کا یہ عقیدہ مذکور ہے کہ حضرت اقدس (یعنی مرزا صاحب) کی دو حیثیں الگ الگ ہیں ایک اُمتی کی دوسری نبی کی اُمتی کی حیثیت سے ابتدائی ہے اور نبی کی شان ”انتہی“ الخ۔

خاتم کا خاتمہ

لکھتے ہیں ”گزشتہ دفعہ ہم نے اپنے ٹریکٹ میں ایک قول حضرت علی کا پیش کیا تھا کہتے ہیں کہ یہ قول اختلاف قرأت ظاہر کرنے کے لئے ہے جواباً عرض ہے کہ حضرت علی نے فرمایا تھا کہ خاتم زبر کے ساتھ پڑھا جائے۔ زیر کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ سیوطی نے درمنثور میں اس کو نقل فرمایا۔ جتنے حوالے نقل کئے گئے ہیں وہ سب کے سب معنوں پر روشنی ڈالنے والے ہیں نہ کہ اختلاف قرأت دکھانے کے لئے“ انتہی۔

جواباً عرض ہے کہ گزشتہ دفعہ ہم نے بھی اپنے رسالہ میں اسی موقع پر بتلایا ہے کہ آپ کا یہ فرمان محض اس واسطے تھا کہ آپ کو خاتم بکسر التاء کی روایت پہنچی ہی نہ تھی جس کو دوسرے صحابہ نے سرکار ﷺ سے سنا تھا بناء بریں آپ کو اختلاف قرأت دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی قرأت دکھانا مقصود ہے جس کی روشنی معنی پر پڑ رہی ہے لہذا یہ اعتراض نہیں پیدا ہوسکتا کہ ”تفسیر درمنثور“ میں جو حوالے نقل کئے گئے ہیں اختلاف قرأت دکھانے کے لئے نہیں“ وہ سب کے سب کیونکہ خاء، تاء، میم کی پوری ترکیب بند کرنے کے معنی پر روشنی ڈالتی ہے جیسا کہ

’’محیط المحیط‘‘ میں لکھا ہے کہ ختم وختم دونوں وزناً ومعنیً مساوی ہیں۔خاتم ہو یا کہ خاتم یا ختم بہرصورت اس سے منع اجرائے نبوت ہی مستفاد ہوتا ہے اسی وجہ سے فراء بغوی نے ’’معالم التنزیل‘‘ میں زیر آیت خاتم النبیین لکھا ہے۔’’وقرأابن عامر وعاصم خاتم بفتح التاء‘‘ کے ہیں۔انتھی۔

أی آخرهم وقرأ الاخرون بکسر التاء علی الفاعل لانه ختم به النبیون فهو خاتمهم“ اوراسی وجہ سے آپ کے خاص خلیفہ وشاگرد رشید ’’حسن بصریؒ‘‘ کا یہ قول ’’**وکان آخر من بعث**“ درمنثور محولہ مرزائی صاحب میں مندرج ہے۔پس خاتم بفتح التاء پڑھاؤ کہنے کی یہ وجہ ہرگز نہیں کہ صرف اس صورت میں اس کے معنی آخر نبی کے ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بچوں کا عقیدہ کہیں خراب نہ ہوجائے‘‘اگر آپ کا یہی منشاء ہوتا تو ’’**لانبي بعدی**‘‘ کی حدیث آپ سے مروی ہی نہ ہوتی۔

اسی سلسلہ میں قادیانی صاحب یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ ’’پھر حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ خاتم النبیین کا کہنا کافی تھا(**لانبي بعدی**) کا کہنے کی ضرورت نہ تھی یہ درمنثور میں درج ہے‘‘۔انتھی۔پوری حدیث اگر سامنے رکھی جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت شعبہ کے پاس خاتم النبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت ہی ہیں جیسا کہ کافی تھا اور ضرورت نہ تھی وہی اس پر دال ہے۔ضرورت نہ ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں۔کہیں مرزائی خیال والے اس تاکید سے بیجا فائدہ نہ اُٹھالیں ملاحظہ ہوالفاظ حدیث’’**قال رجل عند المغیرة......الخ**‘‘ ’’یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا:’’**صلی الله علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعده**“ اس پر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے اتنا کافی تھا کہ کہہ دیتا خاتم الانبیاء کیونکہ ہم لوگ یعنی صحابہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ ظاہر ہونے والے ہیں پس اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ کے بعد ہوئے‘‘اس سے قطع نظر ’’لا نبی بعدی‘‘ کے بے ضرورت ہونے کی وجہ اگر یہ ہوتی کہ خاتم النبیین کے معنی مانع اجرائے نبوت نہیں لہذا ’’لا نبی بعدہ‘‘ کو اس سے کچھ تعلق نہیں تو یہ لازم آئے گا کہ سرکار ﷺ کے کلام میں ربط نہیں اب رہا یہ سوال کہ پھر سرکار ﷺ نے بے ضرورت اور خلاف مصلحت تاکید اس طرح کیوں فرمائی؟ جواباً عرض ہے کہ یہاں مصلحت اور ضرورت اسی کی تھی ورنہ مرزائی کہتے کہ ’’خاتم‘‘النبیین اس کے معنی مانع اجرائے نبوت نہیں کیونکہ اس کے بعد لا نبی بعدی نہیں اسی واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے مع فرمائیں اور حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ فرمائے کہ اس کی ضرورت نہ تھی‘‘۔

نبوت کسے کہتے ہیں اور رسالت کیا ہے؟

اس کے بعد نبی اور رسول کی تشریح اس طرح کی جاتی ہے کہ ''نبی کے مفہوم میں وحی پانا اور رسول کے مفہوم میں وحی کو لوگوں تک پہنچانا داخل ہے'' انتہی۔ اس پر لطف یہ کہ کہا جاتا ہے ''اس لئے جو نبی ہوگا وہ رسول ہوگا اور جو رسول ہوگا وہ نبی ضرور ہوگا'' انتہی (ماشاءاللہ) ''عجیب محل ہے'' اور ''عجیب بنیاد'' ابھی ابھی رسول و نبی میں یہ فرق کیا گیا کہ نبی کے لئے وحی پانا کافی ہے اس کا لوگوں تک پہنچانا ضروری نہیں کیونکہ رسول میں اس کی ضرورت ہے مگر اب یہ کہا جاتا ہے کہ اور پھر وہ ''اس لئے'' کے ساتھ کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں گویا ایک سطر پہلے کی عبارت قادیانی صاحب کے ذہن میں محفوظ نہ رہی (**یا للعجب یا للعجب**) حالانکہ دونوں میں فرق کریں یا نہ کریں بہ صورت ''لا نبی بعدی'' سے بالکلیہ اجرائے نبوت منفی ہے، ہاں اگر حدیث میں لا نبی کے بجائے لا رسول ہوتا یا قرآن میں خاتم النبیین کے بجائے خاتم الرسل ہوتا اور مرزائی صاحب اپنے پہلے قول پر قائم رہتے ہوئے دونوں میں فرق کرتے تو پھر کچھ زبان ہلانے کی گنجائش بھی تھی کہ آپ مانع اجرائے رسالت ہیں نہ کہ نبوت یہاں تو مرزائی صاحب لکھتے ہیں کہ ''یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ رسول و نبی جدا جدا ہوتے ہیں رسول صاحب شرع جدید ہوتا ہے اور نبی متبع شریعت سابقہ اسلئے متبع نبی نہیں آسکتا ہم تو قرآن پڑھتے ہیں: (لقد آتینا ......الآیۃ) (بقرہ، آیت ۸۲) ''دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بعد بھیجے رسول پیروی کرنے والے'' انتہی۔

سچ تو یہ ہے کہ ارشاد نبوی سے صاف صاف ظاہر ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا متبع یا غیر متبع کی اس میں کچھ تخصیص نہیں تا کہ بادل ناخواستہ مرزا جی، متبع نبی ہو جائیں اور منع اجرائے نبوت کو نبوت غیر اتباعیہ کے ساتھ خاص کیا جائے۔ بے شک اصطلاح میں رسول صاحب شرع جدید ہوتا ہے چنانچہ حضرت عمر نسفی حنفی تفسیر مدارک التنزیل سورۂ مریم میں آیت ''**واذكر في الكتب موسى انه كان مخلصا و كان رسولا نبيا** '' کے تحت لکھتے ہیں ''**فالرسول الذي**......**الخ**'' یعنی رسول وہ نبی ہوتا ہے جس کے ساتھ کتاب ہو اور نبی وہ ہوتا ہے جو صرف اللہ کی طرف سے خبر پہنچائے اگر چہ کہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے یوشعؑ'' دوسرے اصحاب تفاسیر بھی یہی کہہ رہے ہیں، قاضی بیضاوی شافعی بھی اسی آیت کے تحت رسول کے متعلق لکھتے ہیں: ''**انه اخص و اعلی**'' گویا ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں'' سورۂ بقرہ کی آیت کا ترجمہ اپنے منشاء کے موافق کیا گیا ''**وقفينا من بعده بالرسل**'' کا ترجمہ کسی لغت میں یہ نہیں کہ اور بعد بھیجے رسول ''پیروی کرنے والے'' کیونکہ (قفینا) قفا سے مشتق ہے جس کے معنی ''پیچھے'' کے ہیں دراصل قفا گردن کے پچھلے حصہ کو کہتے

ہیں اسی واسطے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اس کا با محاورہ لفظی ترجمہ اس طرح ادا فرماتے ہیں ''اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول اور دیئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو الخ۔ یہ بھی غلط کہ ''موسیٰ کے بعد صاحب شریعت انبیاء نہیں آئے'' کیونکہ ظاہر ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰؑ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسولان خدا ضرور تشریف لائے۔ آیت ''**انا انزلنا التوارة فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون**'' (سورۃ المائدۃ، آیت ۴۴) میں اس کی طرف ہرگز اشارہ نہیں کہ ''وہ سب تورات پر عمل کرنے والے تھے'' تاکہ رسول کے معنی بدل جائیں اور متبع کو بھی رسول کہہ سکیں کیونکہ ''**یحکم بھا النبیون**'' کے وہ معنی صحیح نہیں (جو مرزائی صاحب نے بیان کیا ہے) کہ ''اس کے ذریعہ انبیاء فیصلہ کرتے تھے'' بلکہ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ ''تورات کے منزل من اللہ ہونے کا انبیاء حکم کرتے تھے''۔ اسی وجہ سے اسی سورۂ مائدہ میں ارشاد باری موجود ہے:

''**ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون**'' اگر یہاں (لم تحکم) کے وہ معنی کئے جائیں جو مرزائی صاحب نے بتلایا ہے تو اس آیت سے لازم یہ آئے گا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دوسرے منزل من اللہ کتب مثلاً تورات و انجیل کے ذریعہ فیصلہ نہیں کرتے تھے (العیاذ باللہ) کافر ہیں (استغفر اللہ۔ استغفر اللہ) کیونکہ یہ کچھ ضروری نہیں کہ آپ کا ہر فیصلہ قرآن کریم کے مطابق ہونے کے بعد تمام دوسرے کتب سماوی کے بھی مطابق ہو۔ ''**یحکم بھا**'' اور ''**لم یحکم بما**'' میں باء استعانت کیلئے نہیں جو یہ ترجمہ کیا جائے بلکہ یہ باء حکم کا صلہ ہے اسی وجہ جس فعل کا حکم کیا جائے اسے محکم ''بہ'' کہتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے باوجود ان خرابیوں کے یہ تسلیم بھی کرلیں کہ (یحکم) کے وہی معنی ہیں جو مرزائی صاحب نے بیان کیا اور با استعانت کا ہے تو پھر بھی رسل کے ساتھ ''وہ سب تورات پر عمل کرنے والے تھے'' کہنا بے سند ہے سورۂ بقرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد رسل صاحب شریعت (انبیاء) آنے کا اقرار ہے اور سورہ مائدہ میں تورات کے ذریعہ فیصلہ کرنے والے (غیر تشریعی) انبیاء کے لئے اقرار ہے گویا آپ کے بعد ان دو آیتوں کی رو سے ہر دو قسم کے انبیاء آئے ہاں اگر سورۂ مائدہ میں (**یحکم بھا النبیون**) کی بجائے (**یحکم بھا الرسل**) ہوتا تو مرزائی صاحب کا مدعاء حاصل ہوسکتا۔ اور یہ طرز منافی فرق ہوتا لہذا تسلیمی صورت میں تو یہی نص قرآنی فرق ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ پس حقیقت میں قادیانی صاحب کا دونوں میں فرق نہ کرنا یا ایسا فرق کرنا جیسا کہ گزرا یعنی نبی وہ ہے جو وحی پائے اور رسول وہ ہے جو اس کو لوگوں

تک پہنچائے''۔

''ایجاد بندہ ہے''اس کے لئے ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ ''کن نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے یہ استخراج ہے اور بلا اظہار سند ایک بنیاد قائم کرنا اور اس پر محل تعمیر کرنا کہاں تک درست ہے، یہ تمیز اور تعریف اللہ کی پیدا کردہ نہیں معلوم ہوتی بجز اس کے کہ وہ ایجاد بندہ ہو''۔انتہی۔ ارے انصاف ارے انصاف۔

باچنیں بیہودہ گوئی میتواں گفتن اگر ہمتے داری بگو ور ہمتے داری بیار

فتح کا اعلان

اس پر یہ دعویٰ کہ ''جب کبھی ہم نے کوئی بات کہی وہ آیات قرآنی واحادیث صحیح کی پناہ میں کہی''۔

چنانچہ جن صاحبوں نے ہمارے مضامین پڑھے ہوں گے اس پر روشن ہوا ہوگا کہ جب کبھی قادیانی صاحب نے کوئی آیت پیش کی اس میں کچھ نہ کچھ زیادتی کی گئی بجائے اس کے اپنی رائے قرآنی آیات کے مطابق ہوتی قرآن کو اپنے منشاء کے موافق بنانے کی کوشش کی گئی۔ دنیا جانتی ہے اور علماء کرام محسوس فرماتے ہیں کہ جس قوم کا کلام اللہ کے ساتھ یہ طرز عمل رہا ہو بھلا اس کا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقالات اہل اللہ کے ساتھ کیا حال ہوگا۔ پورے استدلالات ٹوٹ جانے کے بعد پھر بھی نصیحت کرنے والوں سے اس طرح خطاب کیا جاتا ہے، کہ ''بجائے ہمیں نصیحت کرنے کے ہمارے استدلالات کو توڑنے کا مکر کیا جاتا ہے اب بھی کچھ مضائقہ نہیں اس رسالہ میں جہاں جہاں مطالبات کئے گئے ہیں ان کی تکمیل کر کے اپنی فتح کا اعلان کیا جاسکتا ہے''انتہی۔

سچ پوچھو تو فتح ہونے کے بعد ہی ہمیں اعلانات فتح کرنا نہیں آتا مرزائی اس میں خوب ماہر ہیں عام ازیں کہ ان کی فتح ہو یا نہ ہو اعلان فتح تو ان کی طرف سے ضرور ہو جاتا ہے جیسا کہ:

کفر کا فتویٰ

مرزائی صاحب کہتے ہیں ''کہا گیا ہے کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''**دعوی النبوۃ بعد نبینا** ﷺ **کفر بالاجماع**'' یہ بالکل درست ہے جس طرح حدیث اذا ھلک کسری الخ درست ہے یعنی آنحضرت کا مخالف ومغائر نبی نہیں آسکتا''انتہی، حالانکہ قاری صاحب کے قول میں نبوت کے بعد نہ تو مغائرہ کی قید ہے اور نہ مخالفہ کی وہ تو ان سب کو علی الاطلاق کافر کہتے ہیں۔ عام ازیں کہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو (جیسے مرزا صاحب) یا نہ ہو کیونکہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکے مخالف نہ ہوں

وہ بھی آخر حقیقت میں آپ کے مخالف ہی ہیں کہ اُنھوں نے خاتم النبیین کے لا نبی بعدی فرما کر نفی عام کر دینے کے بعد ادعائے نبوت پر بیجا جرأت کی۔ اب رہا حدیث اذا ھلک کسری سے اشتہاد کرنا وہ تو بالکل بیجا ہے کیونکہ مخالف چیز کو موافق سمجھنا بہت بڑی ناسمجھی ہے اس کے لئے اسی رسالہ میں ''دوسری حرکت'' دیکھ لی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی

اس عنوان کے تحت قادیانی صاحب نے ایک حدیث اور ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح موعود کے متعلق اس امر کے ثابت کرنے کی جان توڑ کوششیں کی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ''خدائے تعالیٰ ان پر وحی نازل کرے گا'' اور جو وحی آئے گی وہ جبریل ہی کے ذریعہ سے ہوگی'' یہ حدیث کہ میرے بعد کوئی وحی نہیں باطل ہے اور یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ جبریل وفات نبوی کے بعد زمین پر نازل نہ ہوں گے اس کی کوئی بنیاد نہیں'' انتہی۔ حالانکہ کسی نے یہ سوال نہیں اُٹھایا تھا کہ کیا حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف (جب دوبارہ نازل ہوں گے) وحی نازل ہوگی یا نہیں اور یہ وحی کس کے ذریعہ سے ہوگی؟ سوال تو صرف اس قدر تھا کہ ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی بند ہے تو نبوت کیسے جاری رہ سکتی ہے'' مرزا جی اور ان کے امثال کیسے نبی ہو سکتے ہیں؟ اور یہ کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو نبوت جاری ہے اور نہ وحی نبوت، اور نہ نزول جبریل، اس میں ہم مسلمان منفرد نہیں بلکہ جس وقت مرزا جی ''دانا'' تھے اور خدا کو ''صادق الوعد'' کہتے تھے وہ بھی یہی سمجھتے تھے بلکہ ہیثمی کے خلاف لا وحی بعدی کی حدیث کو بھی صحیح جانتے تھے ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ص ۵۷۷ کہ ہر ایک ''دانا'' سمجھ سکتا ہے کہ اگر ''خدائے تعالیٰ صادق الوعد'' ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ انتہی۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے تو یہاں کچھ بحث ہی نہیں کیونکہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت نہیں ملی۔ آپ اپنی سابقہ نبوت کے ساتھ نازل ہوں گے۔ یہ نبوت کوئی نئی نہ ہوگی۔ آپ کی وحی بھی اسی طرح ہے لہذا آپ کی نبوت اور وحی نبوت دوسروں کے لئے نظیر نہیں ہوسکتی تا کہ اس سے اجرائے نبوت کا دروازہ بند ہو جائے۔ ابن حجر ہیثمی کا بھی یہی منشاء ہے وہ اجرائے نبوت کے قائل نہیں ان کے پیش کردہ مقولات اجرائے نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ تو صرف نبوت عیسویہ اور وحی عیسوی پر روشنی ڈال رہے ہیں اس سے مرزائی نبوت کو ثابت کرنے کی فکر کرنا متکلم

کے منشاء کوسراسر بدل دینا ہے کیونکہ مسیح موعود میں اور مرزا جی میں بون بعید ہے۔

مسیح موعود کا معیار صداقت

آپ کے جو علامات بیان کئے گئے ہیں وہ مرزا جی کے اس دعوے کو جھٹلا رہے ہیں اس لئے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا (۱) وہ میانہ قد ہوں گے (۲) ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان ہوگا (۳) ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے (۴) سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی (۵) صلیب توڑ دیں گے (۶) جزیہ کو اُٹھا دیں گے (۷) سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے (۸) اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب نیست و نابود کردے گا (۹) اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا (۱۰) پھر تمام روئے زمین میں ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے بیل کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے (۱۱) عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷) اس حدیث کی بعض روایتوں میں یہ بھی علامت بیان کی گئی ہے (۱۲) لڑائی کو ختم کردیں گے (۱۳) مال کو بہادیں گے یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ انتہی۔ اسی طرح مرزائی صاحب کی پیش کردہ مسلم و مشکوٰۃ کی حدیث بھی مرزا جی کو مسیح موعود نہیں بننے دیتی کیونکہ خود مرزائی صاحب اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود دجال کو باب بلد مشرقی پر قتل کرے گا'' اور جب اس حالت میں ہوں گے تو خدائے تعالیٰ حضرت موصوف پر وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے...... الخ''۔ انتہی۔ اتنی تصریح کے بعد اب مرزائی گروہ بحلف بیان کرے کہ کونسی پیش گوئی مرزا جی کے خلاف نہیں؟ یہاں ایسے تاویلات سے کچھ کام نہیں چلتا کہ اپنے کو کھینچ تان کر اس طرح اس کا مصداق بنائیں گے کہ

''میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا'' تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول، لیکن یہ کوشش بھی ناتمام ہے کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام (بقول مراقی مرزا) فوت ہو چکے تو پھر آسمان سے کیونکر اتریں گے ان کے عقیدہ کے لحاظ سے تو یوں ہونا چاہئے کہ جب مسیح قادیان میں پیدا ہوگا'' آں کہ ''گفت دیوانہ باور کرد'' کی مثل صادق ہے۔ خلاصہ

یہ کہ مسیح موعود مرزا جی نہیں بلکہ وہ تو آسمان سے نازل ہونے والے ہیں جن کی خصوصیات اور امتیازی علامات متذکرۃ الصدر ہوں گی آپ کا نام نامی عیسیٰ ہے (جیسا کہ مرزائی صاحب کی پیش کردہ حدیث میں بھی مذکور ہے) آپ حضرت مریم کی طرف منسوب ہیں اور ابن مریم کہلاتے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء میں ارشاد باری بھی موجود ہے:

"انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمته القاها الی مریم و روح منه"

(سورۃ النساء آیت ۱۷۱)

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہیں (نہ کہ غلام احمد بن غلام مرتضیٰ) اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ جس کا القاء مریم کی طرف کیا تھا اور روح اللہ ہیں۔

اسی طرح سورۂ مریم میں ہے۔

"ذلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذي فیه یمترون"

"وہ ہیں عیسیٰ ابن مریم حق کا وہ قول جس کی بابت شک میں لوگ پڑے ہیں" (نصرانی کہتے ہیں کہ وہ اللہ ہیں اور قادیانی کہتے ہیں کہ وہ غلام احمد ہیں حالانکہ وہ نہ تو اللہ ہیں اور نہ غلام احمد ہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم ہیں)

قول فیصل

مندرجہ صدر عنوان کے تحت بلا کسی سند کے اس ادعاء کے ساتھ کہ قرآن تو حضرت مسیح ناصری کی وفات مان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دے کر "انھم لا یرجعون" کی رو سے "فوت شدہ لوگ واپس نہیں آیا کرتے" لکھتے ہوئے اس مسلمہ کو گزارش کے ساتھ یاد دلانے کے بعد کہ: "خاتم النبیین یا لانبی بعدی کے خواہ کچھ معنی لئے جائیں وہ مسیح موعود کی نبوت کے مانع نہیں ہو سکتے"۔ ان تمام آیات بینات کو پسے پشت ڈالکر مرزا جی کو پھر بھی مسیح موعود کہا جاتا ہے اور ان کی صداقت کی نص صریح پھر بھی شکستہ بے بنیاد دلیل بتلائی جاتی ہے کہ "مسیح موعود کے دعوے پر ان کی زندگی میں ہی تیس سال سے زائد عرصہ گزر گیا حالانکہ اس دعوے کی اصل حقیقت زیر عنوان (مرزائی نبوت کا معیار صداقت بتلانے والے کو انعام) پوری پوری منکشف ہو چکی ہے لیکن آخر میں ایک سچی بات بھی کہی جاتی ہے اور اپنے کو دائرہ اسلام سے اس طرح خارج کیا جاتا ہے کہ "اہل اسلام عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر ہے وغیرہ" اب فیصلہ ہو گیا کہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے لہذا جو کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکے "آسمان پر نہیں" مرزا جی مسیح موعود ہیں۔ اہل اسلام سے نہیں پس

کل قادیانی مرزائی صاحب کی زبانی ''قول فیصل'' میں کافر ہیں اہل اسلام نہیں جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے مرزائی صاحب کے رسالہ ''ختم نبوت کی حقیقت'' کا اختتام ص ۵٦ میں دعوت وتبلیغ پر ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے کہ اگر ''مرزائیت'' کی قبولیت نہ ہوتو ''دنیائے اسلام میں تہلکہ عظیم برپا ہوجائے گا'' (ارے۔ ارے) اس کے متعلق مرزا جی کو مستند ذات خیال کرکے ان کے شاعرانہ تخیلات سے بھی استناد کیا گیا۔ میں وہ پانی ہوں جو آسمان سے وقت پر۔ (حالانکہ یہ تو وہ اوگالی پانی ہے جو قادیان سے آیا نہ کہ آسمان سے جس میں بہت سارے رودار مؤمنین کا ایمان ڈوبا) میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار۔

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت　　میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(حسب عادت مستمرہ جیسا کہ مسیلمہ کے زمانہ سے اب تک آتا رہا) یہ دعوت دینے کے بعد مبارک بادیاں بھی دی گئی ہیں اور نہیں اپنے والوں کے متعلق مرزا صاحب کی زبان سے کہا گیا ہے کہ ''بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے'' کسی نے چمگاڈر سے پوچھا تو دن کو کیوں نہیں نکلتی؟ اس نے کہا کہ ''رات کی روشنی'' مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے ''دن کے اندھیرے'' سے جی گھبراتا ہے۔

رنگین کو کہیں نارنگی ☆ جمے دودھ کو کھویا ☆ چلی کو کہیں گاڑی ☆ یہ سن کر کبیرا رویا

نیز اس آرزو کا اظہار کیا گیا ہے کہ ''احمدیت خدا کا عین وقت پر لگایا ہوا پودا ہے یہ بڑھے گا اور پھولے گا پھلے گا اور تمام دنیا کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیگا''۔ انتہی۔

''تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین''

رشید

تاریخ اختتام: ۳۰ محرم ۱۳۵۳ھ

هدايةُ الرَّشيد لِلغَوِيّ الُمَرِيد

رشحات قلم: جلالۃ العلم حضرت سید حبیب اللہ قادری رشید بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ[1]

الحمد لله وحده ثم الصلوٰة على من لانبى بعده . امابعد بقد قال الله تعالىٰ فى كلامه القديم . ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا وقال او حى الى ولم يوح اليه شئى ومن قال سانزل مثل ماانزل الله .

ترجمہ: اوراس سے بڑھ کر ظالم (اور) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا دعویٰ کرے کہ میری طرف وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور (نیز اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا) جو دعویٰ کرے کہ (قرآن) جس (کی نسبت تم کہتے ہو کہ اس) کو اللہ نے اتارا ہے (کہو تو) ایسا ہی میں بھی اتار دوں۔

بتاریخ ۲۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ آٹھ صفحوں کا ایک رسالہ مجھے ملا، جس کا عنوان ’’ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی‘‘ ہے جو باہتمام جناب سکریٹری صاحب دعوت وتبلیغ جماعت مرزائیہ حیدرآباد دکن طبع ہوا تھا۔ رسالہ مذکور میں جناب مولوی الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کی اس تقریر پر اعتراض کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے جو ختم نبوت کے متعلق شاہی عاشور خانہ میں ۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ کو ہوئی تھی، نیز اس میں اہل اسلام کے اس عقیدہ کے خلاف دلائل سقطیہ سے بہت کام لیا گیا ہے تاکہ بے علم مسلمانوں کو آسانی کے ساتھ محمدی حلقہ سے نکال کر باغی غلاموں کے حلقہ بگوش کرے، لیکن مرزائی جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ’’**الحق يعلو ولا يعلى**‘‘ آخرالانبیاء کے دامن سے وابستہ جو غیر کے دامن میں لاعلمی اور دنیوی زخارف کی وجہ سے آگئے ہیں دیر تک نہیں رہ سکتے۔ عالی جناب مولوی الیاس برنی صاحب نے اپنی اس تقریر میں ختم

کے تحقیقی معنی بیان فرماتے ہوئے بہت ساری قرآنی آیتوں سے استدلال فرما کر اکثر یہ قاعدہ بیان فرمایا تھا کہ اکثر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی اولاد نبی ہوئی ہے اور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی اولاد نرینہ بچپن ہی میں اس لئے وصال فرمائی کہ اگر وہ زندہ رہتی اور نعمت نبوت سے سرفراز نہ ہوتی تو آپ کی شانِ پاک ان انبیاء علیہم السلام کی شان سے کم ہوجاتی، جن کی اولاد نبی ہوئی تھی۔ اسی راز کی بناء پر ''**ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**'' سے ماقبل کے جملہ ''**ماکان محمد ابا احد من رجالکم**'' کا تعلق اور ربط صحیح ہوسکتا ہے ورنہ اس کا کیا مطلب ہوگا کہ ''رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں''۔ ''لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں''۔ انتھی اور یہ کچھ فاضل مقرر کی تفسیر بالرائے نہیں بلکہ اکثر مفسرین نے اس کی صراحت فرمادی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقرب صحابی جن کے متعلق ''حبر ھذہ الامۃ'' (اس اُمت کا زبردست عالم) کہا گیا ہے یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے بھی مذکورہ تقریر کی خاصی تائید ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خداوند عالم فرمارہا ہے (**لولم اختم به النبيين لجعلت له ابنا يكون بعده نبيا**) اگر میں میرے ''محبوب'' سے نبیوں کو بند کیا نہ ہوتا تو یقیناً اس کو ایک ایسا بیٹا سرفراز کرتا جو اس کے بعد نبی ہوتا۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ (**ان الله لماحكم ان لانبى بعده لم يعطه ولداذكرا يصير نبيا**) یعنی جب اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرماچکا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہو نہیں سکتا تو آپ کو ایسی مرد اولاد نہیں دیا جو نبی ہوسکے۔ یعنی آپ کی نرینہ اولاد بالغ ہونے سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہی اور اسی کی طرف خود آخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا کہ (**لوكان ابراهيم حيالكان نبيا**) یعنی اگر (میرا لڑکا) ابراھیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا، لیکن وہ زندہ نہیں رکھے گئے۔ کیوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہوچکا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا (**لوكان بعدى نبى لكان عمر ابن الخطاب**) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا، مرزائی صاحب نے اپنی ذکاوت کا ثبوت دیتے ہوئے جناب مولوی صاحب موصوف کے بیان کردہ اکثر یہ قاعدہ کو کلیہ سمجھ کر اور جمیع انبیاء علیہم السلام کی اولاد کے لئے نبوت ضرورت فرض کر کے رسالہ کے صفحہ (۲) میں تحریر فرمایا ہے۔

''ایک قرآں خواں طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ بہت سے انبیاء ایسے ہیں جن کی اولاد نبی نہیں ہوئی۔ مثلاً حضرت لوط و یحییٰ و عیسیٰ و نوح علیہم السلام جس میں سے حضرت نوح کا بیٹا نہ صرف نبی نہ ہوا بلکہ معمولی درجہ

کا مومن بھی نہ ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچ جاتا" انتہی ۔ جناب پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں یہ کب بیان کیا تھا کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی اولاد نبی ہوئی تھی اور اگر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بڑی ہوتی اور نبی نہ ہوتی تو آپ کی شان ان سے کم ہو جاتی، بلکہ تقریر کا حاصل تو یہ تھا کہ انبیاء سابق کی اولاد نبی ہوئی ہے۔

اگر چہ بعض کی اولاد نبی نہ ہوئی اس پر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ نرینہ زندہ رہتی اور نبی نہ ہوتی تو آپ کی اعلیٰ شان ان انبیاء کرام کی شان سے کم ہو جاتی جن کی اولاد نبی ہوئی تھی۔ اگر چہ کہ ان انبیاء سے کم نہ ہوتی جن کی اولاد نہ ہوئی یا اولاد ہوئی اور نبی نہ ہوئی، حالاں کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ آپ سب سے برتر اور آپ کی شان سب کی شان سے اعلی و بالا ہے۔ طرفہ بریں تردید میں چار مثالیں پیش کی گئیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ و یحییٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام بھی داخل ہیں حالانکہ یہ ہر دو حضرات نہ صاحب زوجہ تھے نہ صاحب اولاد، پھر کہاں سے ان کی اولاد نبی ہوتی۔ تردید میں اور ایک مثال پیش کی گئی ہے ذرا اس کا حال بھی سنئے۔

"پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون نبی اور ان کے خلیفہ ہوئے لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرزند نہ تھے"۔ انتہیٰ

محترم مقرر نے تقریر میں یہ کب بیان کیا تھا کہ نبی ہونے کے لئے نبی کی اولاد میں ہونا شرط ہے بلکہ تقریر میں صرف اتنا ثابت کیا گیا کہ اکثر انبیاء کی اولاد نبی ہوئی تھی، کیا یہ کہنا کہ انبیاء کی اولاد میں نبوت آئی ہے غیر اولادِ نبی کی نبوت کے منافی ہے؟ **العجب ثم العجب** ۔ مرزائی صاحب نے اپنے تردیدی رسالہ میں فاضل مقرر کی باصواب تقریر پر اتنا ہی بے اصل اعتراض کر کے ختم نبوت کے خلاف چند شہادتیں پیش کی ہیں جن میں سے ہر ایک کو انشاء اللہ صحیح روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ (**رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی**) اولین مرزائی صاحب نے اجرائے نبوت پر اس طرح استدلال کیا ہے کہ آیۃ کریمہ **یاقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا** کے تحت نبوت نعمت ہے وآیۃ کریمہ **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ** کے ماتحت یہ اُمت خیر اُمت ہے اس لئے یہ نبوت جیسی نعمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے۔ اگر نبوت پلیگ یا طغیانی یا ہیبت ناک زلزلہ ہوتی تو اس کے بند کئے جانے پر جتنا بھی زور صرف کیا جاتا بجا ہوتا"۔ انتہی

اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ نبوت نعمت ہے اور یہ اُمت بہ شہادت قرآنی خیر اُمت ہے لیکن کیا آنحضرت جیسی ہستی اس اُمت مرحومہ میں نعمت کاملہ بن کر تشریف فرما ہونے اور اتمام نعمت ہو جانے کے بعد جیسا کہ ارشاد باری ہے (**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی**) آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر تمام کر دیا، جرأت کے ساتھ یہ کہنا کیا کفرانِ نعمت نہیں کہ ہم نبوت جیسی نعمت سے محروم اور "**اذ جعل فیکم انبیاء**" سے بہرہ ور نہیں۔(**وما قدروا اللہ حق قدرہ**) کیا اللہ کی دی ہوئی ایسی بڑی نعمت کی ناشکری پلیگ، طغیانی، ہیبت زلزلہ سے کچھ کم ہو سکتی ہے؟ حقیقت اگر پوچھو تو پلیگ اور طغیانی و زلزلہ اس کے بالمقابل کوئی اہمیت نہیں رکھتا، کیونکہ ایسی بڑی ناشکری کا اثر ہمیشہ رہے گا اور یہ حوادثات تو عارضی ہیں۔

اس تسلیمی جواب کے بعد مرزائی صاحب سے یہ سوال کرنا ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ پیش کردہ آیت کی ابتداء **یٰقوم اذکروا** الایۃ سے ہوئی ہے یا آپ نے کسی مصلحت کے تحت اس کے ابتدائی حصہ کو معرض ذکر میں نہیں لایا؟ سنئے سورہ مائدہ کا چوتھا رکوع اس طرح شروع ہوتا ہے۔**واذقال موسی لقومہ یقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واتکم مالم یؤت احدا من العلمین**۔ ترجمہ:اور (اے پیغمبر بنواسرائیل کو ایک واقعہ بھی یاد دلاؤ کہ) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو! اللہ نے جو تم پر احسانات کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم ہی میں (بہتیرے) پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ (بھی) بنایا اور تم کو وہ وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔اس پوری آیت کو تلاوت کر لینے کے بعد ناظرین معلوم کر لئے ہوں گے کہ **اذجعل فیکم انبیاء** (اللہ نے تم میں پیغمبر بنائے) کی مخاطب بنواسرائیل اور قوم موسیٰ ہے، اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر وہ نعمت جو موسیٰ کی قوم کو عطاء کی گئی تھی اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا انعام اللہ پر فرض ہے نہ واجب، اگر ایسا ہی ہے تو مرزائی صاحب ہماری غذا سے مستغنی ہوں گے اور صاحب موصوف پر من وسلویٰ ضرور نازل ہو رہا ہوگا اور بزعمِ صاحبِ موصوف ارشاد باری حکایۃً **عن موسیٰ** (**واتکم مالم یوت احدا من العلمین**) (اور اے قوم موسیٰ تم کو وہ وہ نعمتیں دیں جو دنیا جہاں کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیں) **العیاذ باللہ** کاذب ہو جائے گا۔علاوہ ازیں مرزائی صاحب، نبوت کو نعمت مان چکے ہیں اور مرزائی صاحب کے مقتدا یعنی جناب مرزا غلام احمد صاحب نے نعمتوں کا خاتمہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

پر ہو جانے کو مندرجہ ذیل بیت میں بیان کر دیا ہے۔

تمت علیه صفات کل مزیة . ختمت به نعماء کل زمان ۔مرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر فضیلت کے صفات تمام ہو چکے اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ سے ختم ہو چکیں۔

نیز مستدلہ دوسری آیت ''**کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر**''.

بہ بانگ دہل ہم کو اس کی صدا دے رہی ہے کہ مسلمانو! تم بہترین اُمت ہو (نہ کہ نبی) تمہارا کام (صرف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، تمہارے نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اچھی چیزیں تمہیں بتلائی ہیں لوگوں کو ان کا حکم کرو اور جو بُری چیزیں ہیں اُن کو اُن سے روکو۔ اس کے بعد مرزائی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ''ختم بمعنی بند کوئی خوبی کی بات نہیں مثلاً سراج الدین ظفر پادشاہ پر سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہونا بیان کیا جائے تو شاہ موصوف کی اس میں برتری ثابت ہوگی یا منقصت؟ جائے غور''۔ انتہی

خاتم النّبیین کا ختم بمعنی بند ہونے میں نہ صرف خوبی بلکہ بہت بڑی خوبی ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فواضل وفضائل کا دار و مدار آپ کے آخر الانبیاء ہونے ہی میں ہے۔ جن کے دلوں میں آنحضرت (**ارواحنا فداہ**) کے ساتھ بغض وعناد ہے وہ آپ کو آخر الانبیاء نہیں مانتے، جس طرح کہ یہود و نصاریٰ باوجود بالیقین آپ کو نبی جاننے کے انکار نبوت کیا کرتے تھے، آپ کے آخر الانبیاء ہونے کا ہی سبب ہے کہ قرآن پاک سارے دینی و دنیوی تعلیموں پر جامع وحاوی نازل کیا گیا ہے جو بالکل آخری کتاب ہے اور یہی وجہ ہے کہ دین اسلام سارے ادیان سابقہ کا ناسخ ہوا اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم کے پیغمبر بنا کر مبعوث فرمائے گئے، اگر آپ آخر الانبیاء نہ ہوتے تو اور انبیاء کی طرح مخصوص اُمتوں کی طرف ہی مبعوث کئے جاتے، جس طرح اب کسی دین کی حاجت ہے اور نہ کسی کتاب کی ضرورت۔ بالکل اسی طرح اب کسی قسم کے کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں، ملاحظہ ہو ارشاد باری (**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کر لیا ہے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے جو دی جانے والی ہو؟ رہی یہ بات کہ آئندہ تا قیامت قیامت اوامر ونواہی اور تبلیغ اسلام کا کیا ذریعہ تو اس کے لئے اسی کتاب میں موجود ہے جو خود اپنے متعلق ''**لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین**'' کہہ

رہی ہے(کوئی تر وخشک ایسی چیز نہیں جو کتاب اللہ میں نہ ہو)ہاں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں اس کے متعلق کیاارشاد ہوا ہے، ملاحظہ ہو، **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون** (آل عمران رکوع ۱۱) ترجمہ:اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو(لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائے اور اچھے کام (کرنے) کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور (آخرت میں) ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔''**وما کان المومنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منھم طائفة لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون** ''(سورہ توبہ رکوع ۱۵) ترجمہ:اور (یہ بھی) مناسب نہیں کہ مسلمان سب کے سب (اپنے اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں (اور مدینہ میں آئیں) ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے کچھ لوگ (اپنے گھروں سے) نکلے ہوتے جو دین کی سمجھ پیدا کرتے اور جب (سیکھ سمجھ کر) اپنی قوم میں واپس جاتے تو ان کو (نافرمانی خدا سے) ڈراتے تاکہ وہ لوگ (بھی بُرے کاموں سے) بچیں۔ان آیات مبارکہ کی صحیح شرح احادیث شریف میں ملاحظہ کیجئے جو اس بارے میں دس بارہ نہیں بلکہ بے شمار موجود ہیں۔ان آیات و احادیث کے رہتے ہوئے پھر اس دعویٰ کو کہ آنحضرت آخرالانبیاء نہیں، آپ کے بعد اور انبیاء بھی مبعوث ہوتے رہیں گے کھلی گمراہی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں، بہر حال مطلق ختم کے معنی بند کرنے کے ہیں البتہ ہر جگہ بھلائی اور خوبی کا ہونا کوئی ضروری نہیں اور نہ اس کا کسی کو دعویٰ، خاتمہ کی بھلائی و بُرائی کردار و اعمال پر ہے ملاحظہ ہو حدیث شریف ''**انما الاعمال بالخواتیم**''یعنی اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے اگر اعمال بھلے ہوں تو خاتمہ بھی بھلا ہوگا اور اگر اعمال بُرے ہوں تو خاتمہ بھی بُرا ہوگا، خود ہماری زبان میں اس کا اس طرح استعمال موجود ہے، اگر کسی نے اپنی غفلت وعیش پرستی کی وجہ سلطنت ہاتھ سے کھو بیٹھا اور اپنی خاندانی حکومت کا خاتمہ کر دیا تو اس قسم کا خاتمہ یقیناً بُرا ہے۔لیکن اس سے یہ کیسے لازم آجائے گا کہ ہر جگہ خاتم بمعنی بند کرنا بُرا ہے جیسا کہ مرزائی صاحب کا ادعا ہے جو عوام کی گمراہی کے لئے اس پیرایہ میں پیش کیا گیا، اگر یہی سچ ہے تو پھر زناکاری وشراب خواری، جوے بازی اور تمام دنیا کی بدکاریوں کا خاتمہ کر دیا گیا یعنی ان کو یکلخت بند کر دیا گیا میں کوئی خوبی و بھلائی نہ ہوگی۔اہل باطل کی علامت ہی یہ ہے کہ حق کو باطل سچ کو جھوٹ کرنے کے لئے اس قسم کے لفظی اشتراک سے عوام کو راہِ راست سے بھٹکانا چاہتے ہیں(**یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون**)اس کے بعد مرزائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ

’’ہم پانچ وقت نمازوں میں بڑی شدومد والحاح وزاری کے’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم) کی دعامانگتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں منعم علیہ گروہ کا راستہ دکھایا جائے منعم علیہم گروہ کون ہے قرآن خوداس کی تفسیر فرماتا ہے۔’’ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (نساء رکوع۹) جو اطاعت کریں گے اللہ اوراس کے رسول کی پس وہ ان لوگوں میں شامل ہوجائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو نبی صدیق شہیداورصالح ہیں اور یہ ان کے اچھے ساتھی ہوں گے۔اس آیت میں مع سے مراد من ہے جیسے اس دعا میں ہے وتوفنا مع الابرار (آل عمران رکوع ۳) یعنی مارہمیں نیکوکار بنا کر‘‘ انتہٰی ۔

اس میں شک نہیں کہ منعم علیہ گروہ نبیوں ،صدیقوں ،شہیدوں اور صالحوں کا ہے۔لیکن اگر مع معنی من (سے) بھی لے لیا جائے تو دیکھنا یہ چاہئے کہ نبیوں ،صدیوں ،شہیدوں اور صالحوں میں شامل ہونے کا مطلب کیا ہوگا۔کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جس طرح نبی ہیں یہ بھی نبی ہوجائیں گے یا یہ کہ نبی تو نہ ہوں گے مگران کی فضیلت اور مراتب پائیں گے؟ پہلے معنی کے لحاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدااور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے سب کے سب انبیاء بھی ہیں اور صدیق بھی ،شہداء بھی ہیں اور صالحین بھی۔تو اس طرح گویا زمانہ نبوت سے اب تک کروڑوں انبیاء ہوچکے اور پھر لطف یہ کہ سب کے سب شہداء اور قیامت تک خدااور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے انبیاء ہوں گے اور سب کے سب شہداء اور اس وقت اسلامی دنیا میں ہزاروں نہیں سینکڑوں تو ضرور خدااور رسول خدا کی اطاعت کرنے والے ہوں گے جو سب کے سب انبیاء ہیں اور ساتھ ہی ساتھ شہداء بھی۔سبحان اللہ کیا قرآن کی ترجمانی وقرآن دانی ہے۔اس طرح کلام اللہ کے ساتھ تمسخرواستہزاء کیا جارہا ہے۔ورنہ ہر سمجھ دار سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کے معنی انبیاء بن جانا ہیں یا خدااور رسولان خدا کی اطاعت سے ان کی معیت ورفاقت حاصل کرنا ہے۔جس کو خود آخر میں وحسن اولئک رفیقا سے مصرح کیا گیا ہے،حاصل یہ کہ نبیوں اور شہیدوں میں شامل ہونے کے معنی یہی ہیں ’’جوکوئی اللہ اوراس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا ہوں وہ نبی نہ ہوں گے نہ اصلی نہ ظلی بلکہ اُمت مرحومہ میں ہونے کی وجہ سے نبیوں کی فضیلت پائیں گے اور’’مع الذین انعم اللہ علیھم ‘‘۔میں جو لفظ مع ہے اگر اس کے وضعی معنی (ساتھ) لے لئے جائیں اور من (سے) کے معنی نہ لئے جائیں (جیسا کہ مرزائی صاحب نے بیان کیا ہے) تو پھر زبان ہلانے کی بھی گنجائش باقی نہیں۔کیونکہ نبیوں کے ساتھ رہنا نبی ہونے کے مستلزم نہیں بلکہ نبی ہونے

کے منافی ہےاور مع بمعنی ساتھ لیناہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے وضعی معنی سے گریز کر کے من (سے) کے معنی لینااس وقت صحیح ہوتا جب کہ یہاں اس کے وضعی معنی نہ جمتے ہوں اور اکثر بلکہ تمام مفسرین نے مع بمعنی ساتھ لیاہےاور مرزائی صاحب کاتوفنا مع الابرار کے مع سے استشہادنا جائز ہے۔ کیوں کہ مع ہر جگہ من کے معنی میں آنا ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں، ہرایک محل کے لئے ایک خصوصیت ہے اگر قول باری امع اللہ الـہ آخر ''میں مع کے معنی من کے ہوں تو سارا مطلب فوت ہوجائے گا۔ کیوں کہ اس کے کوئی معنی نہیں'' کیا خدا سے کوئی دوسرا خدا ہے'' بلکہ مطلب تواس وقت نکلے گا جبکہ یہ معنی ہوں'' کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے''۔ نیز توفنا مع الابرار کا مع بمعنی من (سے) ہونا بھی کوئی ضروری امر نہیں بلکہ وہ اپنے وضعی معنی (ساتھ) کے ساتھ بہت ہی عمدگی سے مطلب ادا کرسکتا ہے، اس صورت میں اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ اے خدا تو ہمیں ایسی حالت میں دنیا سے اُٹھا کہ ہم اچھے لوگوں کی صحبت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ چنانچہ تمام اصحاب تفاسیر نے اسی تاویل کو ترجیح دیتے ہوئے ابتداء میں مع الابرار کے معنی مخصوصین بصحبتھم بیان کیا ہے جو اس بات کو بتلا رہے ہیں کہ مع اپنے وضعی معنی میں مستعمل ہے، اس کے بعد آیت مذکورہ کے دوسرے معنی معدودین فی زمرتھم بھی بیان کیا ہے، جو اس امر کی طرف مشیر ہیں کہ مع بمعنی من (سے) ہے۔ کذافی حقایق التاویل و تفسیر بیضاوی و تفسیر صافی وغیرھا من التفاسیر ۔اس کے بعد مرزائی صاحب نے خاتم النبیین کی تفسیر بیان کی ہے۔

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کی صحیح تفسیر مختصر طور پر حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث سے معلوم کی جاسکتی ہے۔''اطمئن یاعم فانک خاتم المھاجرین فی الھجرۃ کما انا خاتم النبیین فی النبوۃ (کنز العمال جلد ص ۱۷۸) اے چچا (عباس) آپ مطمئن رہیں آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔

''انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء'' (تفسیر صافی زیرآیت خاتم النبیین) یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں اور اے علی تم خاتم الاولیاء ہو۔ کیا حضرت عباس پر ہجرت اور حضرت علی پر ولایت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ اب ہجرت اور ولایت بند ہوگئی۔

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے جو اپنے منصب ومرتبہ سے زیادہ واقف ہو''۔

انتہٰی

احادیث مذکورہ سے ختم کے معنی خلاف عقیدہ اہل اسلام ثابت ہونا تو ایک بڑی بات ہے بلکہ نظر غائر سے اگر ان کا مطالعہ کیا جائے تو بالیقین یہ معلوم ہو جائے گا کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی آخر النّبیین اور خاتم المہاجرین کے معنی بھی آخرالمہاجرین کے ہیں۔ اب رہا یہ کہ حضرت عباس کو خاتم المہاجرین بمعنی آخرالمہاجرین کس لئے کہا گیا حالانکہ قیامت تک ہجرت ختم ہونے والی نہیں، اس کی وضاحت سے پہلے ہجرت کے لغوی معنی بیان کر دینا مناسب ہے۔ہجرت کے لغوی معنی اپنا شہر چھوڑ دینے کے ہیں، چنانچہ المصباح المنیر جلد۲ص۱۵۲فصل الهاء مع الجيم وما يثلثها میں مذکور ہے۔''الهجرة بالكسرة مفارقة بلد الى غيره فان كانت قربة لله فهى الهجرة الشرعية ''(ہجرت بکسر الہاء کے معنی (اپنا) شہر چھوڑ کر دوسری طرف چلے جانے کے ہیں۔اگر شہر کو چھوڑ دینا اللہ سے قربت حاصل کرنے کے لئے ہو تو وہ شرعی ہجرت ہے) حضرت عباسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم المہاجرین فی الھجرۃ اس لئے فرمایا کہ آپ مکہ چھوڑنے والوں کے آخر ہیں۔مکہ کی خصوصیت اس سے ثابت ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر ہجرت ہوئی ہے تو مکہ ہی سے ہوئی ہے۔چنانچہ ''الھجرۃ'' کا الف لام عہدی اسی خصوصیت کی طرف مشیر ہے۔کل مورخین اسپر متفق ہیں کہ مہاجرین مکہ کے خاتم اور آخر حضرت عباس ہیں اور آپ پر مکہ کی ہجرت بند ہو گئی۔کیوں کہ آپ کی ہجرت کے بعد مکہ فتح ہوا اور تا قیام قیامت مسلمانوں کے قبضہ سے جانے والا نہیں اور نہ مکہ مکرمہ سے کسی اور جگہ ہجرت کی ضرورت ہوگی بلکہ اقطاع عالم سے اسی کی طرف مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑے گا کیوں کہ مکہ مکرمہ تا قیامت دارالاسلام رہے گا۔پس ظاہر ہے کہ ختم ہجرت کے معنی انقطاع ہجرت کے ہیں، اگر اس کے معنی کوئی اور ہوتے تو خاتم النّبیین کے معنی بھی کچھ اور ہو کر آخر النّبیین کے نہ ہوتے (دیکھئے: الجزء الثالث من اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، مطبوعہ مصر ص۱۱۰)''عن سهل ابن سعدن الساعدى قال استاذن العباس بن عبدالمطلب النبي صلى الله عليه وسلم فى الهجرة فقال له ياعم مكانك الذى انت به فان الله تعالى يختم بك الهجرة كما ختم بى النبوة ثم هاجر الى النبى صلى الله عليه وسلم وشهد معه فتح مكة وانقطعت الهجرة'' ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (مکہ) چھوڑنے کی اجازت طلب کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے چچا جہاں ہیں وہیں (مکہ میں) رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد ہجرت (مکہ) کو بند کر دے گا، جیسا کہ میرے بعد نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت عباس مکہ چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ) تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کے وقت (مکہ کو) تشریف لے گئے اور ہجرت منقطع و بند ہوگئی۔ یعنی مکہ مسلمانوں کی ریاست ہوجانے سے اس کا چھوڑ دینا بند ہوگیا۔ حاصل یہ کہ ختم کے معنی منقطع کرنے اور بند کرنے کے ہی ہیں۔ پس جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں ہر قسم کے مہاجرین کو بند کرنے والے ہیں عام ازیں کہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ جانے والے ہوں یا حبشہ یا طائف اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر قسم کے نبی کے آخر ہیں، عام ازیں کہ اصلی ہو یا ظلی، کامل ہو یا ناقص یا اور کوئی۔ اب اس کے بعد خدارا انصاف سے غور کیجئے کہ آپ کا مطلب اس سے ثابت ہوا یا آپ کی پیش کردہ نظیر آپ ہی کے خلاف گواہی دے رہی ہے۔ (**ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور**)

دوسری ختم ولایت کی وہ حدیث جس سے ختم نبوت کے معنی بدل دیئے جارہے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی وہی آخر الانبیاء کے ہیں، اب رہی یہ بات کہ اگر خاتم الانبیاء میں خاتم کے معنی آخر کے لئے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق خاتم الاولیاء کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ حالانکہ ولایت ابھی بند نہیں ہوئی۔

اس کا حقیقی جواب دینے سے پیشتر ناظرین کو معلوم کرایا جاتا ہے کہ مرزائی صاحب کی پیش کردہ حدیث جناب مرزا صاحب بانی فرقہ مرزائیہ کے قول کے معارض ہے، کیونکہ مرزا صاحب خود کو خاتم الاولیاء کہتے ہیں اور پیش کردہ حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خاتم الاولیاء ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا وہ قول یہ ہے: ''**اعطیت صفة الافناء والاحیاء انا خاتم الاولیاء لاولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی عھدی**''۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے مرزائی صاحب پر حجت قائم کرتے ہوئے خاتم النّبیین کے معنی وہی ''آخر النّبیین'' بتلایا ہے کیونکہ اُنھوں نے اپنے قول میں خاتم الاولیاء کی تفسیر لاولی بعدی سے کی ہے۔ اب تو مرزائی صاحب کو تسلیم کرنا ہوگا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں اور آنحضرت آخر الانبیاء ہیں۔ حدیث ''**وانت یاعلی خاتم الاولیاء**'' کا حقیقی جواب وہی ہے جو خاتمہ مجمع البحار (جس کا حوالہ خود مرزائی صاحب نے بھی ایک جگہ دیا ہے) جلد ۳ ص ۵۱۸ مطبوعہ مطبع نولکشور سطر ۱۲ میں مرقوم ہے کہ ''**لفظ خاتم الاولیاء باطل لااصل لہ**'' یعنی خاتم الاولیاء کا لفظ باطل ہے، اس کی کوئی اصلیت نہیں، موضوع ہے، کلام نبوی سے نہیں اور تفسیر صافی میں حضرت علیؓ کے متعلق خاتم الاولیاء مذکور ہونے کی وجہ یہ ہے

کہ صاحبِ تفسیر ملاحسن اہل تشیع سے ہے۔ چنانچہ تفسیر کا خطبہ خود اس کا پتہ دے رہا ہے جس میں ازواج مطہرات وصحابہ کرام کا اصلاً ذکر نہیں۔ ملاحظہ ہو عبارت خطبہ ''**وصل اللھم علی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین وعلی التسعۃ من ولدالحسین**'' یعنی اے اللہ تو رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ وحسن وحسین پر اور حسین کی اولاد پر جو باقی نو رہ گئے ہیں''۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون آپ کے مرتبہ ومنصب سے واقف ہوگا، اسی لئے آپ نے فرمایا کہ ''**لانبی بعدی ولا رسول بعدی**''۔ یہاں مرزائی صاحب پھر کیوں اس کے قائل نہیں ہوتے کہ خاتم الانبیاء اپنے مرتبہ سے خوب واقف ہیں۔ مرزائی صاحب اس عنوان کے تحت ''بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجرائے نبوت کے متعلق اکابرینِ اُمت کے عقائد'' رقم طراز ہیں کہ

''اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لانبی بعدہ** . یہ تو کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین تھے، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (تکملہ مجمع البحار)

اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا **لانبی بعدہ** کہنے سے منع فرماتی ہیں، ممانت کی وجہ دریافت کی جاتی ہے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی آئندہ آنے والی حدیث کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام قرب قیامت تشریف لانے والے ہیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا ثابت ہوا۔ لہذا بالکلیہ **لانبی بعدہ** (آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا) کہنا اس لغزش وغلطی میں پڑ جانے کا باعث تھا کہ کہیں ایسا خیال نہ ہو (جیسا کہ مرزائی جماعت کا زعم ہے) کہ عیسیٰ کا نزول نہ ہوگا، اگرچہ وہ آنے کے بعد نبی نہیں بنائے جائیں گے، کیوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ہی نبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں اور نزول کے بعد بھی سابقہ صفت نبوت سے متصف رہیں گے۔ لیکن شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ومغیرہ بن شعبہ **لانبی بعدہ** کہنے سے اس لئے روکتے ہیں کہ لاحرف نفی جنس نبی نکرہ پر داخل ہوا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت واقع ہو تو حکم کی نفی میں عموم پایا جائے گا۔ ایسی حالت میں **لانبی بعدہ** کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ عام ازیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ہی نبوت سے سرفراز ہو اور قربِ قیامت نزول کرے جیسے حضرت عیسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ومغیرہ

بن شعبہؓ کا منشاء اب غالباً صاف ہوگیا ہوگا کہ نبوت تشریعی کی نفی صحیح ہے، غیر تشریعی کی نفی بالکلیہ صحیح نہیں، کیوں کہ آئندہ حضرت عیسیٰؑ نبوت غیر تشریعی کے ساتھ نزول فرمانے والے ہیں یعنی تشریعی و ناسخ دین محمدی نہیں بلکہ غیر تشریعی اور آپ کے اُمتی ہوکر حاصل کلام یہ کہ لا نبی بعدہ سے حضرت عیسیٰؑ کا قربِ قیامت آسمان سے نازل ہونا منتفی ہوتا تھا۔اس وجہ سے حضرت عائشہ ومغیرہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک **لا نبی بعدہ** نہ کہنے میں امر مذکور کا احتیاط ہے۔اس سے مرزائی جماعت کا یہ استدلال کہ ہم بھی نبوت غیر تشریعی کے ساتھ خاتم النبیین کے بعد نبی ہوسکتے ہیں۔ بداہتہ باطل ہے کیوں کہ غیر تشریعی نبی بھی سوائے حضرت عیسیٰ وادریس وخضر والیاس علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ ان کی حیثیت اور ہے یہ آنحضرت کے بعد نبی نہیں بنائے گئے اور نبوت بہ ہمہ وجوہ خاتم النّبیین کے بعد کسی کو سرفراز نہیں کی جاسکتی۔جیسا کہ ارشاد نبوی **لانبی بعدی ولا رسول بعدی** (میرے بعد کسی قسم کا نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول) سے صاف ظاہر ہے،اسی مضمون کو حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں بطریق نظم ونثر بیان فرمایا ہے،نثر میں چوں کہ بہت تفصیل وطوالت ہے اس لئے نظم کے چند ابیات پیش کئے جاتے ہیں۔جن کے ترجمہ سے نثر کا پتہ بھی چل جائے گا؟ **الا ان ختم الاولیاء رسول – ولیس لہ فی العالمین عدیل – ھوالروح وابن الروح والامم مریم – وھذا مقام ما الیہ سبیل – فینزل فینا مقسطا حکمابنا – وما کان من حکم لہ فیزول** ۔خبردار آخرالاولیاء (عیسیٰ) رسول ہیں اور تمام عالم میں ان کا کوئی مماثل نہیں اور وہ روح اللہ ہیں جو روح کے بیٹے ہیں،جن کی ماں کا نام مریم ہے اور اس (غیر تشریعی نبوت کے ساتھ ظہور بھی) ایک ایسا مقام ہے کہ اس کی طرف (سوائے عیسیٰ کے) کسی کو راستہ نہیں (وجود تو ایک بڑی بات ہے) پس وہ ہم میں اس حالت میں نزول فرمائیں گے کہ ہمارے حاکم اور عادل ہوں گے اور جو نبوت کا حکم پہلے رکھتے تھے ان سے جاتا رہے گا، یعنی اب ولی اور خاتم الاولیاء بن کر آئیں گے اور شریعت عیسوی کے احکام نہیں چلائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل پیرا رہیں گے اور کرائیں گے۔

اس پوری وضاحت کو سامنے رکھنے کے بعد اب ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ **قولوا انہ خاتم الانبیاء ولاتقولوا لانبی بعدہ** حضرت صدیقہ کا مقصد صاف یہی ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو، کیوں کہ خاتم الانبیاء کے معنی خود آخر انبیاء کے ہیں۔جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، پھر اس کے بعد

لانبی بعدہ کے اضافہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس سے کوئی مزید فائدہ نہیں بلکہ سننے والا اس دھوکہ یں پڑ جائے گا کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی جو خبر دی گئی تھی، وہ غلط ہے۔ کیوں کہ وہ تو نبی ہیں اور یہاں لانبی بعدہ خاتم الانبیاء کے بعد تاکیداً لایا گیا ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا وہم بھی نہ ہوا ہوگا کہ لانبی بعدہ کہنے کی ممانعت سے چودھویں صدی میں ایک ایسا طبقہ بھی پیدا ہوگا جو ختم نبوت کے خلاف استدلال کرے گا۔ یہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے کچھ اپنا عندیہ نہیں بلکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ ہیں جن کو سکریٹری صاحب جماعتِ مرزائیہ نے ''رسول کریم کے ایک خاص صحابی کی شہادت'' کے زیرِ عنوان اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ وہ انکے دعویہ کے صریحاً مخالف ہیں، ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ''حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء کنا نتحدث ان عیسی علیه السلام خارج فان خرج فقد کان قبله و بعده''۔ واقعہ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ ۔اس پر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے اتنا کافی تھا کہ کہہ دیتا خاتم الانبیاء۔ کیوں کہ ہم لوگ یعنی صحابہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہونے والے ہیں، پس اگر وہ ظاہر ہوئے تو عیسیٰ ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسیٰ ہی آپ کے بعد ہوئے، خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے سواء اور کوئی کسی کے پاس نہیں ہوسکتے۔ علاوہ ازیں کہ خاتم بفتح التاء پڑھا جائے یا بکسر التاء جیسا کہ آئندہ اس کی تشریح کی جائے گی، یہی وجہ ہے کہ عبدالرزاق وعبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے قول باری ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کے خلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آخر نبی'' اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قال رسول اللہ ﷺ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں (مثلی ومثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمها الا لبنة واحدة فجئت انا فاتممت تلک اللبنة) کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی گھر بنایا اور اس کو پورا کیا مگر ایک اینٹ کم رکھا تھا، پس میں اس اینٹ سے گھر کو مکمل کر دیا، یعنی خدائے تعالیٰ نبوت کی عمارت کو نبیوں کی اینٹوں سے قائم کیا مگر ایک اینٹ اُٹھا رکھا تھا۔ جب میں آیا تو اس اینٹ کی تکمیل ہوگئی اور عمارتِ نبوت کی تعمیر بند ہوگئی اور اسی مضمون کے قریب حضرت جابر وابی بن کعب وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے جو صحاح کی مشہور ترین کتابوں میں مروی ہے

اس کے بعد اور ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں خاتم النبیین نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو متوجہ فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ **یا اباذر اول نبی من بنی اسرائیل موسیٰ آخرھم عیسیٰ اول النبیین آدم و آخرھم نبیک** ۔یعنی اے اباذر بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی موسیٰ ہیں اور ان کے آخری نبی عیسیٰ اور انبیاء کے پہلے نبی آدم ہے اور آخری نبی تمہارے یعنی محمد ۔ بعد ازاں مرزائی صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق لکھتے ہیں:

’’آپ وہی ہیں جن سے مخاطب ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ **لا نبی بعدی** اور اس لئے آپ کی شہادت خاص اہمیت رکھتی ہے کیوں کہ اگر آپ نے بھی خاتم النبیین کے کچھ اور معنی سمجھتے ہیں تو ضرور ہے کہ **لا نبی بعدی** کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی کرنے والوں سے غلطی ہوئی ہے کیوں کہ اس کا مخاطب ہی اس کے اور معنی کہتا ہے ۔ حضرت علی کی شہادت ابن الانباری نے مصاحف میں ابی عبدالرحمٰن بن سلمٰی سے لکھی ہے، وہ کہتے ہیں **کنت اقرء الخ** یعنی میں حسن حسین کو پڑھایا کرتا تھا۔ایک دفعہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پڑھاتے وقت میرے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو خاتم النّبیین تاء کے زبر سے پڑھاؤ‘‘ ۔انتہٰی ۔

ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان کہ خاتم تے کے زبر سے پڑھاؤ، اس امر پر ہرگز دال نہیں کرتا **لا نبی بعدی** کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی کرنا غلط ہے بلکہ اگر خاتم تے کے زبر سے پڑھا جائے تو بھی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں، کیوں کہ خاء وتاء ومیم کی ترکیب آخر ہونے اور بند کرنے کے معنی پر دال ہے۔اس لئے اس کے متعلق ایک ایسے کو حکم بنائیں جس کو مسلمانوں سے کچھ تعلق ہے۔ نہ آپ سے، محیط المحیط جزء اول ص ۵۰۴ وص ۵۰۵ کا مطالعہ کریں، جس کا مؤلف معلم بطرس البتانی انگریز ہے، وہ لکھتا ہے **الخاتم والخاتم الخاتام و آخر القوم ج خواتم** (خاتم بکسر التاء وبفتح التاء کے معنی خاتام اور آخر قوم کے ہیں ان کی جمع خواتم آتی ہے)اور ختم کے متعلق لکھتا ہے **(وعند الشعراء مقطع القصیدة)** کہ شعراء ختم قصیدہ کے مقطع کو کہتے ہیں۔یہ مسلم ہے کہ ع **وبضدھا تبیین الاشیاء** یعنی ہر چیز کی شناخت اس کی ضد کو معلوم کر لینے کے بعد حاصل ہو جاتی ہے۔صاحب محیط ختم کا ضد فتح (کھولنا بتلاتے ہوئے بیان کیا ہے کہ **(واختتم الشئی نقیض افتتحه) اختتم الشئی** (شئی کو بند کیا کہنا)**افتتح الشئی** (شئی کو کھولا کہنے) کے نقیض وخلاف ہے اور ابتداء لکھتا ہے کہ **(وھو قریب من الکتم لفظا لتوا فقھما فی التاء**

والمیم وکذالک توافقهما فی المعنی لان الختم علی الشئی یستلزم کتم مافیها . وفی سورۃ یٰس الیوم نختم علی افواههم ای نمنعها من الکلام) ختم اور کتم (چھپانا) دونوں کا وزن ایک ہے اور معنی بھی اس لئے ایک ہیں کہ کسی چیز کو بند کردینا اس کے اندرونی چیزوں کو چھپا دینے کے مستلزم ہے اور سورہ یٰسں میں جو الیوم نختم علی افواههم آیا ہے اس کے معنی یہی ہیں کہ ہم سووں کو کلام کرنے سے روک دیں گے اور بند کردیں گے خواتیم کے متعلق لکھتا ہے کہ (والخواتیم) عند اهل الجفر الحروف السبعة المنفصلة ای التی لاتوصل بما بعدها فی الکتابة وهی اذر زولا) علم جفر جاننے والوں کے پاس خواتیم ان سات حروف منفصلہ کو کہتے ہیں جو لکھنے میں اپنے مابعد سے ملائے نہیں جاتے جووہ اذ رزولا ہیں اور اسی کے متعلق کتاب اللہ کے سورہ مُطفّفین کی ایک آیت کو اور پیش کیا ہے وھی ھذہ یسقون من رحیق مختوم ختامه مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔ ترجمہ:ان کوشراب خالص سر بند پلائی جائے گی جس کی (بوتل کی) مہر مشک کی ہوگی اور ریس وحرص کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی کی ریس کریں انتہیٰ۔ اور اسی وجہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ (جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خاص شاگرد وخلیفہ ہیں اور جن کا علم آپ ہی کا علم ہے اور جن کے متعلق محدثین کا خیال ہے کہ ان کی وہ مرسل احادیث جو باوجود تابعی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مرفوعہ احادیث کا حکم رکھتے ہیں کیوں کہ حسن رضی اللہ خوارج کے خوف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان نہ کرکے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فرمایا کرتے تھے۔ غرض کہ آپ کی ہر روایت حضرت علی کی روایت ہے)۔

خاتم النّبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں ’’ختم اللہ النبیین بمحمد صلی اللہ علیه وسلم وکان آخر من بعث‘‘ (تفسیر درمنثور زیر آیت خاتم النّبیین) یعنی خدائے تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نبیوں کو بند کردیا اور آپ ان انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں جو مخلوق کی طرف بھیجے گئے۔ اس روایت کو عبد بن حمید نے بیان کیا ہے، اگر خاتم کے معنی تے کے زبر سے بدل جاتے اور بالفرض آخر کے نہ ہوتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مذہب ختم نبوت کے خلاف ہوتا تو حضرت حسن خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اپنے مشفق پیر واستاد یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتنی تاکید کے (جیسا کہ مرزائی صاحب کا زعم ہے) خاتم النّبیین کی یہ تفسیر نہ فرماتے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاتم بکسر التاء پڑھانے سے ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ

عنہ کو پھر کیوں روکے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممانعت کی وجہ صرف یہی تھی کہ آپ کو کسر تاء کی روایت نہیں پہنچی جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی تھی۔ کسر تاء سے روکنے کی یہ وجہ ہرگز نہیں ہو سکتی کہ صرف اس صورت میں اس کے معنی آخری نبی کے ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، بچوں کا عقیدہ کہیں خراب نہ ہو جائے، یہ تو مرزائی صاحب کے محض ذاتی مکاشفات ہیں۔ کاتبِ قدرت نے اک لکھ کر بس کیا۔ ان رقیوں نے اسے نقطہ لگا کر دس کیا۔ ابھی ابھی مرزائی صاحب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے **لانبی بعدہ** کہنے کی نفی کر رہے تھے اور ابھی خاتم النبیین بفتح التاء کی وجہ **لانبی بعدی** کے معنی بدل کر اس کو صحیح کرنے کی فکر میں ہیں حالانکہ خاتم النبیین بفتح التاء پڑھنے سے بھی اس کے معنی آخرالنّبیین کے رہیں گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خطاب فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو **لانبی بعدی** فرمایا تھا۔ اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے ساتھ ملانے کے بعد مطلب یہی نکلے گا کہ میرے بعد عیسیٰ کے سوائے جو غیر تشریعی نبوت کے ساتھ نازل ہونے والے ہیں کوئی دوسرا نبی بہ ہمہ وجوہ نہیں آ سکتا۔ میر صاحب نہ مرزا صاحب، شیخ صاحب نہ سید صاحب، تشریعی نہ غیر تشریعی، اصلی نہ ظلی، جعلی نہ غیر جعلی اور کلی نہ جزئی اور **لانبی بعدی** کے یہی معنی صحیح ہیں، کیوں کہ اگر خاتم النّبیین کے معنیٰ تے کے زبر کے ساتھ ہونے کی صورت میں آخرالنّبیین کے نہ ہوتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبوت بہ ہمہ وجوہ بند ہونے کے خلاف ہوتے تو **لانبی بعدی** کے معنی بہ ہمہ وجوہ آخری نبی بیان کرنا غلط ہوتا و **لیس کذالک واللازم باطل فالملزوم کذلک فتفکر و تدبر ولا تکن من الغافلین** ۔ عدم ختم نبوت کی شہادت میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بھی درج کی گئی ہے۔

لوعاش ابراھیم الخ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے اور اگر اسی طرح عمر نبی ہو جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سے ہوتے جس طرح عیسیٰ اور خضر اور الیاس علیہم السلام آپ کی اتباع میں سے ہیں۔ پس یہ بات خاتم النّبیین کے مخالف نہیں ہے کیوں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپؐ کے دین کو منسوخ کر دے اور آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہو"۔ انتہیٰ۔

قبل اس کے کہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حل بیان کیا جائے۔ ختم نبوت کے متعلق ان کا کیا عقیدہ ہے اور ان کے خیال میں خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں ظاہر کر دینا انسب ہے، شرح فقہ اکبر

مطبوعہ مجتبائی ص ۳۷ میں قاری صاحب تحریر فرماتے ہیں وفی قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ایماء الی ماورد فی بعض احادیث الاسراء جعلتک اول النبیین خلقا واخرھم بعثا کمار واہ البزاز عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یعنی قول باری ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے جو معراج کی بعض حدیثوں میں مذکور ہے کہ میں نے تم کو (اے محمد) خلق و پیدائش کے اعتبار سے سب سے پہلا نبی اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی بنایا۔ جیسا کہ اسی معراج کی حدیث کو بزاز نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اسی کتاب کے ص ۱۴۱ میں آیت ''شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ'' کے تحت قاری صاحب کی یہ عبارت بھی موجود ہے۔ فبدا بنوح علیہ السلام لانہ اول المرسلین ثم نبینا صلی اللہ علیہ و سلم لانہ خاتم النبیین ثم ذکر مابینھما من الثلاثۃ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اولاً حضرت نوحؑ کا اس لئے ذکر فرمایا کہ آپ تمام رسولوں کے اگلے ہیں اس کے بعد والذی اوحینا الیک سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ کیوں کہ آپ تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں اس کے بعد ان تین انبیاء (ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ) کا ذکر کیا گیا جو حضرت نوحؑ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہیں۔ ارباب عقل سلیم ان ہر دو عبارتوں پر نظر ڈالتے ہی ضرور معلوم کر لئے ہوں گے کہ حضرت قاری علیہ الرحمہ کے پاس خاتم النبیین کے معنیٰ آخر النبیین کے ہیں کیوں کہ پہلی عبارت میں آخر کا لفظ صریح موجود ہے اور ثانی میں بلانظیر دقیق ظاہر ہے کہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اول المرسلمین لکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلمین نہیں بلکہ خاتم النبیین لکھ کر کوئی خفیف سا شبہ بھی باقی نہ رکھا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی کسی قسم کا ہوگا۔

البتہ اگر اس کا اُلٹا بیان کئے ہوتے تو بہت ممکن تھا کہ مرزائی جماعت فوراً اس امر کا دعویٰ کر بیٹھتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا علی قاریؒ نے خاتم المرسلین لکھا ہے۔ اگر قاری صاحب کے پاس ختم نبوت تحقیقی بات ہوتی تو بجائے خاتم المرسلین کے خاتم النّبیین لکھتے ہوتے، مزید برآں خاتم النّبیین اول المرسلین کے مقابل میں ہے اور اول کا مقابل آخر ہوتا ہے۔ کما لایخفی بناء بریں خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ہوں گے۔ حضرت ملا قاری علیہ الرحمہ کی زبان سے خاتم النّبیین کی تفسیر بیان کر دینے کے بعد اس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کے ص ۲۰۲ میں حضرت قاری صاحب رحمۃ

اللہ علیہ منکرین ختم نبوت کے کفر پر اجماع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: **دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع ۔**

اب آیئے اس کے بعد آپ کی پیش کردہ عبارت کے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالی جائے، قاری صاحب کا یہ کلام حدیث **لو عاش ابراھیم لکان نبیا** ۔اگر (میرا لڑکا) ابراھیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا) کے تحت واقع ہے۔قاری صاحب علیہ الرحمہ نے اس حدیث کے متعلق اپنی کتاب موضوعات کبیر میں فرمایا ہے کہ امام نووی شارح مسلم اور ابن عبدالبر دونوں نے اس حدیث کوموضوع قرار دیا ہے۔کیوں کہ یہ حدیث آیت **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کے مخالف ہوتی ہے اس لئے کہ حدیث کا مطلب تو یہ ہے ''اگر ابراھیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے'' حالانکہ کتاب اللہ کی مندرجہ بالا عبارت کا مضمون بتلا رہا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔اس کے جواب میں قاری صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ کلام نبوی سے ہے۔اس حدیث کا مضمون **ما کان محمد الایہ** کے خلاف نہیں اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی نہیں۔کیوں کہ ایک حدیث میں آیا ہے اگر موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری اتباع کے کوئی چارہ کار نہ تھا، اس حدیث کا اس حدیث کی روشنی میں مطالعہ کرنے کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء کے آخر ہیں جو تشریعی اور تاریخ ملت محمدی ہیں اور ان انبیاء کے آخر نہیں جو آپ کے اتباع ہوں، ایسی صورت میں حدیث وکلام اللہ کے مابین تعارض نہ ہوگا۔انتہیٰ مرزائی صاحب قاری صاحب کی اپنے عقیدہ کے مضر عبارت کو مفید سمجھ کر یا مضر کو مفید بنانے کی کوشش میں یہاں پیش کرکے مدعی ہوئے ہیں کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبوت غیر تشریعی کے ختم نہ ہونے پر شاہد اور اس بات کے قائل ہیں کہ اُمت مرحومہ میں نبوت آسکتی ہے، حالانکہ قاری صاحب مرزائی صاحب کی پیش کردہ عبارت میں اشارۃً فرما چکے ہیں کہ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر تشریعی کا ثبوت بھی خاص خاص ہستیوں کے لئے خاص خاص حالات میں ہے اور یہ نبوت غیر تشریعی عیسیٰ، خضر والیاس علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے آگے نہیں بڑھ سکتی، اگر بڑھتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتی بشرطیکہ نبوت باقی رہتی اور حضرت ابراھیم بن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی۔بشرطیکہ وہ زندہ رہتے،ان کے سوا اس میں دوسروں کا حصہ نہیں، **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم** ۔مخفی مبادکہ قاری صاحب نے تعلیقی وفرضی صورت (اگر ابراھیم زندہ رہتے یا

اگر نبوت باقی رہتی) کونفس الامری وواقعی مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر انبیاء تشریعی تحریر فرمایا ہے مگر حقیقت میں فرضی چیز کو واقعی ماننا کوئی ضروری نہیں جیسا کہ حضرت حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حدیث اور آیت میں اس وقت خلاف ہوتا جب کہ حدیث میں واقعی چیز کا ذکر ہوتا (از موضوعات کبیر) اب اس کے بعد ذرا عربی ادبی حیثیت سے بھی اس پر کلام ہو جائے تو ہدایت کا بہت کچھ سامان ہو جائے گا اور حق یہ ہے کہ عربی عبارت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے قواعد عربی کو پیش نظر رکھنا ایک صحیح ترین معنی تک رسائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت ابراھیم ابن رسول اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کی ابتداء لو کان سے ہوئی ہے لہذا پہلے کلمہ لو کے معنیٰ کی تشریح ضروری ہے۔ حضرت سعد الدین تفتازانیؒ مختصر المعانی مطبوعہ، مطبع قیومی ص ۷۷ میں متن کی شرح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ”ولو للشرط ای لتعلیق حصول مضمون الجزاء بحصول مضمون الشرط فرضا فی الماضی مع القطع بانتفاء الشرط“ ۔یعنی کلمہ لو مضمون جزا کو (جو یہاں لکان نبینا (البتہ نبی ہوتا) ہے) مضمون شرط کے (جو یہاں لو عاش ابراھیم (اگر ابراھیم زندہ رہتا) ہے) زمانہ گزشتہ میں فرضی حصول کے ساتھ معلق کرنے کے لئے آتا ہے اور اس میں شرط کے منتفی ہونے پر یقین ہوتا ہے۔ کلمۂ فرضا کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی طور سے آخر الانبیاء ہونے میں کسی قسم کا تامل پیدا نہ ہو اور اس کی نظیر قرآن پاک میں ملاحظہ کیجئے ”لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا“ اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان میں فساد پڑتا۔ معنی لو کے لحاظ سے چوں کہ کوئی معبود نہیں اس لئے فساد بھی نہیں، مرزائیوں کی طرف اگر کئی خدا کے ماننے والے اپنے دعوے کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کریں تو کیا کئی خدا کا وجود لازم آئے گا۔ جس طرح اس آیت سے کئی خدا کے ماننے والے اپنے دعوی کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کریں تو کیا کئی خدا کا وجود لازم آجائے گا جس طرح اس آیت سے کئی خدا کا ثبوت بہم نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح احادیث سے آپ کے بعد نبوت کا ثبوت غیر ممکن ہے۔ لہٰذا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی وغیر تشریعی سب انبیاء کے آخر ہوں گے اور قاری صاحب نے حضرت خضر وعیسیٰ والیاس علیہم السلام کو جو غیر تشریعی نبی لکھا ہے اس کے معنی یہی ہیں کہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے پہلے سے ہے اب تو یہ اُمتی کی حیثیت رکھتے ہیں اگر آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان کو نبوت ملتی تو آپ ؐ کا آخری نبی ہونا صحیح نہ ہوتا چنانچہ اسی مضمون کی صراحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

نے شرح فقہ اکبر ص ۷۶ میں کی ہے۔ ”**وافضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق**“ کی شرح میں فرماتے ہیں ”**ای بعد وجودہ لانہ خاتم النبیین حال شھودہ واما عیسیٰ فقد وجد قبلہ وان کان یقع نزلہ بعدہ**“یعنی جب حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونے والے ہیں تو پھر آنحضرت کے بعد حضرت عیسیٰ افضل ہوئے یا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کے جواب میں قاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کہنے سے آنحضرتؐ کے وجود کے بعد افضل کہنا ہے اور ایسی صورت میں اعتراض وارد نہ ہوگا کیوں کہ آپ اپنے وجود کے وقت خاتم النّبیین ہوگئے لہٰذا آپ کے وجود کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا نہ کہ وجود کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آپ کے وجود کے بعد ہونے والا ہے اور وجود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ہو چکا ہے، پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے افضل ہو جائیں گے جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وجود ہوگا، خلاصہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے ہے اگر چہ کہ نزول بعد ہو اور ان کی نبوت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے ہے۔ لہذا جب وہ نازل ہوں گے تو اپنی اسی نبوت کے ساتھ نازل ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تھی، اگر نئی نبوت غیر تشریعی کے ساتھ نازل ہوتے تو آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اجراء لازم آتا“۔

رسالہ ”ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی“ کے صفحہ (۷) میں یہ عبارت موجود ہے:

”حضرت محی الدین بن عربی کی شہادت۔ محی الدین ابن عربی جو صوفیاء میں شیخ اکبر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں لکھتے ہیں **النبوۃ التی انقطعت الخ** (فتوحات مکیہ) ترجمہ۔ وہ نبوت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اب نہیں مل سکتی وہ تشریعی نبوت ہے اور اب کوئی نبوت ایک حکم بھی آپ کی شریعت میں زیادہ نہیں کرے گی اور یہی معنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ نبوت اور رسالت منقطع ہوگئی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں۔ کوئی نبی میرے بعد ایسی شریعت پر نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف ہو۔ بلکہ جب ہوگا میری شریعت کے ماتحت ہوگا“۔ انتہیٰ

مرزائی جماعت کی خصوصیت یہ ہے کہ استشہاد میں جب کسی عالم کی عبارت نقل کرتی ہے تو پوری

عبارت کو ہاتھ تک نہیں لگاتی اور صرف درمیانی انھیں الفاظ کو نقل کر دیا جاتا ہے جہاں سے اپنے مقصود کا کچھ تعلق ہوتا ہے اور یہی بد باطنی و گمراہی کی دلیل ہے۔ شیخ امام الصوفیہ اور شیخ اکبر ہیں، صوفیاء کے کلام کا مطالعہ اگر سرسری نظر سے کیا جائے تو بہت قوی اُمید ہے کہ کفر کا نہیں تو زندقہ کا سلوک ضرور طے ہو جائے گا۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ شیخ ختم نبوت غیر تشریعی کے کس لئے اور کس کے لئے قائل نہیں، شیخ کی مندرجہ ذیل عبارت کے مطالعہ سے فوراً اس کا عقدہ حل ہو جاتا ہے، شیخ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں ''**ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ لانبوۃ تشریح بعدہ وان کان بعدہ مثل عیسیٰ من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء ولکن زال حکمہ من ھذا المقام**'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا، آپ کے بعد تشریعی نبوت (جو ملت محمدیؐ کو منسوخ کرے) نہیں ہو سکتی اگرچہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول اور خاص خاص انبیاء (مثلاً خضر و الیاس) ہیں لیکن ان کا حکم (خاتم الانبیاء کی وجہ سے) نبوت کے مقام سے زائل ہو گیا ہے، شیخ کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت تشریعی ختم ہو گئی اور نبوت غیر تشریعی صرف حضرت عیسیٰ جیسوں کے لئے ثابت ہے اور یہ وہ انبیاء ہیں جو خاتم الانبیاء سے پہلے نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں اور آپ کے بعد اپنی نبوت سابقہ پر رہیں گے لیکن یہ نبوت کا حکم اپنے ساتھ نہیں رکھتے بلکہ ان کی حیثیت اُمتی کی سی ہے، شیخ دوسری جگہ بھی نظم میں اسی مضمون کو نہایت روشن اسلوب سے ادا فرما چکے ہیں جس کے کچھ ابیات پہلے بھی پیش کئے گئے تھے۔ مزید ایک بیت ملاحظہ فرمائیے: ''**ھو الروح وابن الروح والام مریم . وھذا مقام مالیہ سبیل**'' وہ (عیسیٰؑ) روح اللہ ہیں جو روح کے بیٹے ہیں اور جن کی ماں کا نام مریم ہے اور خاتم الانبیاء کے بعد آسمان سے نازل ہو کر نبوت غیر تشریعی کے ساتھ متصف رہنا ایک ایسا مقام ہے جس کی طرف سوائے ان کے کسی کو راستہ نہیں۔ اب ذرا انصاف سے کہیئے کہ کیا آخرالانبیاء کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت میں قیامت تک نبوت غیر تشریعی کا بھی اجراء صحیح ہو سکتا ہے، اگر مرزائی گروہ شیخ کی ظاہرہ عبارت سے اپنا مقصود ثابت کرنا چاہتا ہے اور شیخ کی ایک عبارت کو دوسری عبارت کے ساتھ ملانے کے بار اُٹھانے بغیر اس ثبوت کے درپے ہے کہ قیامت تک اُمت محمدیؐ میں نبوت غیر تشریعی جاری ہے تو شیخ نے نظم میں جو حضرت عیسیٰؑ کو ابن الروح کہا ہے اس کے ظاہری معنی کے اعتبار سے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں (**وتعالی اللہ عن ذالک**) اپنے بڑے مقتدا کے ان کلمات کفریہ سے کنارہ کش ہونا پڑے گا جن کو وہ اپنی زبان درازی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں استعمال کیا ہے۔ (کھاؤ پیو زاہد نہ عابد

زانی شرابی) نعوذ باللہ منھا . ھذا ینبغی تحقیق المقام و توضیح المرام ۔علاوہ ازیں مرزا صاحب کی ادعا مرزائی صاحب کے استشہاد کے خلاف گواہی دے رہی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اربعین ۴۔۶ میں کھلے الفاظ سے بیان کردیا ہے کہ نبوت تشریعی ابھی تک ختم نہیں ہوئی ملاحظہ ہو اصل عبارت۔

''میں خدا کا رسول ہوں صاحب شریعت نبی ہوں''۔

اس کے بعد اسی صفحہ (۷) میں ''حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کی شہادت'' کی سرخی کے تحت مرزائی صاحب قلم فرسا ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں۔وان مطلق النبوۃ لم یرتفع الخ''مطلق نبوت نہیں ختم ہوئی بلکہ صرف نبوت تشریعی ختم ہوئی ہے۔(الیواقیت والجواہر جلد۲ص۲۷) انتہی

امام عبدالوہاب شعرانی کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی جس سے ان کا اصلی منشاء ظاہر ہوسکے اور حقیقت بے نقاب ہوکر مرزائی صاحب کی دیانت کا پردہ چاک کرے۔ناظرین کرام پوری عبارت کو تحقیقی نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ امام کا منشاء یہی ہے کہ اُمت محمدیؐ میں اگرچہ وہ کمالات صدقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہیں جو انبیاء سابق میں تھے لیکن باوجود ان کمالات کے اُمت محمدی میں اسم نبوت کا اطلاق کسی صورت سے نہیں ہوسکتا۔(جیسا کہ مرزائیوں کا زعم ہے) دیکھئے پیش کردہ نقل کے تکملہ کو فرماتے ہیں۔اما فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی ولا رسول بعدی ای ماتم من یشرع بعدی شریعۃ خاصۃ فھو مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی ولا رسول بعدی ای ماتم من یشرع بعدی شریعہ خاصۃ فھو مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ و اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ولم یکن کسری وقیصر الاملک الروم والفرس و مازال الملک فی الروم ولکن ارتفع ھذا الاسم فقط مع وجود الملک فیھم وسمی ملکھم باسم آخر غیر ذالک ،انتہی یعنی جب یہ اعتراض حضرت عبدالوہابؒ پر وارد ہونے لگا کہ آپ تو یہ فرماتے ہیں''فقط نبوت تشریعی ختم ہوئی ہے نبوت غیر تشریعی ختم نہیں ہوئی'' حالاں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میرے بعد کسی قسم کا نبی ہے نہ رسول'' تو اس اعتراض کو اُٹھانے کے لئے امام تحریر فرماتے ہیں کہ'' آنحضرت کے ارشاد کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد ایسا نبی نہیں جو شریعت خاصہ کو لے کر آئے۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد''اذا ھلک کسری فلا

کسری بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ'' کے معنی یہ ہیں کہ جب کسری مرجائے تو کسری کے نام کے ساتھ یاد کیا جانے والا کوئی نہیں اور جب قیصر مرجائے تو قیصر کے نام کے ساتھ یاد کیا جانے والا کوئی نہیں۔ شیخ کہہ رہے ہیں کہ حدیث میں نام کے ساتھ یاد کئے جانے کی خصوصیت اس وجہ ہم کو بڑھانا پڑا کہ کسری شاہ فارس کو اور قیصر شاہ روم کو کہتے ہیں اور کسری و قیصر کے بعد روم و فارس میں پادشاہ ضرور ہوئے ہیں مگر قیصر و کسری کے ساتھ ان کو نہیں پکارا جاتا تھا، نام صرف جاتا رہا قیصر و کسری کی بجائے شاہ روم و فارس دوسرے نام کے ساتھ یاد کیا جانے لگا۔ انتہیٰ۔

حضرت عبدالوہاب کی اس پوری تقریر سے روشن ہوگیا ہوگا کہ مرزائی جماعت اُمت محمدی میں ایک دوسرے کو جو نبوت کے نام سے یاد کیا کرتی ہے اس کی یہ ضلالت ہے اگرچہ کہ اس امت مرحومہ میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں اور آئندہ بھی گزرے گے جو انبیاء کے کمالات اپنے میں رکھتے تھے اور رکھیں گے لیکن وہ نبی نہیں ہوں گے اور نہ ان کو نبی کہا جائے گا۔ جس طرح کہ شاہ روم فارس تو ہوں گے لیکن ان کو قیصر و کسریٰ نہ کہا جائے گا۔ نیز ختم نبوت کو تشریعی کے ساتھ خاص کرنے کی اس لئے حضرت عبدالوہابؒ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام اُمت محمدی میں صفت نبوت کے ساتھ متصف رہیں گے۔ اس کی تفصیل بارہا اوپر گزر چکی ہے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں''۔ مرزائی صاحب عنوان ''حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شہادت'' کے تحت لکھتے ہیں کہ:

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں پس حصول کمالات الخ (جلد اول مکتوبات) ترجمہ پس خاتم الرسل کی بعثت کے بعد کمالات نبوت کا حصول تابعون کے لئے اتباع اور ورثہ کے طریق پر خاتمیت کے منافی نہیں۔ پس تو اس میں شک کرنے والا نہ بن۔ انتہیٰ

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اسی مکتوب میں پیش کردہ عبارت کے کچھ پہلے نبوت کے معنی قرب الٰہی بتلاتے ہوئے اس امر کا اقرار کرچکے ہیں کہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اس منصب نبوت کے خاتم اور آخر ہیں، ملاحظہ ہو اصلی عبارت ''ایں قرب بالا صالۃ نصیب انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وایں منصب مخصوص بایں بزرگواران علیہم الصلوٰۃ والبرکات وخاتم ایں منصب سید البشر است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام'' عبارت کے دیکھنے سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں بلکہ صراحت سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ نفس نبوت کے خاتم ہیں۔ جس کی تفسیر قرب الٰہی سے لی گئی اور خاتم الرسل کے باعث کے بعد اُمتیوں کے لئے

کمالات نبوت کا حاصل ہونا اس لئے آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں کہ نبوت جو صرف انبیاء کا حصہ ہے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکا۔ آپ کے بعد کمالات نبوت جو آپ کی اُمت کے بعض افراد کو عطاء کئے جائیں گے وہ بھی آپ ہی کے فیوض و برکات سے ہیں جس کا نام نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے۔ جس کے مختلف مدارج ہیں۔ قطبیت غوثیت وغیرہ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے کمالات نبوت قیامت تک ختم ہونے والے نہیں اور یہ منافی خاتمیت اور آخریت نبوت نہیں۔ اسی بناء پر کہ کہیں مرزائی خیالات والوں کو کمالات نبوت کے حصول سے حصول نبوت کا وہم نہ ہو جائے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ''ولا تکن من الممترین '' (تو اس میں شک کرنے والا نہ بن) فرمایا اور اگر مجدد صاحب کا خیال مرزائی صاحب کے زعم کے موافق ہوتا تو بزرگ موصوف اپنے مجددیت کے بجائے نبوت کا کیوں دعویٰ نہ کرتے اور نبی ہی مشہور ہوتے'' بعد ازاں مرزائی صاحب اپنے رسالہ ''ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی'' کے آخری صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی شہادت، مرزا مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں: ''ہیچ کمال غیر از نبوت بالاضافہ ختم نگردیدہ الخ یعنی کوئی فیضان سوائے نبوت بلاساطہ کے بند نہیں ہوا اور مبدا فیاض سے بخل و دریغ ممکن ہی نہیں۔ (مقامات مظہری ص ۸۸)

یہاں ایک ایسی غیر معروف کتاب سے استشہاد کیا گیا ہے جس کا داخلہ حیدرآباد کے بڑے سے بڑے کتب خانوں کی فہرست میں نہیں تاکہ ہم پیش کردہ عبارت کے ماقبل و مابعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزائی صاحب کو اس کا مطلب خود حضرت مرزا مظہر صاحب کے الفاظ سے سمجھاتے کیوں کہ مرزائی صاحب کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ ماقبل و مابعد کے مضمون کو اُڑا دیا کرتے ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ حضرت مرزا مظہر صاحبؒ کے دیگر تصانیف مرزائی صاحب کے خلاف شہادت دے رہے ہیں، خود حضرت موصوف نے نبی کے معنی کو ایسی عبارت سے مظاہر فرمایا ہے کہ جس کے کھلے الفاظ ہم کو معلوم کرا رہے ہیں، کہ نبی اسی سالک کو کہتے ہیں جو نورانی و ظلمانی کل پردوں کو چاکر دینے کے بعد شیونات و صفات باری کے تجلیات سے آگے بڑھ کر خالص ذات کی تجلی سے مشرف ہو اور یہ سالک نبی اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ زمانہ نبوت بھی باقی ہو یعنی آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی بعثت نہ ہوئی ہو، ملاحظہ ہو اصل عبارت ''پس سالک اگر خرق حجب ظلمانی و نورانی تمامہا طے کردہ واز تجلیات، صفات و شیونات گزشتہ بہ تجلی ذات بحت مشرف شدہ و زبان نبوت باقی

است نبی میگردد" (کلمات طیبات مطبوعہ مطلع العلوم: ص ۷۱ فصل دوم مکتوب سوم از مکاتیب حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ) اور اسی طرح مکتوب دوم جواب شبہ دوم میں یہ تحریر فرماتے ہیں: "وحق اینست کہ بنابر بعد زمان نبوت وقربت قیاست ضعف تمام در اُمور ظاہر وباطن راہ یافتہ است" (یعنی اب کوئی شخص بھی گناہ سے اس لئے محفوظ نہیں رہ سکتا کہ اہل کمال کے آثار ظاہری میں: اہل اخلاص در یا اور ارباب حق و باطل شریک ہیں)" اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ نبوت کی بعدیت اور اس کے ختم ہو جانے اور قیامت قریب ہونے کی بناء پر اُمور ظاہری و باطنی میں ضعف اور خرابی عظیم کو راستہ مل گیا ہے"۔ مکتوب چہاردہم: ص ۲۸ میں اس دعوی کے تحت کہ ہندوستان میں بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ: "مشہور است کہ پیش از بعثت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم دو ہر قومے پیغمبرے مبعوث شدہ واطاعت وانقیاد ہمان پیغمبر برآں قوم واجب بودہ نہ اتباع قوم دیگر وبعد ظہور پیغمبر ما کہ خاتم المرسلین است صلی اللہ علیہ وسلم ومبعوث است بکافہ انام و دین او ناسخ ادیان است شرقاً و غرباً احدی را تا انقراض زمان مجال عدم انقیاد دے نماندہ" یعنی مشہور ہے کہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا گیا اور اس قوم پر اس پیغمبر کی طاعت ضروری تھی نہ کہ دوسری قوم کی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد جو آخری پیغمبر اور جمیع مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں اور جن کا دین مشرقی مغربی تمام ادیان کو میٹ دینے والا ہے کسی میں تا ختم دنیا و زمانہ آپ کے عدم اطاعت کی طاقت نہیں"۔ حضرت مرزا صاحب موصوفؒ کی پیش کردہ عبارت کا مفہوم بعینہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مضمون ہے، چنانچہ مرزائی صاحب نے حضرت مرزا مظہر صاحبؒ کی جس عبارت کو پیش کیا ہے وہی عبارت مکتوب دوم جواب شبہ اول ص ۱۶ میں درج ہے، ہاں اتنا فرق ہے کہ مرزائی صاحب نے نقل میں نبوت بالاضافہ لکھا ہے اور اس مکتوب مرزا مظہر صاحبؒ میں نبوت بالاصالتہ ہے۔ اس عبارت کے تحت حضرت مرزا صاحب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تحریر فرماتے ہیں: "ومراد از ظہور آثار کمال اگر استقامت است کہ فوق کرامت است پس ایں معنی خدا از قویای ایں طریقہ بقوت ظاہرے گردد وضعفا را اعتبار سے نیست واگر مقصود از آثار صدور خرق عادات ومکاشفاتست کہ منظور عوام است پس ایں مقدمات باجماع صوفیہ نہ از شرائط ولایت اندنہ از لوازم آں" یعنی کمال کے آثار ظاہر ہونے سے مراد اگر استقامت ہے جس کا درجہ کرامت سے اونچا ہے تو یہ (استقامت کے) معنی اس طریقہ (خلفاء حضرت سرہند) کے زبردست لوگوں سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور کمزوروں کا کوئی اعتبار نہیں اور اگر آثار کمال سے مقصود مکاشفات اور خرق عادات کا صادر ہونا ہے۔ جو عام لوگوں کے پیش

نظر ہے تو یہ مقدمات (یعنی مکاشفات وخرق عادات) تمام صوفیوں کے اتفاق سے نہ تو ولی ہونے کے لئے شرط ہیں اور نہ لازم"۔حضرت جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر نے تو مسئلہ ختم نبوت کواور بھی واضح کر دیا، کیوں کہ حضرت مجدد کے کلام سے مفہوم ہوتا تھا کہ اُمت مرحومہ میں نبوت تو نہیں لیکن نبوت کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اور حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کمالات نبوت کے حصول کے بجائے آثار کمالات کا ظہور ممکن ہے تحریر فرمائے ہیں۔اسی جواب شبہ کے اخیر میں حضرت مرزا مظہر صاحبؒ نے مرزائی صفت لوگوں کو مذبذب نہ ہونے کے لئے **فلاتکن من الممترین** (پس تو اس میں شک کرنے والا نہ بن) بھی تحریر فرمایا ہے۔جس طرح کے حضرت مجدد نے بیان فرمایا تھا۔مرزائی صاحب کی پیش کردہ عبارت کے دیکھنے سے حضرت جان جاناںؒ کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ نفس واصل نبوت کے سوا باقی کمالات نبوت یعنی کرامات مع انواعہا (جو نفس واصل نبوت نہیں ہیں) میں سے کوئی شئی بند نہیں ہوئی۔اگر نفس واصل نبوت کے ساتھ دیگر اور فیوض الٰہی بھی بند ہونا تسلیم کیا جائے تو مبداء فیاض یعنی واجب تعالیٰ سے بخل ودریغ لازم آتا، حالانکہ مبداء فیاض سے بخل ودریغ غیر ممکن ہے۔حضرت مرزا جان جاناںؒ تو صاف الفاظ میں صراحت فرمارہے ہیں کہ اصل نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور دیگر کمالات بند نہیں ہوئے ہیں اور مرزائی لوگ مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق محض اپنی مقصد براری وحصول غرض کے لئے مرزا مظہر جان جاناںؒ کے مضمون کو ان کے منشاء کے خلاف ثابت کرنا چاہیے، لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ جو لوگ خالق کے کلام کو اپنے منشاء کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہوں تو ان کو مخلوق کے کلام بدلنے میں کیا امر مانع ہے۔(**فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله**) لیکن حیرت اس پر ہے کہ مضمون دروغ گورا حافظہ نباشد چند صفحات کے قبل جس امر کا انکار مرزائی صاحب کے قلم سے نکل چکا ہے مرزا مظہر صاحبؒ کی عبارت میں ختم کا ترجمہ:"بند کرنا" (آخر نکل ہی گئی **جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا**) اس کے بعد مرزائی صاحب نے جناب مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کو شہادت میں پیش کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی شہادت ۔مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔(تحذیر الناس) انتہیٰ۔
مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا کوئی ذاتی اجتہاد مرزائی جماعت کے عقیدہ کے موافق ہو بھی جائے تو وہ

قرآن وحدیث اوراتباع اُمت کے بالمقابل ہمارے لئے حجت نہیں۔

اب مرزائی صاحب اپنے رسالہ (ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی) کو حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اشعار صرف نقل کر کے ختم فرما دیتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوۃ یابی اندر امتے

چوں از و نور نبی آید یدید او نبی وقت خویش است اے مرید

مکسل از پیغمبر ایام خویش تکیہ کم کن برفن و برکام خویش

اے مرا چوں مصطفٰے من چوں عمر از برای خدمت بندم کمر۔ انتہیٰ

مرزائی صاحب نے مثنوی شریف کا ترجمہ تک نہیں کیا تا کہ عوام کے سامنے اس کا راز نہ کھل جائے اور وہ دیکھتے ہی سمجھ جائیں کہ حضرت مولانا رومیؒ جیسا بزرگ بھی مرزائیوں کا شاہد ہے۔لیکن شاید مرزائی صاحب کو دوسرے شعر میں نور نبی نظر نہیں آیا اور آخر چاہتے ہیں کہ جتنے صاحب دل شعراء بزرگ با کرامت گزرے ہیں، جیسے شیخ سعدی وحافظ ومولانا رومی وغیرہ ان حضرات کی نثر ونظم درحقیقت آیات الٰہی اور بیشتر احادیث نبویہ کا ترجمہ ہے، جن اشعار کو پیش کیا گیا ہے وہ بھی ایک حدیث ہی کا ترجمہ ہے اور وہ حدیث ''**العالم فی قومہ کالنبی فی امۃ**'' ہے جس کو مولانا نے نہایت بلیغانہ طریقہ سے ادا فرماتے ہوئے آخر میں ''اے مرا چوں مصطفٰے من چوں عمر'' سے صریح الفاظ میں مفہوم کا اظہار فرمایا، اب ذرا ان اشعار کا صرف مطلب ملاحظہ ہو تا کہ ناظرین اوراق کو مولانا کا عندیہ ظاہر ہو جائے۔'' (اے مخاطب) اچھے راستہ میں کچھ نہ کچھ خدمت کرنے کی فکر کر، تا کہ تجھ کو ایک گروہ میں نبوت (جیسا مرتبہ) مل جائے۔مرزائی جماعت کے استدلال کا دارومدار اسی مصرع ثانی پر زیادہ ہے، مرزائی صرف نبوت کا لفظ دیکھ کر پکار اُٹھے کہ ہر وہ شخص جو اچھے راستہ میں خدمت کرنے کی فکر کرے حقیقی معنی میں نبی ہو سکتا ہے، مگر حقیقت الامر اس کے خلاف ہے، علم بدیع کے مطالعہ سے جو علم بلاغت کا ایک جز ہے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ''تا نبوۃ یابی اندر امتے'' میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کا ثبوت ہے کیوں کہ اس میں استعارہ ترشیحی ہے، استعارہ ترشیحی کہتے ہیں۔مشبہ بہ کے لوازمات کو مشبہ کے ساتھ ذکر کرنا۔چنانچہ اگر زید کو شیر کہیں تو شیر کا لازمہ مثلاً پنجوں کا بھی اس کے ساتھ ذکر کریں۔کتاب اللہ بھی ایسے استعاروں سے بھری پڑی ہے، ملاحظہ ہو قولِ باری: ''**ان الذین اشتروا الضلالۃ بالھدی فما ربحت تجارتھم** ''۔اس حدیث میں اولاً افصح الفصحاء نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی

اختیار کرنے کو بیع وشراء سے تعبیر فرمایا، گویا یہ مبادلہ تجارت ہے، اس کے بعد اس مبادلہ کے ساتھ ربح (تجارتی فائدہ) ذکر کرتے ہوئے جو تجارت کا لازمہ فرمایا کہ بیشک جن لوگوں نے خدا کا کہا نہ مان کر ہدایت کو ثمن و قیمت بنا کر گمراہی خرید لی ان لوگوں کو تجارتی فائدہ نہ مل سکا۔ اسی نہج پر مولانا رومیؒ نے بھی اولاً گروہ اور جماعت کو اُمت مصطلحہ کے ساتھ تشبیہ دے کر اُمت مصطلحہ کے لازمہ کو جو نبوت ہے گروہ کے لئے ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھے راستہ میں کچھ نہ کچھ خدمت کرنے کی فکر کرتا کہ تجھ کو ایک گروہ میں نبوت مل جائے۔ اگر مرزائی جماعت نبوت سے اس کے حقیقی معنی مراد لیتی ہے تو ارشاد باری میں تجارتی فائدہ کو ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کرنے والوں کے لئے بھی ثابت کرے یعنی فما ربحت تجارتھم کے معنی یہ ہیں کہ گمراہوں کو کوئی تجارتی فائدہ حاصل نہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ بھلا کہیں گمراہیوں کو تجارتی فائدہ حاصل ہو بھی سکتا تھا۔ جب کہ وہ تجار ہی نہیں، ایسی حالت واجب تعالیٰ ایک بے معنیٰ خبر کیسے دے سکتا ہے کہ گمراہوں کو تجارتی فائدہ حاصل نہ ہوا، ایسی مہمل خبریں تو مرزا صاحب کی طرح کا باطل خدا ہی دے سکتا ہے، جو اپنے کو رسول و نبی کہتے کہتے خواب میں خدا دیکھے اور بیدار ہونے کے بعد اس کی تصدیق بھی کرے۔ تعجب کی بات ہے کہ کس زودی سے مدارج طے ہو رہے، اُمتی سے نبی بنے نبی سے خدا اس کے بعد حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب اس سے یعنی شیخ و عالم سے نور نبی ظاہر ہو جائے تو اے مرید وہ اپنے وقت کا نبی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عالم اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں، عالم کو نبی کے ساتھ تشبیہ دینے سے اس کا نبی ہی ہو جانا ہرگز لازم نہیں آتا جیسا کہ مرزائی جماعت کا زعم ہے۔ کیا اگر زید کو شیر کہا جائے تو اس کے لئے ان پنجوں اور دم کی بھی ضرورت ہے جو شیر کے لئے ضروری ہیں؟ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں (اے مخاطب) تو اپنے زمانہ کے ایسے پیغمبر صفت سے تعلق مت توڑ اور ہمیشہ اس کی خدمت میں رہ اور اپنے علم وفن مطلوب و مقصود پر بھروسہ کم رکھ۔ آخر میں مولانا اپنے پیر کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔ اے وہ جو میرے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہے اور میں تیرے بالمقابل عمرؓ کی طرح ہوں۔ تیری حدمت کے لئے کمر باندھ کر تیار ہو چکا ہوں'' حضرت مولانا کی اس بیت نے تو کھلے الفاظ میں ہمیں معلوم کرا دیا کہ پہلے کی بیتوں میں اگرچہ کلمہ تشبیہ چوں (مانند) مذکور نہیں لیکن وہاں بھی یہی مراد ہے اور نبی وقت و پیغمبر زمانہ بننے کے معنیٰ نبی اور پیغمبر کی طرح بننا ہے۔ مرزائی جماعت کے پیش کردہ ان تمام شہادتوں کی حقیقت کا انکشاف ہو جانے کے بعد دنیا کے ایک سب سے بڑے امام و پیشوا کی جس کی تقلید و اتباع کو سینکڑوں نہیں ہزاروں اپنے لئے موجب

نجات و باعث سعادت وفخر سمجھتے ہیں۔ جس نے ایک فرزند اسلام کے تحفظ اسلام کے متعلق اس شدت سے تاکید فرمائی کہ حیرت ہوتی ہے فرماتا ہے کہ اگر کسی مسلم میں ۹۹ کفر کی علامات ہوں اور اسلام کی تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی جسارت نہ کی جائے۔ لیکن وہی ہستی آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شک وشبہ بحث وکلام کرنے کے متعلق کیا ارشاد فرماتی ہے ملاحظہ ہو: ''حضرت موفق الدین شمس الایمہ مکی مناقب امام اعظم رضی اللہ عنہ میں بیان فرماتے ہیں، کہ حضرت امام صاحب کا خاتمیتِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ ارشاد ہے''۔ جو شخص خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی دعویٰ نبوت ہو اور دوسرا اس سے دلیل مانگے تو دونوں کافر ہیں، مدعی کا کفر تو ظاہر ہے اور طالب دلیل کے لئے کافر ہو جائے گا کہ اس نے آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو ختم نبوت کے شرف سے ممتاز نہیں نبوت کا امکان سمجھا'' اخیر ہم بانی مذہب قادیانی (جس نے بتدریج کیا سے کیا بنتے ہیں نبوت کے دعویٰ کا ذبہ سے آتش فتنہ کو ہوادی ہے) کی اس شہادت جبریہ کو اس کے اذناب وتابعین کی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں، جس کے دست وقلم کو اس ذات نے اس شہادت کے لئے جنبش دی جس نے فرعون جیسے سرکش کی زبان کو اخیر وقت متحرک کر دیا (**حتـــی اذا ادرکـه الـغـرق قـال آمـنـت انه لا اله الا الله آمنت به بنو اسرائیل و انا من المسلمین**) اور قیامت میں منکرین کے منہ پر ختم ومہر لگا دے گا اور اعضاء سے گواہی لے گا۔ مرزا صاحب کا قلم جنبش کرتا ہوا ساری مرزائی جماعت پر حجت قائم کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

ہر نبوت را بروشد اختتام۔ (از سراج منیر مصنفہ مرزا صاحب)

نبوت بہ ہمہ وجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد نہ خود غلام احمد نبی ہو سکتے ہیں اور نہ ان کے حقیقی پر (**وقـل اعـمـلـوا فیسـری الله عملکم و رسوله والمؤمنون**) ہاں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ ابھی نبوت کاذبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا اور انبیاء کذاب علیہم ما علیہم آنحضرت کے بعد آ سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ **عـن ثـوبـان انـه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی** ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح مروی ہے۔

نبوت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم وتمام ہو جانا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو سلف سے لے کر خلف تک نے بلا تاویل تسلیم کر لیا اور اسلام کے اصول سے ایک اصل ہے۔ جس کا اثبات قرآن پاک کی آیتوں اور احادیث شریفوں وعلماء اُمت وبزرگان ملت کے اقوال سے کھلے ہوئے الفاظ میں متحقق ہے، جس میں شک وشبہ

بحث وکلام کی ذرہ برابر گنجائش نہیں، قیاس وخبر واحد سے اس کا اثبات نہیں کیا گیا کہ اس کا انکار کیا جائے یا تاویل کرلی جائے، بلکہ نصِ قرآنی اس پر شاہد ہے، جس میں نہ کسی قسم کی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ جس کا کسی طرح انکار ہوسکتا ہے۔(وما یجحد بایاتنا الاالکفرون) چوں کہ سردارکون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم قرون خیر سے جتنا بعدودوری ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے فتنے برپا ہوتے رہیں گے، انھیں فتنوں میں سے ایک بڑا ف فتنہ انکارِ ختمِ نبوت ہے، لیکن چوں کہ حکیم مطلق نے اپنے دین وکتاب کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا(انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون)اورخود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذمہ لے رکھا ہے کہ آپ کا ذکر سارے عالم میں تا قیامت بلند کر کے رہے گا(ورفعنا لک ذکرک) اور یہ کہ باوجود انکارِ منکرین روشنی نبوت کو پھیلا کر رہے گا(واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون)ہرایسے فتنہ کے فرو کرنے اور فرعون و دجال صفت انسان نما سرکش درندوں کی سرکوبی کیلئے موسیٰ وعیسیٰ صفت جلالی و جمالی بزرگوں کو پیدا کردیتا ہے۔''لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ''.

چنانچہ تردید قادیانیت میں اب تک مدلل مضامین نکل چکے ہیں اور مزید اس پر توجہ کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی لیکن بایں ہمہ اس قسم کے گمراہ کن دعایوں (پروپگنڈوں) سے باز رہنے کی مرزائی جماعت کو توفیق نہیں ہوئی، اس لئے طرح طرح کے روپ میں اغراض ذاتی کے پیش نظر دبی ہوئی آگ کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ ناظرین کرام! مرزائی جماعت کی جانب سے حال ہی میں چوں کہ خاتم النبیین کے خلاف مضمون کی اشاعت سے اپنے مقصد براری کی ناکام کوشش کی گئی اور اس میں حق پر پردہ ڈالنے اور بے علم مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے آیات واحادیث اور علماءِ اُمت، بزرگانِ ملت کے انہی اقوال کو پیش کیا گیا جنھیں بظاہر وہ اپنے مقصد باطل کی تائید نکالنے کی سعی مذموم کی ہے اور ہر جگہ اگلی اور پچھلی عبارتوں کو دیدہ ودانستہ حق پر پردہ ڈالنے کے لئے حذف کردیا جاکر اپنی ناحق کوشی وحق پوشی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اس لئے پردہ کو چاک کرنے کے لئے بندہ کو باوجود اپنی طالب علمی کے قلم اُٹھانے کی ضرورت ہوئی تا کہ مرزائیوں کا اس آئینہ میں حقیقی خدوخال نظر آئے اور مسلمانانِ عالم کو معلوم ہوجائے کہ اس پردہ کے پیچھے کن کن مقاصد کی تکمیل کی جارہی ہے۔ حضرات! اگر مرزائیوں کے زعم فاسد کی بناء پر بالفرض نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے اور تمام آیاتِ الٰہی واحادیث نبوی اور سلف وخلف کے عقائد سے تھوڑی دیر کے لئے چشم پوشی بھی کی جائے تو یہ دیکھنا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے اربعہ ودیگر صحابہ اور پھر اولوالعزم تابعین''ائمہ ھدی'' اولیاءِ کرام جیسے حضرت غوثِ اعظمؒ، خواجہ اجمیریؒ، جنید بغدادیؒ نے کیوں نبوت کا ادعا نہیں کیا جن کے اندر فیوضات وکمالات نبویہ بدرجہ اتم موجود تھے

اور جنھوں نے نبوت کا حقیقی کام ''اصلاح'' جس عمدگی سے انجام دیا اس کی شہادت آج سارے عالم میں پرچم اسلام کے لہرانے سے ظاہر ہے لیکن ان میں سے کسی نے کسی قسم کی نبوت کا بھی اعلان وادعا نہیں کیا اور نہ لوگوں میں اب تک نبی سے مشہور ہیں۔ حالانکہ نبوت کوئی چھپانے کی چیز نہ تھی پھران کے بعد کون ایسا شخص ہے جس کے اندر ان کا عشرِ عشیر بھی موجود ہو اور وہ کیسے نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے اور حق یہ ہے کہ **ومن یضلل اللہ فلا هادى له وما علينا الا البلاغ . والسلام على من اتبع الهدى.**

تاریخ اختتام ۵ / جمادی الآخری ۱۳۵۳ھ

خاکپائے خلق اللہ

سید محمد حبیب اللہ

المعروف بہ رشید بادشاہ

طالب علم جماعت مولوی فاضل مدرسہ نظامیہ عثمانیہ

ساکن درگاہ شریف، کشن باغ

قادیانیت

اسلام کے خلاف زبردست سازش

از: مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی خلیل احمد مدظلہ

تاریخ بتاتی ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف نظریات وجود میں آئے اور اپنے عقائد ظاہر کئے' ان میں سے اکثر کا وجود بھی ختم ہو گیا لیکن کتابوں میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، کچھ نظریات باقی رہے جبکہ اہل حق اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے' جہاں کہیں دین کے خلاف کوئی فتنہ اٹھا اس کے سدباب کے لئے بھرپور کوشش کی جس کا ثبوت مختلف مناظرے اور اثباتِ حق وابطال باطل کے لئے تصنیف کردہ کتابوں سے ملتا ہے۔ مسلمانوں کے درمیان انکار ختم نبوت کا فتنہ ابتدائے اسلام ہی سے درپیش رہا ہے۔

خود حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے۔ مسیلمہ کذاب' اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد نے دعوی نبوت کیا' حتی کہ ایک عورت سجاح بنت رباح بھی نبوت کی دعویدار بن گئی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کرلی۔ اسود عنسی جب دعوی نبوت کیا تو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو چند سواروں کے ساتھ اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال سے ایک روز قبل اس کا قتل ہوا۔ مسیلمۂ کذاب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وحشی بن حرب نے جہنم رسید کیا' سجاح اپنے شوہر مسیلمہ کے قتل کے بعد بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں ہمارے ملک ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی شامل ہے۔ درحقیقت انگریز جب ہندوستان پر قبضہ کئے تو ان کی پالیسی رہی کہ یہاں کے باشندوں کو آپس میں مذہبی بنیاد پر لڑایا جائے چنانچہ قادیانی تحریک اسی کا نتیجہ ہے۔ آج بھی اس تحریک کا مرکز اسرائیل میں ہے۔ مسلمانان عالم کو اس تحریک سے جس قدر نقصان پہنچا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ عوام باریکیوں سے واقف نہیں ہوتے ان کے سامنے جب

کوئی قرآن وحدیث لے کر آجاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان بتا کر جال ڈالتا ہے تو بھولے بھالے عوام قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ کھاجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کے ہم خیال وہم مزاج بن جاتے ہیں۔ چنانچہ تحریک قادیانیت میں حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو بظاہر خاتم النبیین ماننے کا اقرار کیا جاتا ہے۔عوام اس مسئلہ کو اس حد تک تو خوب جانتے ہیں کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اور یہ لوگ بھی اسی کا اقرار کررہے ہیں لیکن ان کی تاویلات اور تشریحات بالکلیہ طور پر ختم نبوت کے خلاف ہیں۔ان حقائق کو علماء ہی جان سکتے ہیں کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی ''انکارختم نبوت'' ہے جو کہ صریحاً کفر ہے۔

قادیانی تحریک روز اول سے مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار کا باعث ہے۔ جتنے لوگ اس تحریک میں شریک ہوئے وہ پہلے مسلمان ہی تھے لیکن ان کو گمراہ کیا گیا اور اس باطل عقیدہ کی طرف مائل کیا گیا۔ غیر مسلموں کو متاثر کرکے قادیانی تحریک میں شریک نہیں کیا گیا۔ یہ خود واضح ثبوت ہے کہ اس تحریک نے مسلمانوں میں کیسی پھوٹ ڈالی اور کفر کا کیسے بیج بویا' انگریز تو اس ملک سے جاچکے لیکن ان کی سازشیں ختم نہیں ہوئیں۔آج بھی یہودیت اور عیسائیت اسلام دشمن سازشوں میں مصروف ہیں اور قادیانی تحریک کو ان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔قادیانی تحریک کا ایک مستقل ٹی وی چیانل ہے ان کا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور مفت تقسیم ہوتا ہے۔بعض وقت ان کی کتابیں اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ اس میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا جاتا' صرف اسلام کا نام لیا جاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان بتا کر کتاب شائع کی جاتی ہے۔ جب لوگ مصنف کے انداز بیان سے متاثر ہوجاتے ہیں تب کہیں جاکر یہ اپنا فساد ظاہر کرتے ہیں' اس وقت ورنگل اور محبوب نگر کے علاقوں میں یہ تحریک زور پکڑی ہوئی ہے' مختلف دیہات وقصبات میں غیر محسوس طریقہ سے دینی تعلیم کے نام سے ایک قادیانی معلم کا تقرر کردیتے ہیں۔ مسجد میں امامت کا موقع ہو تو اپنا امام مقرر کردیتے ہیں تاکہ آہستہ آہستہ مقامی لوگوں کو ان کے ذریعہ متاثر کیا جائے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کی شاطرانہ چال کو سمجھیں اور اپنے دین وایمان کی سلامتی کا راستہ اختیار کریں۔ ورنہ ذرا سی غفلت سے دین برباد ہوجائے گا اور آخرت کا دائمی نقصان اٹھانا پڑے گا۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد کریں' ہمارے اسلاف کی کوششوں کا ثمرہ ہم کو مل رہا ہے کہ آج ہم دین کی صداقت اور حقانیت کو جان رہے ہیں اور اس پر قائم ہیں۔اسی طرح آنے والی نسلوں کی حفاظت کے لئے ہم کو

بھی جدوجہد کرنی چاہئے۔ اسلاف کی جدوجہد کی تفصیلات کو بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ ردقادیانیت اور اس باطل فتنہ کی سرکوبی کے لئے شیخ الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقیؒ نے جو کوششیں کی ہیں اس کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کی کوششوں سے دکن کا علاقہ بڑی حد تک اس فتنہ سے محفوظ رہا۔ قادیانیوں سے متعلق پاکستان میں ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کے ذمہ یہ کام کیا گیا کہ مکمل تحقیقات کرکے ان کے متعلق شرعی حکم کی رپورٹ دیں۔ اس کمیٹی کے سامنے جو مواد تھا اس کا بیشتر حصہ حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصانیف پر مشتمل تھا' جس سے اس کمیٹی کو کافی مدد ملی۔ حضرت علیہ الرحمہ نہایت سنجیدہ و مدلل قلم رکھتے ہیں اور آپ کو اپنے مطلب سے تعلق رہتا یعنی احقاق حق و ابطال باطل، آپ کا قلم تفہیمی اور استدلالی انداز کا حامل ہوتا جس سے مخالفین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اسلام کے اندر اپنے اپنے اختلافات کی وجہ سے کئی جماعتیں اور فرقے بن گئے اور ہر ایک نے اپنا علیحدہ نشان اور نام قائم کرلیا لیکن آپس میں اختلاف کثیر کے باوجود سبھی فرقے ختم نبوت کے مسئلہ پر متفق ہیں نیز اس بات پر بھی اتفاق رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعوی خواہ کسی نوعیت اور کسی جہت سے ہو کفر ہے اور اس کے قائل اسلام سے خارج ہیں ۔تاریخ بتاتی ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ میں علماء نے بے پناہ خدمات انجام دیں۔ بعض علماء نے تو جھوٹے مدعیان نبوت کے ابطال میں اپنی زندگیاں وقف کردیں اور تادم زیست ان کی تردید میں سرگرم رہے۔ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ حافظ محمد انوار اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو درس وتدریس' سلوک وارشاد' تعلیم و تربیت' انتظام واصلاح قوم کی عظیم ذمہ داریاں متعلق تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کی تکمیل کرتے ہوئے احقاق حق اور ابطال باطل کے فریضہ کو بھی بحسن وخوبی انجام دیا اور امت مسلمہ کو ہمیشہ گمراہ عقائد سے آگاہ کرتے اور ان سے بچاتے رہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "**من رای منکر ا فلیغیرہ بیدہ و ان لم یستطع علیہ فبلسانہ و ان لم یستطع علیہ فبقلبہ**" (جو کوئی منکر کو دیکھے تو اس کو قوت وطاقت سے روکے۔ اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اس پر بھی قدرت نہ ہو تو اپنے دل سے روکے یعنی کم ازکم اپنے دل میں اس کو برا سمجھے۔) بناء علیہ حضرت شیخ الاسلام نے شاہان وقت آصفجاہ سادس وآصفجاہ سابع کی ایسی تعلیم وتربیت فرمائی کہ وہ کبھی دین حق سے

انحراف واعراض نہ کر پائے۔ مسلمہ حقیقت ہے کہ بادشاہ وقت کا صحیح العقیدہ ہونا اور دین حق کا پابند ہونا کئی فتنوں کے دروازے بند کرتا ہے۔

دکن میں مختلف فرقے ظاہر ہوتے رہے۔قادیانی فتنہ بھی شروع ہوالیکن حکومت آصفیہ کے قیام تک یہ فتنہ کبھی سر نہ اٹھاسکا اور اہل دکن کو پریشان نہ کرسکا۔حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہی یہ فتنہ زور پکڑا۔حکومت میں رفتہ رفتہ کمزوری بھی اس کے پھیلاؤ کا سبب بنی۔حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مذہب حق کے اثبات اور باطل سے عوام کی حفاظت کیلئے منجانب حکومت واعظین کا تقرر فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ اہل دکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات تک اپنے ایمان کے متعلق مطمئن تھے۔انہیں کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ تھا۔حضرت کی ان خدمات کا شاہ وقت آصف سادس نے بھی اعتراف کیا۔12 رجب المرجب ۱۳۳۶ ہجری کو یعنی حضرت کے وصال کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد فرمان جاری ہوا۔

’’مولوی محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ بہادر اس ملک کے مشائخ عظام میں سے ایک عالم باعمل اور فاضل اجل تھے۔اپنے تقدس وتورع وایثار نفسی وغیرہ خوبیوں کی وجہ سے عامۃ المسلمین کی نظروں میں بڑی وقعت رکھتے تھے۔وہ والد محترم کے اور میرے نیز میرے دونوں بچوں کے استاد بھی تھے اور ترویج علوم دینیہ کے لئے مدرسہ نظامیہ قائم کیا تھا جہاں اکثر ممالک بعیدہ سے طالبان علوم دینیہ آ کر فیوض معارف وعوارف سے متمتع ہوتے ہیں۔مولوی صاحب کو میں نے اپنی تخت نشینی کے بعد ناظم امور مذہبی اور صدر الصدور مقرر کیا تھا اور مظفر جنگ کا انتقال ہونے پر معین المہام امور مذہبی کے عہدہ جلیلہ پر مامور کیا اور اگر وہ تکمیل کو پہنچ جائیں تو یہ سر رشتہ خاطر خواہ ترقی کر سکے گا بلحاظ ان فیوضات کے مولوی صاحب کی وفات سے ملک وقوم کو نقصان عظیم پہونچا اور مجھ کو نہ صرف ان وجوہ سے بلکہ تلمذ خاص تعلق کے باعث مولوی صاحب مرحوم کی جدائی کا سخت افسوس ہے۔‘‘

حضرت شیخ الاسلام نے نہ صرف انتظامی واصلاحی طریقہ سے ان باطل فرقوں کا تدارک کیا بلکہ ان کے خلاف قلمی جہاد سے بھی کام لیا۔ ہر ایک کی حقیقت بیان کی۔ان کے ماخذات واستدلالات بیان کئے۔اس کے بعد ان کا رد کیا۔فرقہ قادیانی کی تردید میں دو کتابیں افادۃ الافہام (دو حصے) اور انوار الحق تصنیف کیں۔ ان کے مجموعی صفحات تقریباً ایک ہزار ہیں۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہیکہ کس عرق ریزی سے حضرت نے اس فتنہ کا جواب دیا ہے۔حضرت کا استدلال معقول ہوتا ہے مخالفین پر کبھی لعن طعن کی زبان اختیار نہیں فرماتے بلکہ

ارشادخداوندی'ادفع بالتی ھی احسن' پرعمل فرماتے ہیں۔ چنانچہ انوارالحق صفحہ 15 میں تحریرفرماتے ہیں۔

''علماءربانی وہ ہیں جواپنے عیوب کی تفتیش کرکےاپنےنفس کی اصلاح کرتے رہتے ہیں اورحتی الوسع دوسرے کے عیوب پرنگاہ نہیں ڈالتے اوراگرامر بالمعروف کی ضرورت سمجھتے ہیں توایسے ملائم اوردلنشین طریقے سے کرتے ہیں جس کااثر ظاہرہو۔عموماًتعلیم الٰہی امر بالمعروف کے بارے میں یہی رہی ہے کہ نہایت نرمی اور سہولت سے کام لیاجائے باوجود یہ کہ اژدہائے خونخوارکوحضرت موسیٰؑ کی مدد کے لئے ساتھ دیاگیا تھامگرارشاد یہی ہواکہ فرعون کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگوکی جائے۔کما قال تعالیٰ''فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی'' طٰہٰ آیت۔44۔یعنی کہواس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یاڈرے اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوارشادہواکہ ''ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم و مایلقھا الا الذین صبروا ومایلقھا الا ذو حظ عظیم''فصلت آیۃ35۔ترجمہ:جواب میں کہئےاس سے بہترپھرجوآپ دیکھوتو جس میں آپ میں دشمنی تھی وہ ایساہوگاجیسے دوست دارناطے والااور یہ بات ملتی ہےان ہی کوجوصبرکرتے ہیں اور یہ بات ملتی ہےاس کوجس کی قسمت بڑی ہے۔''انتھی۔اسی وجہ سے ہرشخص امر بالمعروف کااہل نہیں سمجھاگیا کیونکہ امر بالمعروف میں عیوب پرمطلع کرناہوتاہےاورقاعدہ کی بات ہے کہ جس کا عیب ظاہرکریں وہ دشمن ہوجائےگا جس سے مخالفت اورجھگڑاپیداہونے کاسخت اندیشہ ہے جوممنوع ہے''۔

اس لئے حضرت نے اپنی تصنیفات میں مرزاغلام احمدقادریانی کے اقوال وتحریرات کونقل کیا۔مختلف اوقات میں اس کے متضاددعووں کوظاہرکیا۔اس بات کی طرف خاص طورپرمتوجہ کیاکہ مرزاابتداء میں کن خیالات کاذکرکرتے تھےاوراپنی ابتدائی تصنیف میں مسلمانوں کواپنی جانب مائل کرنے کے لئے کیسے کیسے طریقے اورحربےاختیارکئےاورجب مسلمانوں میں خیرخواہ اورہمدردکی حیثیت سے شہرت حاصل کرلئےاور مسلمانوں کواپنی جانب مائل ہوتے ہوئے دیکھاتوپھرکس طرح اپنےآپ کوکبھی مہدی، کبھی عیسیٰ اورکبھی مثیل کےطورپرپیش کرنے لگے۔چنانچہ مرزاصاحب کی کتاب ''براہین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ'' شائع ہوئی توعوام بلکہ علماءنے بھی اس کی تردیدنہیں کی کیونکہ اس میں جابجااہل اسلام کے عقائداورخیالات ظاہرکئے گئےاوراپنامسلک مسلمانوں کی طرح بیان کیاجیساکہ صفحہ 215 میں تحریرہے۔''وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے''۔اورصفحہ 110 میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن کامحرف اورمبدل ہونامحال ہے کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ہزارہااس کی تفسیریں ہیں۔پانچ وقت اس کی آیتیں نمازوں میں پڑھی

جاتی ہیں'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھتے ہیں ''پس ثابت ہوا کہ آنحضرت حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔'' (افادۃ الافہام حصہ اول صفحہ 11)

اس کتاب میں مرزا صاحب آریہ سماج اور برہموسماج کے خلاف خوب لکھا کیونکہ یہ الہام ونبوت کے منکر ہیں بظاہر ان کی تردید اور شدومد سے ان کی مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں ایسے زہر بھی ملا دیئے گئے جس کو عام نگاہ محسوس نہیں کر پاتی۔ علماء حق بین ہی اس فریب کاری کو دیکھ سکے۔ اس کی جانب حضرت شیخ الاسلام افادۃ الافہام حصہ اول صفحہ 12 میں آگاہ فرماتے ہوئے غلام احمد قادیانی کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ ''کیا سرمایہ خدا کا خرچ ہوگیا یا اس کے منہ پر مہر لگ گئی یا الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا''۔ اس عبارت سے مرزا اپنے مطلب کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہے ہیں اور آگے کئے جانے والے دعوی نبوت کے لئے راہ ہموار کررہے ہیں اور اس کیلئے درپردہ اس طرح کوشش کررہے ہیں۔ افادۃ الافہام حصہ اول صفحہ 11 میں حوالہ نقل ہے۔ ''بعد محبت نبی اللہ کے انسان ان نوروں سے بقدر استعداد خود حصہ پالیتا ہے''۔ الغرض مرزا صاحب شروع میں ہنود اور نیچریوں سے اور عیسائیوں سے مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے اصلی روپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے مرزا صاحب کے کئی اقوال پیش کئے ہیں جن سے عام مسلمانوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کبھی دین حق کے خلاف نہیں جاسکتے چنانچہ شیخ الاسلام افادہ الافہام جلد اول کے شروع میں ''مرزا صاحب کے دھوکہ دینے والے اقرار واقوال'' کا باب قائم کیا اور ان اقوال کی تفصیل بیان کی۔ چنانچہ مرزا صاحب کا قول ہے۔ ''فلسفی قانون قدرت سے اوپر اور ایک قانون قدرت ہے ۔نیچریوں کو خدا اور رسول کے قول کی عظمت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں۔ بجز خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ہادی ومقتدی نہیں۔ محبت حضرت کی ضروری ہے۔ وحی رسالت منقطع ہے۔ قرآن کے خلاف الہام کفر ہے۔ نیا الہام شریعت کا نازل ہونا محال ہے۔ مسیح علیہ السلام دنیا میں اتریں گے اور گمراہی کو نیست و نابود کردیں گے۔'' اس لئے علماء نے مرزا صاحب کی تردید کی جانب توجہ نہیں کی لیکن جب حقیقت کھل کر سامنے آگئی تو زور وشور سے اس جانب متوجہ ہوگئے کہ ان کی تصنیف ازالۃ الاوہام جو تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور دیگر تصانیف کا مدلل جواب دیئے۔

شیخ الاسلام نے اپنی کتابوں میں واضح کیا کہ مرزا صاحب درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے اور خبث باطنی کو چھپاتے رہے۔ بزعم خود جب یہ سمجھ گئے کہ ماحول تیار ہوگیا تو اپنے کو نبی رسول مہدی اور کرشن جی ہونے کا

دعوی کیا۔کبھی یہ لکھتے ہیں کہ ''میں تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں'' صفحہ 287 پر لکھتے ہیں کہ ''میں رسول اللہ ہوں نیا دین لایا ہوں۔صدیق اکبرؓ سے بلکہ بعض انبیاء سے افضل ہوں۔'' کبھی اپنے آپ کو حارث (جو امام مہدی کی تائید کے لئے نکلے گا) بتاتے ہیں اور کبھی مہدی ظاہر کرتے ہیں۔کبھی اپنے آپ کو عیسیٰ بتاتے ہیں اور کبھی عیسیٰؑ کا کشمیر میں مدفون ہونا بتاتے ہیں۔اپنے آپ کو مرد ہونا ظاہر کرتے ہیں اور کبھی حیض آنا بیان کرتے ہیں۔الغرض متضاد دعوے منتشر فکر کا عجوبہ نظر آتے ہیں۔کبھی قرآن کو قطعی حتمی کتاب مانتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں ''عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔'' (افادۃ الافہام حصہ دوم صفحہ 17)۔کبھی لکھتے ہیں کہ ''الہام ہوا آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔''

مرزا صاحب کو چوں کہ دعوی نبوت تھا۔اس کے لئے مختلف حیلے اختیار کئے۔معجزات کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔شیخ الاسلام افادۃ الافہام حصہ اول صفحہ 34 میں لکھتے ہیں ''اور جو معجزات انبیاء علیہم السلام کے قرآن و حدیث میں منقول ہیں سب کو گستاخانہ طور پر کہنہ قرار دے کر عقلی معجزات کی ضرورت بتائی اور لکھا کہ میں نہ آتا تو جہاں میں اندھیرا ہوجاتا۔'' شیخ الاسلام' مرزا صاحب کی قرآن وحدیث کے متعلق روش بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ''غرض کہ اپنے مقاصد میں جس آیت یا حدیث کو حارج دیکھا سب کی تکذیب یا تحریف کرڈالی۔''

مرزا صاحب کنایۃً مستقل نبوت کے دعویدار معلوم ہوتے ہیں لیکن ظلی و بروزی ہونے کا صراحتاً ذکر کرتے ہیں۔

''ظلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔'' شیخ الاسلام نے اس کو تناسخ قرار دیا۔چنانچہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے افادۃ الافہام جلد اول صفحہ 304 میں لکھتے ہیں۔''مرزا صاحب بھی یہاں بروز سے بروز جسمانی مراد نہ لیتے ہوں بلکہ اس بروز کا مطلب یہی فرماتے ہوں گے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزی ہے جس سے صادق آجائے گا کہ قادیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوا ہے جیسا کہ قصیدہ میں مذکور ہے۔گو مرزا صاحب نے اس کو بروز خیال کیا ہے مگر درحقیقت یہ تناسخ ہے جس کا قائل فیثاغورس تھا۔''

(باقی صفحہ 19)

فتنۂ قادیانیت کارد
''اِفادۃ الافہام'' کی روشنی میں

بقلم: حضرت مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ[1]

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم– بسم اللہ الرحمن الرحیم.

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب ۴۰)

امام اہلسنت، مجدد ملت، شیخ الاسلام، عارف باللہ، عاشق رسول حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ والرضوان کے (۸۷) ویں عرس سراپا قدس کے مبارک موقع پر انجمن طلبائے قدیم جامعہ نظامیہ کے زیر اہتمام منعقدہ اس علمی مذاکرہ کے ذریعہ حضرت ممدوح کی علمی خدمات کے سلسلہ میں آپ کی روح پرفتوح کو جو خراج عقیدت پیش کیا جارہا ہے اس کا عنوان ہے''حضرت بانی جامعہ کی تصانیف، ایک مطالعہ''۔

حضرت شیخ الاسلام جیسی نابغہ روزگار عبقری ہستیاں برسوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔آپ نے اپنی خداداد علمی فضیلت اور روحانی بصیرت کو کام میں لاتے ہوئے دکن میں موجود جہالت وضلالت کی ساری تاریکیوں کا پردہ چاک کردیا اور ان کو اجالوں سے بدل دیا۔آپ نے اپنے علمی انوار اور عملی کردار سے ایسی ان گنت علمی قندیلیں روشن کی ہیں جو اپنی نورانیت سے ایک دنیا کو ہمیشہ تابناک بنائے رکھیں گی۔(۱۳۶) سالہ قدیم وعظیم جامعہ نظامیہ آج بھی شیخ الاسلام کے تاریخ ساز علمی کارناموں کے منجملہ ایک جیتی جاگتی یادگاری تصویر ہے جہاں سے اب تک فارغ لاکھوں علماء وفضلاء انوار الٰہی چراغ بن کر نکلے اور دنیا کے کونے کونے میں اپنی تابانیاں پھیلائے اور پھیلارہے ہیں۔

تیرھویں صدی ہجری کے اواخر اور چودھویں کے اوائل میں آپ کے قلم رمز شناس سے جب علوم ومعارف کے بے شمار سوتے پھوٹ پڑے تو دنیائے علم ودانش کے بڑے بڑے صاحبان فضل وکمال نے آپ کو ''مجمع البحرین'' تسلیم کرتے ہوئے آپ کے علمی دبدبے کے آگے اپنے سر نیاز کو خم کردیا اور لاتعداد طالبان حق نے آپ کے سر چشمہ علوم وفنون سے راست نہیں تو بالواسطہ اپنی تشنگی بجھائی۔ حضرت بانی جامعہ نظامیہ کے علمی وقلمی احسانات سے دنیائے علم ودانش کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ شیخ الاسلام کی عبقری شخصیت کے ان احسانات کا شایان شان حق ادا نہیں کیا جاسکتا جن کے علم وفضل کا آفتاب ملک ہی میں نہیں بلکہ اقطاع عالم میں پوری آب وتاب کے ساتھ اپنی ضیاء پاشی کررہا ہے۔

آپ کی گراں بہا تصانیف نے تجدید واحیائے دین کے مقصد میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے آپ نے کئی علوم وفنون پر اپنے قلمی شاہکار چھوڑے ہیں جو پچاس کے لگ بھگ ہیں۔ آپ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔ آپ غزالی زمانہ بھی تھے اور اپنے دور کے رازی بھی، آپ اپنے عصر کے رومی بھی تھے، اور اپنے وقت کے ابن عربی بھی۔ آپ مفتی بھی تھے اور محدث بھی مفسر بھی تھے اور مفکر بھی۔ خطیب بھی تھے ادیب بھی۔ مصنف بھی تھے مؤلف بھی۔ عارف بھی تھے صوفی صافی بھی۔ تفسیر، حدیث، یا فقہ ہو کہ ان کے اصول، عقائد ہو کہ کلام، ادب ہو کہ تاریخ، منطق ہو کہ فلسفہ غرض جس کسی علمی وفنی عنوان پر آپ نے قلم اٹھایا تو آپ کے رشحات قلم علمی درشہوار بن کر دنیا بھر میں جگمگانے لگے۔

ایک مصلح قوم اور ہادی ملت کی حیثیت سے آپ نے عامۃ المسلمین کو جہالت، بدعات اور گمراہی وضلالت کے قعر مذلت سے نکالا وقت پڑنے پر ہر فتنہ کا پامروی سے مقابلہ کیا اور بے دینی، بدعقیدگی کی تاریکیوں کو چھانٹ کر امت مرحومہ کو اسلام کے حقیقی اجالے میں لاکھڑا کیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کا فتنہ جب سر اٹھانے لگا اور ختم نبوت کے شیشہ نازک کو چکنا چور کرنے کی سازشیں عام ہونے لگیں تو حضرت بانی جامعہ نظامیہؒ کی حمیت قلمی اور غیرت علمی کس طرح خاموش رہ سکتی تھی۔ سرزمین دکن سے قادیانیت کے رد میں آپ نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور ''افادۃ الافہام'' جیسی وقیع، بے نظیر اور معرکۃ الآرا کتاب تصنیف کرکے قادیانی مذہب کا اصل چہرہ بے نقاب کردیا۔ جس کے بعد دکن میں اس فتنہ کی خود بخود سرکوبی ہوگئی۔ آپ کی اسی کتاب ''افادۃ الافہام'' پر مقالہ پیش کرنے کی مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ اسی مناسبت سے میں نے سورۂ احزاب کی آیت (۴۰) کو اپنا سرنامہ سخن بنایا ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ

اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ o یعنی محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ خاتم النبیین کی تفسیر میں تاویل کی گنجائش کا امکان تھا اس لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے بے شمار ارشادات کے ذریعہ اس تاویل وتشریح کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا مثلاً ایک حدیث میں فرمایا:

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاء مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاس یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجِبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وَضَعْتَ هٰذِهِ اللَّبِنَة فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ. (بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۴۴۷) کتاب المناقب۔

یعنی ’’میری اور مجھ سے پہلے گذرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل، بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

دوسری حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ ’’میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘ (ابوداؤد۔ کتاب الفتن)

الغرض ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر امت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے اور باہمی تعصب نے کئی بار ملت کو قسم قسم کے فسادات سے دوچار کر دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر متفق ہیں۔ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور اب جو شخص نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو قتل کر دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب تو حضور کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعوے نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور کی رسالت کو بھی

تسلیم کرتے ہوئے اس نے خدمت نبوی میں روانہ کردہ اپنے ایک مکتوب میں ''من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ'' کے الفاظ لکھے تھے یعنی یہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالی کا رسول ہے محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جارہا ہے۔ بلکہ بقول علامہ طبرانی اس کی مروجہ اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا۔اس کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل بجہنم کر کے ہی آرام کا سانس لیا۔

تاریخ میں انگریز کی اسلام دشمنی ہمیشہ اظہر من الشمس رہی ہے جنہوں نے ایک طرف سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کردیا تو دوسری طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ تیرھویں صدی ہجری کے دوران برصغیر میں مسلمانوں کی غلامی اور انگریزوں کی بالادستی کے دور میں تحریک آزادی کو کچلنے اور نقصان پہنچانے کے لئے انگریزوں دانشوروں اور ارباب اقتدار نے ایک جھوٹا مدعی نبوت پیدا کر کے امت میں انتشار پیدا کردیا تاکہ **Divide and Rule** یعنی آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو کا مقصد پورا ہوتا رہے۔نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے اس شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ یہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے بھی کرتا تھا۔اس کے باوجود انگریزوں کا دل وجان سے وفادار تھا۔ بلکہ انگلستان کی خوشامد میں اس نے ایسے پمفلٹ لکھے کہ کوئی باعزت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرسکتا۔انگریزوں کی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔انگریزوں نے اس کی جھوٹی نبوت کو اپنی سنگینیوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کے لئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دئے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کردی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی ان کو آگے بڑھانے کی پوری کوشش کی گئی۔انگریزوں نے اس مدعی نبوت کے ذریعہ امت مسلمہ میں ایک نئی امت پیدا کر کے پھوٹ ڈال دی اور مسلمانوں کے متفق علیہ بنیادی عقیدۂ ختم نبوت میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کیا وہ ایسا بڑا کارنامہ تھا جو اپنے دوررس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم ثابت ہوا۔ایک طرف کلمہ گو نام نہاد مسلمان کی جانب سے دعوی نبوت اور دوسری طرف عیسائیوں کی ظاہری مخالفت دونوں کے ذیعہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دل جمعی سے ہوتی رہی اور مرزا غلام احمد قادیانی اور احمدی کے نام سے اسلام کے خلاف علانیہ نہیں تو پوشیدہ طور پر برابر سرگرم عمل ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی مولوی قاسم نانوتوی صاحب

نے اپنی ایک تصنیف ''تحذیر الناس'' میں حضور کے شرف خاتم النبیین کی عجیب وغریب تاویل کی جس کے باعث تحریک قادیانیت کو نیا حوصلہ ملا اور مرزائی عقیدہ کو فروغ بلکہ استحکام حاصل ہوگیا۔ مولوی نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں۔

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ''فرمانا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ موصوف بالفرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے۔ اسی طور پر رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کا تصور فرمایئے آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالفرض ایں معنی جو میں نے عرض کیا۔ آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہء نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے'' (تحذیرالناس)

بظاہر اس نا قابل فہم تاویل یا تشریح سے ختم نبوت کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور حضور کی خاتمیت خود ہی ختم ہوجاتی ہے مخفی مباد کہ اسلام میں جس طرح اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوائے کسی اور معبود کا تصور ہی سے ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے اسی طرح حق تعالی کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین فرمادینے کے باوجود حضور کے دور میں کسی اور نبی کی موجودگی یا حضور کے بعد کسی اور نبی کی آمد کا قائل ہونے سے بھی ایمان ہی مجروح ہوتا ہے۔

آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی ہزاروں صفحات پر مشتمل کتاب موسومہ بہ ''ازالتہ الاوہام'' جب بانی جامعہ نظامیہ شیخ الاسلام حضرت حافظ انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی نظر سے گذری تو آپ نے بخوبی اندازہ فرمالیا کہ بہت جلد ایک نبی کاذب کا نیا فتنہ سر اٹھانے والا ہے جس کے باعث ملت اسلامیہ شدید انتشار وافتراق اور فساد واختلافات کا شکار ہوجائیگی اور دین میں موجود سارا امن وسکون درہم برہم ہوجائے گا۔

لہذا دکن سے سب سے پہلے حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کی جانب اولین توجہ دی اور ''ازالتہ الاوہام'' کے رد میں ''افادۃ الافہام'' نامی کتاب لکھنے کا بیڑا اٹھایا اور اس وقت دستیاب

غلام احمد قادیانی کی لکھی ایک دوسری اہم کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کے علاوہ عصائے موسیٰ مولف منشی الٰہی بخش صاحب اورڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی تالیف کردہ کتب الذکرالحکیم اور مسیح الدجال وغیرہ لٹریچر میں موجود کفریات کی واضح نشاندہی کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کئی آیات قرآنیہ واحادیث شریفہ کے حوالوں سے صراحتاً، کنایۃً اور دلالۃً ہرانداز میں اس کا دندان شکن جواب دے کرانہیں مسکت کردیا۔علمی دلائل اس قدر وسیع و وقیع تھے کہ افادۃ الافہام کو دوحصوں میں تقسیم کرنا پڑا حصہ اول (۷۲۶) صفحات پر اور حصہ دوم (۳۶۰) صفحات پر اس طرح پوری کتاب کی ضخامت جملہ (۱۰۹۶) صفحات پر مشتمل ہے جس کا سب سے پہلا اڈیشن ۱۳۲۵ھ ہجری (یعنی ۱۰۳سال قبل) شمس الاسلام پریس واقع چھتہ بازار میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔جیسا کہ مولانا مظفرالدین صاحب المتخلص بہ معلّیؔ نے قطع تاریخ طبع کتاب موزوں کیا تھا۔

اہل حق کو ہے مژدہ جاں بخش
قادیانی کا ردّ خوش اسلوب
ہے معلّیؔ یہ اُس کا سال طبع
ہوئی تردید اہل باطل خوب
(۲۵ ہجری ۱۳)

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الاسلامؒ نے ردقادیانیت پر ہی ایک اور کتاب ’’انوارالحق‘‘ کے نام سے لکھ کرشائع فرمائی۔افادۃ الافہام اورانوارالحق دونوں کتب ردقادیانیت میں ایسی مشعل راہ ثابت ہویں کہ ان ہی دلائل ونکات کی بنیاد پر ردقادیانیت پر بعد میں بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں چنانچہ بعد کے مولفین میں مولانا الیاس برنی، مولانا محمد شفیع مفتی دالعلوم دیوبند، مولانا منظورنعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

’’واضح باد حضرت بانی جامعہ نظامیہ نے دکن کے خطہ کوعلمی لحاظ سے اس قدر زرخیزاورثمرآور بنادیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے وطنوں میں ایسی علمی زرخیزی سے محروم بعض اصحاب حیدرآباد آکر تجارتی طور پراپنے علمی ادارے قائم کرنے لگے۔ایسے ہی ایک مقامی نوپیدا ادارہ کے ارباب نے ردقادیانیت کے موضوع پراب تک لکھی گئی کتابوں اوران کے مصنفین کا جائزہ اپنی ایک حالیہ کتاب میں شائع کیااوراس کتاب کی تصنیف کے دوران جامعہ نظامیہ کی لائبریری سے استفادہ بھی کیا۔مگرافسوس کہ اس میں حضرت بانی جامعہ

نظامیہ شیخ الاسلام اور رد قادیانیت پر آپ کی گراں قدر کتب افادۃ الافہام اور انوار الحق کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے ہوئے علاقائی تعصب، شخصی عناد، قلمی بے دیانتی اور علمی بے بصیرتی کا دل کھول کر مظاہرہ کیا۔

افادۃ الافہام کے فاضل مصنف نے کتاب کی ضخامت کے پیش نظر قاری کی سہولت کے لئے کتاب کے دونوں حصوں کی علیحدہ علیحدہ فہرست کے علاوہ تبویب کے ذریعہ ابتداء میں مفاتیح الاعلام کے نام سے مرزا صاحب کے کفریات، گمراہ کن اقوال اور تضاد بیانیوں کا خلاصہ کئی ذیلی سرخیوں میں رموز واشارات کے ذریعہ دیا ہے جو خود (٦١) صفحات پر مشتمل ہے۔ مثلا مرزا صاحب کے دھوکہ دینے والے اقرار واقوال کی سرخی کے تحت (٣٨) نکات، فضائل وکمالات کے دعوے کی سرخی کے تحت (٤٦) نکات، بذریعہ الہام خدا نے ان سے کہا کی سرخی کے تحت (١٥) نکات، مرزا صاحب کے اوصاف وحالات کی سرخی کے تحت (١٢) نکات، خلاف بیانی کی سرخی کے تحت (٢٥) نکات، قسمیں کے تحت (٩) اور الہام کے تحت (٢٤)، دعا قبول نہیں ہوی کے تحت (٩)، تدین کے تحت (١٠)، وعدہ خلافی کے تحت (٧)، فتنہ انگیزی کے تحت (٤)، اخلاقی حالات کے تحت (١١) اور دنیاداری کے تحت (٦) نکات سلسلہ وار دیئے گئے ہیں۔

اس کے بعد تدابیر کے زیرعنوان کوئی (١٢) ذیلی سرخیوں میں مرزا صاحب کی جانب سے اپنے دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے اختیار کردہ چالاک تدابیر کا احاطہ کیا گیا ہے مثلا: ......اس زمانہ میں نبی کی ضرورت ثابت کرنے کی تدبیر۔ نبی بننے کی تدبیر۔ عیسیٰ بننے کی تدبیر۔ وحی اتارنے کی تدبیر۔ امام مہدی بننے کی تدبیر۔ حارث بننے کی تدبیر۔ اپنی اولاد میں عیسویت قائم کرنیکی تدبیر۔ خارقِ عادات معجزوں سے سبکدوشی کی تدبیر۔ الہاموں کی تدبیر۔ قرآن کی تحریف کی تدبیر۔ خاتم الانبیاء بننے اور پیسہ پیدا کرنے کی تدبیر۔

آگے ''مرزا صاحب کے استفادات'' کے زیرعنوان سابقہ مدعیان نبوت ومہدویت کے مکروفریب اور شعبدہ بازیوں کا یکے بعد دیگرے ذکر کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے ان میں اور مرزا صاحب میں جو ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے مثلا: ......مسیلمہ کذاب، سجاح مدعیہ نبوت، محمد ابن تومرث، یوذاسف، بولس، اسحٰق اخرس، مغیرہ بن سعید، ابو منصور، مقنع، ہریغ، احمد کیال، فارس بن یحییٰ، عمر تبان، خوزستانی، بہافرید بن ماہ، فیثاغورس، ذکرویہ وغیرہ کی جانب سے، واقعات میں تصرف، امور غیبیہ مثل کشف والہام، غزلتِ ریاضت اظہار تقدس، تعلیم من اللہ، عقلی معجزے، پیش گوئی، مامور من اللہ ہونا، امام الزماں ہونا، رسالت منقطع نہ ہونا، وحی، نبوت، صلوٰۃ یعنی درود، معارف قرآنی، عقلی استدلال، آیتوں کا مقداق بدل دینا،

آیتوں سے جھوٹا استدلال، اپنی تعلّی، قدرت خدا کی صاحبزادگی، خدا کو دیکھنا، تکفیر، اعداد حروف، ناموں میں تصرف، تحریک قوائے انسانی، تعارض، انبیاء کرام وغیرہم پر حملے، نشانیوں میں جھگڑنا، افترا علی اللہ، اور رسول ﷺ واہل اسلام کی مخالفت کے ابواب میں جو نظائر تاریخ میں موجود ہیں اور مرزا صاحب نے ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی جو بعینہ تقلید واتباع کی ہے، ان کو حقائق کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔

اگر چہ ایک سوسال قبل شیخ الاسلام نے عوامی استفادہ کے لئے یہ کتاب اردو زبان میں لکھی ہے لیکن اردو گلابی، دہقانی یا قدامت لئے ہوئے نہیں بلکہ زبان سلیس اور شستہ اور لب ولہجہ نہایت شائشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت کے رنگ وروغن سے اسقدر آراستہ وپیراستہ ہے کہ گویا عصر حاضر کی زبان معلوم ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اگر چہ اپنی کتابوں میں علماء ومشائخ کو نہایت توہین آمیز الفاظ سے جابجا مخاطب کیا ہے جیسے

"بدذات' بے ایمان، علماء السوء، اندھیرے کے کیڑے، لومڑی، کتے، گدھے، بچھو، کتے کے بچے، خنزیر سے زیادہ پلید، احمق، دجال، اشرار، مفتری، اذل الکافرین، اوباش، پلید، بے حیا، بددیانت، فتنہ انگیز، ایمان وانصاف سے بھاگنے والے، تمام دنیا سے بدترین، جاہل، جعلساز، چمار، مسخرے، دشمن قرآن، روسیاہ سفلے، سیاہ دل، مکار، عقل کے دشمن، غدار، فرعون، کینہ ور، کمینے، مادرزاد اندھے، گندے، مردار خور، نااہل، نمک حرام، نابکار، نالائق، خبیث، زندیق، لعن اللہ علیہم الف الف اور منافق جیسے القاب سے علماء ومشائخ کو خطاب کیا لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ نے پوری کتاب میں مرزا صاحب کے حق میں جواباً سب وشتم تو کجا ناشائشتہ، رکیک اور معیار سے گرا ہوا ایک بھی لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ ان کے لئے ہر جگہ مرزا صاحب کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے تحمل، تدبر اخلاق اور اعلیٰ ظرفی کا پورا پورا مظاہرہ فرمایا۔

حضرت شیخ الاسلام نے ازالۃ الاوہام، براہین احمدیہ اور دیگر کتب کا ایک ایک قابل اعتراض نکتہ، متعلقہ کتاب کے صفحہ نمبر کے ساتھ دیتے ہوئے قرآن وحدیث کے مستند حوالوں کے ساتھ ان دعوؤں کو غلط، گمراہ اور بے بنیاد ثابت فرمایا ہے۔ افادۃ الافہام کے دونوں حصوں میں جملہ (۳۱۶) قرآنی آیات اور کوئی (۱۵۱) احادیث شریفہ کی پوری پوری عبارت مع حوالہ نقل کی گئی ہے۔ کتاب کے صفحہ ۳۷۶ پر مرزا صاحب کی تصنیفات میں موجود آیات قرآنیہ کو بھی شیخ الاسلام نے یکجا کر دیا ہے جو دراصل حضور سید المرسلین ﷺ

کے فضائل خاصہ میں نازل فرمائی گئیں مگر مرزا صاحب نے ان کو الہام کے ذریعہ خود اپنے پر چسپاں کرلیا اور گریز کا یہ طریقہ نکالا کہ بطور ظلی وہ سب فضیلتیں حق تعالی نے انہیں دے دی ہیں۔ جیسے

انا اعطینک الکوثر. انا فتحنا لک فتحنا مبینا. لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر. وما ارسلنک الا رحمة للعالمین. سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا. دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی. یریدون ان یطفؤا نوراللہ. الم نشرح لک صدرک. ورفعنالک ذکرک. لا تخف انک انت الاعلی. کنتم خیر امة اخرجت للناس. انی فضلتکم علی العالمین. اذا جآء نصراللہ. انک علی صراط مستقیم. وجیھا فی الدنیا والاخرة ومن المقربین. الیس اللہ بکاف عبدہ. محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم. وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم. فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ ط افلا تعقلون. وجئنا بک علی ھؤلاء شھیداً. واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی. قل یاایھا الکافرون لا اعبد ماتعبدون. قل اعوذ برب الفلق. قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ. واللہ متم نورہ. وتمت کلمت ربک.

شیخ الاسلام نے قرآنی آیات واحادیث نبوی کے علاوہ مفسرین کرام، محدثین عظام اور ربانی علمائے علام وصوفیہ ذوی الاحترام کی کوئی (۵۰) مستند ومعتبر کتب کے حوالے مع متن نقل کرتے ہوئے اپنے دلائل کو مزید قوی ومستحکم بنایا ہے اور محولہ ہر کتاب کے مصنف یا مؤلف کے اسماء گرامی بھی ساتھ ساتھ دیدئے ہیں۔ ان کے منجملہ صرف چند کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

تفسیر کبیر۔ روح البیان۔ روح المعانی۔ معالم التنزیل۔ ابن جریر۔ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ قرطبی۔ بیہقی۔ نسائی۔ احمد۔ مستدرک۔ مسند امام حنبل۔ سنن ابوعمر۔ درمنثور۔ مواہب اللدنیہ۔ زرقانی۔ کنز العمال۔ خصائص کبری۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ غرر الخصائص الواضحہ۔ نفحات الانس۔ الآثار الباقیہ۔ تاریخ خمیس۔ شفا بوعلی سینا۔ شرح حکمۃ الاشراق۔ لسان العرب۔ تاریخ دول اسلامیہ۔ فتوحات اسلامیہ۔ منہاج السنہ۔ ملل ونحل۔ کرامات الصادقین۔ کتاب المختار فی کشف الاسرار۔ اسفار اربعہ۔ تقریب۔ تدریب الرائے۔ شرح شفاء۔ شفاء للناس شوکانی۔ الاشباہ والنظائر۔ فتح المبین۔ فتوح الغیب۔ روض الریاحین۔ بہجۃ الاسرار۔ فتوحات مکیہ۔ شرح رسالہ قیامت۔ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بانی جامعہ کا مطالعہ کس قدر وسیع اور وقیع تھا نیز ایک جید حافظ قرآن اور ایک متبحر عالم حدیث کی حیثیت سے برموقع درکار قرآنی آیات اور متعلقہ احادیث شریفہ آپ کو کس قدر ازبر اور آپ کے حافظہ میں کتنے مستحضر ہوا کرتے تھے۔ جن کی روشنی میں آپ نے نقلی و علمی دلائل کے ذریعہ مرزا صاحب کے ہر دعوے کو باطل اور جھوٹا ثابت کر دکھایا۔

افادۃ الافہام حصہ اول کے صفحہ (۱۱۴) اور صفحہ (۳۴۳) پر اسلام کے بنیادی عقائد سے متعلق سر سید احمد خان کے گمراہ کن نظریات کا مرزا صاحب کے کفریات سے تقابل اور دونوں میں مماثلت ظاہر کرتے ہوئے شیخ الاسلامؒ رقمطراز ہیں:

۱﴾ خان صاحب نے نبوت کو جنون قرار دینے سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ مرزا صاحب نے نبوت کا ایک زینہ بڑھا کر وہ ترقی کی کہ قیامت تک مسیحائی کے سلسلہ کو اپنے خاندان میں محفوظ کرلیا۔

۲﴾ خان صاحب معجزات کا انکار کر کے دونوں جہاں میں بے نصیب رہے۔ مرزا صاحب نے عقلی معجزات ثابت کر کے لاکھوں روپے حاصل کر لئے جس سے اعلی درجہ کے پیمانے پر مدرسہ وغیرہ کا کام چلایا۔

۳﴾ نبوت کو عام فطرتی قوت دونوں نے قرار دیا مگر خان صاحب بجز اس کے کہ نبوت گھر گھر کر گئے ان کو ذاتی فائدہ نہوا بلکہ ان کی امت کے لوگ ان کے بھی نہ رہے اپنی عقل کے مطابق رائے قائم کرلی۔ اور مرزا صاحب نے اس قوت کو قیود شروط لگا کر ایسی جکڑ بندی کی کہ اس زمانہ میں تو (نبوت) ان کے گھر سے نہیں نکل سکتی اور ان کی امت ان کی ایسی متبع ہوئی کہ ان کے کلام کے مقابلہ میں خدا اور سول کے کلام کو بھی نہیں مانتی۔

۴﴾ سر سید احمد خاں صاحب اپنی تفسیر وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ جبرئیل اس ملکہ اور قوت کا نام ہے جو انبیاء میں ہوتی ہے۔ ملائکہ اور ابلیس وشیاطین، آدمی کی اچھی بری قوتوں کے نام ہیں۔

۵﴾ آدم ابوالبشر جن کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے وہ کوئی شخص خاص نہیں بلکہ اس سے مراد بنی نوع انسانی ہے۔

۶﴾ جنات کوئی علیحدہ مخلوق نہیں بلکہ وحشی لوگوں کا نام ہے۔

۷﴾ نبی دیوانوں کی ایک قسم کا نام ہے جو تنہائی میں اپنے کانوں سے آواز سنتے ہیں اور کسی کو اپنے پاس کھڑا باتیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔

۸﴾ تہذیب الاخلاق میں لکھا کہ ان (پہلے کے) علماء و مفسرین کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔

شیخ الاسلامؒ نے مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیوں کا احاطہ کیا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وتدفین کا مبینہ واقعہ عجیب وغریب ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام میں پہلے تو یہ لکھا کہ عیسیٰ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔ گلیل ملک شام میں واقع ہے۔ اس کے بعد رسالۃ الھدیٰ میں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے۔ شیخ الاسلامؒ نے اس سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ واقعات کے اختلافِ بیان سے ثابت ہے کہ ان کے بیان کا اصل واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔ جب واقعات کی نسبت یہ بات (جھوٹ) متعدد مقامات میں ثابت ہوگئی تو ان کے الہامات مطابق (سچے) کیوں سمجھے جائیں گے کہ آخر وہ بھی تو انہیں کے بیانات ہیں۔ بالکل اسی طرح مرزا صاحب نے بھی ایک طرف احادیث نبوی کو ساقط الاعتبار (یعنی غیر معتبر) قرار دیا تو دوسری طرف وہ تفسیروں کے اس سے زیادہ دشمن رہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۶ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے مولویوں کو بہت خراب کیا ہے۔ ان کے دلی اور دماغی قویٰ پر ان سے اثر پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضرور ہے کہ ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کرسکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کے مزاحم ہورہی ہیں''۔

حضرت بانی جامعہ نظامیہ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف اپنی تصنیفات کے ذریعہ جو علمی جہاد کیا اس سے دکن میں اس فتنہ کا زور تو ٹوٹ گیا لیکن اس کا مرکزی مستقر قادیان چونکہ شمالی ہند میں واقع تھا اس لئے پنجاب اور شمالی ہند کے دیگر علاقوں میں یہ فتنہ بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔ بے دریغ دولت کے ذریعہ جابجا اس نئے گمراہ مذہب کی تشہیر اور پھر انگریزی حکومت کی سرپرستی کا نتیجہ تھا کہ بہت کم وقت میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہوئی۔ یہاں یہ جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ آگے چل کر اس فتنہ کا کیا حشر ہوا۔

مرزا صاحب کے عقائد جب علماء حرمین شریفین کو بھیجے گئے تو مکہ معظّمہ کے رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے یہ فتویٰ جاری کیا ''مدعی نبوت کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو شخص قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کرے یا اس کی متابعت کرے وہ بھی مدعی نبوت کی طرح کافر ہے''۔

پنجاب کے ایک جید اہل السنّت والجماعت عالم حق وصوفی باصفا حضرت پیر مہر علی شاہؒ ان ہی دنوں ہجرت کے ارادے سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ نے بانی جامعہ نظامیہ حضرت حافظ انوار اللہ

فاروقی کے استاذ و پیرو مرشد یعنی پیر طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی تو حضرت مہاجر مکیؒ نے فرمایا کہ آپ واپس اپنے وطن تشریف لے جایئے وہاں آپ کو اسلام کے دفاع میں ایک بہت بڑے فتنے کا مقابلہ کرنا ہے۔ چنانچہ پیر مہر علی شاہؒ ہجرت کا ارادہ ملتوی کر کے وطن واپس ہوئے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جھوٹے دعوی نبوت کے ساتھ منظر عام پر آچکا تھا۔ پیر مہر علی شاہ مرزؒا صاحب کو مباہلہ کا چیلنج بھی دیا اور اس کے خلاف کتاب ''شمس الھدایہ'' لکھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تین سال بعد ''شمس بازغہ'' کے نام سے دیا جس کے جواب میں پیر مہر علی شاہ نے ''سیف چشتیہ'' کے نام سے کتاب لکھی مگر اس کا جواب نہ مرزا غلام احمد قادیانی دے سکا اور نہ آج تک اس کا کوئی خلیفہ جواب دے سکا۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد یہ فتنہ پاکستان میں تیزی کے ساتھ پروان چڑھنے لگا کیوں کہ حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ میر ظفر اللہ خاں خود قادیانی مذہب کا ایسا راسخ علمبردار تھا کہ جس نے قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے کی ہر سطح پر مقدور بھر کوشش کی لیکن بلوچستان اور آزاد کشمیر وغیرہ علاقوں کے جیالے مسلمانوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگادی۔ ہر مسلک کے علماء نے بھی ردقادنیت کے لئے اتحاد کا مظاہرہ کیا اور عامۃ المسلمین کے دینی شعور کو بیدار کیا۔ چنانچہ کئی ہڑتالوں، احتجاجی پر تشدد مظاہروں کے بعد حزب اختلاف کی جانب سے مولانا شاہ احمد نورانی نے ۳۰ رجون ۱۹۷۳ء کو ایک قرارداد پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کی۔ اور بڑے ہنگاموں کے بعد بالآخر ۷ رستمبر ۱۹۷۳ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے تاریخی فیصلہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ترمیمی بل متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۷۳ء ہی میں رابطہ عالم اسلامی کی خدمات بھی نتیجہ خیز اور مفید ثابت ہویں جس کے تحت تمام اسلامی ممالک کے علماء کرام اور مفتیان عظام کی فقہ کانفرنس میں قادیانیوں کے عقائد پر بحث کے بعد فیصلہ کے گیا کہ چونکہ قادیانی عقائد جھوٹے مدعی نبوت پر ایمان، قرآن کریم کی تحریف، جہاد کو باطل قرار دینا اور احادیث نبویہ کے انکار کی بنا پر کفر کے زمرے میں آتے ہیں اس لئے تمام ممالک اسلامیہ ان کے ساتھ غیر مسلموں والا معاملہ کرے اور ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے سعودی عرب کے نمائندے نے اجلاس کو بتایا کہ سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی ہے۔ اجلاس میں قادیانیوں کے اسرائیل میں مشن کی مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام کے خلاف سازش قرار دیا گیا۔

۱۰ اور ۱۱ رجنوری ۱۹۸۸ء کو سپریم کورٹ پاکستان نے بھی اپنے فیصلہ میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی توثیق کردی اور ان کی عبادگاہوں کو مسجد کا نام دینے پر تک ممانعت عائد کردی۔

اس طرح ایک صدی قبل حافظ انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ نے اس فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کا آغاز فرمایا تھا وہ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے پایۂ تکمیل کو پہنچی اور قادیانی فرقہ کو عالم اسلام میں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اب ہم مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ہمیشہ چوکنا رہیں تاکہ دبے پاؤں پوشیدہ طور پر یہ فتنہ نیا جنم لینے نہ پائے۔نئی نسل کو فتنۂ قادیانیت کے پس منظر سے پوری طرح باخبر کرتے رہیں دعا ہے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوجائے اور رب العزت ہمیشہ ایسے فتنوں سے ہمارے ایمان کو محفوظ و مامون رکھے۔آمین۔وصلی اللہ تعالی علی أشرف الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وأصحابہ أجمعین والحمد للہ رب العلمین۔



قادیانیت، حقیقت یا حماقت

حضرت مولانا سید شاہ رؤف علی قادری الملتانی[1]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان :

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ○ (جاثیہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ ٹھہرا دیا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگا دیا ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت کرسکتا ہے سو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَاتَّبَعُوْا اَھْوَآءَ ھُمْ (محمد:۱۶)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ مہر لگا دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرر ہے ہیں۔

سورہ جاثیہ کے لفظ خَتَمَ اور سورہ محمد کے لفظ طَبَعَ دونوں لفظوں کا حاصل محرومی اور شقاوت ہے۔

اہم فوائد

جس طرح بے علمی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح کبھی علم بھی گمراہی کا سبب ہو جاتا ہے۔

جو گمراہی علم کی راہ سے آتی ہے اس کا نتیجہ بھی انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ یہ تاریکی کی گمراہی نہیں روشنی کی گمراہی ہے۔ جہل کی نہیں علم کی ہے اس لئے یہاں سب اسباب ہدایت معطل ہو جاتے ہیں نہ کان کچھ سنتے ہیں نہ آنکھ غور وفکر کے لئے تیار ہوتی ہے۔ قلب میں حکومت ھویٰ کی وجہ سے حق بینی اور حق فہمی کی کوئی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی اس لئے یہاں ہدایت اور توبہ کی کوئی توقع نہیں رہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

لَاتَکْرَ ھُوْا الْفِتْنَۃَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّھَا تُبِیْدَ الْمُنَافِقِیْنَ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں فتنہ کو بُرا نہ سمجھو اس لئے کہ وہ منافقوں کو ہلاک کرے گا۔

افادۃ الافہام بحوالہ ابونعیم کنزالعمال۔ مؤلفہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ

اسلام کی حقانیت

مذہب اسلام کے دو بنیادی اصول

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد لین بدلنا اسلام نے بنی آدم کو بتایا کہ اصل مستحق عبادت کون ومکان کا پروردگار مالک وحاکم صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں اور جو ضابطۂ حیات کتاب وسنت کے ذریعہ آپ دنیا کو دیئے وہی صحیح ہے۔ انسانی فلاح کے لئے اس پر عمل ضروری ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا عروج ظاہری اور باطنی کا راز ان دو بنیادی اصولوں پر عمل کرنے میں ہی پوشیدہ ہے۔

اسلام کی مخالف قوتیں اس بات کو اچھی طرح جانتی ہیں چنانچہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لئے اُنھوں نے جو قدم اُٹھایا ان میں پہلے انہی دو اصولوں کو نشانہ بنایا تھا پہلے اصول کی مخالفت میں کوئی قابل ذکر کامیابی نہ مل سکی پھر اسلامی اصول کے دوسرے ستون یعنی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متزلزل کرنے میں قوت جھونک دیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے فوراً بعد جھوٹے نبیوں کی جماعت جزیرۂ عرب میں سر اُٹھائی مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے امیر المومنین کے بروقت اور سخت اقدامات کی وجہ سے سب کی سرکوبی ہوئی اور کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔

اس کے بعد اگرچہ انفرادی طور پر مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر زمانہ پر کوئی معتدبہ اثر ڈالے بغیر دنیا سے چلے گئے۔ منظّم طریقہ سے اصول پر محاذ آرائی تقریباً ختم ہوگئی۔

بانی قادیانیت

سکھ حکومت کے آخری دور میں ریاست پنجاب کے ضلع گرداسپور کے موضع قادیان میں سمرقندی مغل گھرانے کے حکیم مرزا غلام مرتضٰی سمرقندی سنی حنفی کے گھر ۱۸۴۰ء میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔

تعلیم

علوم مروجہ: ناظرہ قرآن، فارسی، مولوی فضل الٰہی سے، عربی کا ابتدائی نصاب، مولوی فضل احمد سے۔ سترہ سال کی عمر میں صرف نحو منطق وغیرہ مولوی گل علی شاہ سے۔ طب اپنے والد مرزا غلام مرتضٰی سے حاصل کیا۔

ملازمت

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ میں ۱۵ روپئے ماہانہ پر ملازمت پر مامور رہا۔

خاندانی پس منظر

تاریخی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کے جد اعلیٰ چغتائی سلطنت کے مورث اعلیٰ بابر بادشاہ کے ہمراہ دہلی آئے۔ بہت سے دیہات بطور جاگیران کو ملے وہاں قلعہ تعمیر کئے، ایک ہزار فوج سوار اور پیادہ کے ساتھ وہاں رہے۔

مغلوں کی گرتی دیوار کے زمانہ میں مرزا گل محمد وسیع ملک بنانا چاہتے تھے مگر ناکام رہے۔

بالآخر سکھوں کے ساتھ ہوگئے۔ جب سکھوں کی باہمی جنگیں شروع ہوئیں تو اہلوالیا مسل کے حلیف رہے جس کو شکست ہوئی تو مرزا جی کے دادا کو قادیان سے فرار ہونا پڑا۔ سردار فتح سنگھ اہلوالیا کی پناہ میں بیگو چلے گئے۔ پھر راجہ رنجیت سنگھ اور سردار فتح سنگھ اہلوالیا کی متحدہ مہم میں نظام الدین خاں کو شکست دے کر "قصور" پر قبضہ کرلیا گیا۔

اس کارروائی میں مرزا غلام مرتضٰی کی خدمت سے خوش ہوکر راجہ رنجیت سنگھ چار دیہات کی جاگیر بحال کیا اس طرح قادیان واپس آنے کا موقع ملا۔

اس دور میں پشاور کشمیر ہزارہ پر جتنے حملے سکھوں کے ہوئے وہ سب مسلمانوں کے خلاف تھے جس میں مرزا جی کا خاندان سکھوں کے ساتھ رہا۔

حکیم غلام مرتضٰی جاگیر کی بحالی کے مقدمات میں مصروف ہوگئے۔

نئی انگریز حکومت پنجاب کے رئیسوں میں شمار کرتے ہوئے گورنر کے دربار میں کرسی کا انتظام کیا اور صرف ۷۰۰ روپے سالانہ اعزازی وظیفہ مقرر کی۔ مرزا عطاء محمد کی وفات کے بعد ۱۸۰ روپے ہوگیا۔ مرزا جی کے تایا کے فوت ہونے کے بعد وہ بھی بند ہوگیا۔

ملک کی عام حالت اور مسلمانوں کی ذہنی کیفیت

ایک پشت پہلے گئی دولت شاہانہ ٹھاٹ کے چھین لئے جانے پر جو گھٹن اور حسرت ہوئی ہوگی وہ معمولی نہ رہی ہوگی اور یہ بشری تقاضہ بھی ہے۔ فکری تقاضہ بھی ہوا ہوگا کہ نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جائے۔

۱۸۵۷ء میں سیاسی بالادستی کھو دینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے۔ اپنے اس اضمحلال سے چھٹکارہ پانے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مرد خدا آ کر انھیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ اس دور کے مسلم دانشور بھی احیائے قوم کے درد سے بے چین اور بے قرار تھے۔

اس وقت ان کو دوہری دشواری کا سامنا تھا۔

۱۔ ایک انقلاب زمانہ نے ان سے دنیوی حکومت اور جاہ وجلال چھین لیا۔

۲۔ یوروپ کا مادی انقلاب جو انگریزوں کی وساطت سے ہندوستان پہنچ چکا تھا۔

اس موقع کو غنیمت جان کر دینی اقدار کو پامال کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔

ان کے خیال میں مادی انقلاب کو اپنائے بغیر ان دونوں محاذوں پر مخالف طاقتوں سے نبرد آزما ہونا ممکن نہ تھا۔ انہی حالات میں سرسید احمد خان ایک نئی تحریک شروع کئے جس کا مقصد مسلمانوں کو مغربیت کی نئی اقدار سے روشناس کرانا اور انگریزی علوم وفنون میں مہارت حاصل کرانا تھا۔

اس تحریک کا مدار نئے انگریز حاکم کو اپنانے کے خیال سے مصلحتاً یا ارادۃً زیادہ تر نیچریت پر تھا۔ اس کا یہ اثر بھی قائم ہوا کہ اسلامی تربیت وتعلیم کے مقابلہ میں مادی خوشحالی امراء وحکام کی خوشنودی کو اولیت واہمیت حاصل ہوگئی۔ جس سے قوم میں ملا اور مسٹر کی تفریق نے سر نکالا۔ اس طرح قوم میں دو ذہن اور دو طبقے پیدا ہوگئے۔

نتیجہ صدیوں کی ملی وحدت کا پیرہن چاک ہوگیا۔ انہی ملکی، ملی حالات اور مرزا جی کی لُٹ گئی خاندانی شان وشوکت، ایسے پُر آشوب وانتشار کے موقع پر مرزا جی کے رفیق خاص کشمیر کے شاہی طبیب حکیم نوردین

نے فائدہ اُٹھانے کا مشورہ دیا کہ مثل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم میں جائیں تو دل و جان سے خیر مقدم ہوگا۔ یہ احیائے ملت کے لئے بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

۱۸۷۹ء میں مرزا جی نے ''براہین احمدیہ'' پچاس جلدوں میں اسلام کی حقانیت، دیگر مذاہب کی تردید میں قوی دلائل پر مشتمل لکھنے کا اعلان کیا۔ جس پر مسلم برادری سے کثیر مالیہ پیشگی پہنچایا گیا۔ ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کے دوران چار جلدیں شائع کر کے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ الہام اشاعت دین پر مامور فرمایا اور اس صدی کے مجدد ہیں۔

اس لئے اس کتاب کی اشاعت بند کی جاتی ہے۔

۱۸۸۶ء میں دوسری کتاب ''سرمہ چشم آریہ'' تصنیف کیا اور ہوشیار پور میں آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ کیا۔ اس طرح مناظر اسلام اور مدعی الہام کی حیثیت سے شہرت پایا اس دوران عقیدت مندوں کا حلقہ بھی تشکیل پا گیا۔ ان عقیدت مندوں میں کشمیر کا شاہی طبیب حکیم نوردین مشیر و معاون بن گیا۔ ۲/اکٹوبر ۱۸۹۱ء میں اشتہاری اعلان شائع کرایا کہ میں ان تمام اُمور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔

اس میری تحریر پر ہر شخص گواہ رہے۔

(مہر منیر بحوالہ تبلیغ رسالت جلد دوم)

اُسی سال

مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواصِ طبع اور عادات و اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں رکھے ہیں۔

جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس دعویٰ پر صبر نہ ہوسکا کچھ ہی عرصہ میں قدم آگے بڑھا۔ حیات مسیح علیہ السلام کو غلام بتا کر وفات مسیح علیہ السلام کا اعلان کر دیا۔ (فتح الاسلام توضیح مرام ازالہ اوہام)

پھر مسیح موعود مہدی معہود ہونے کا اعلان کیا۔(توضیح مرام)
اس دعویٰ کے ۱۰ برس بعد معروف اسلامی عقیدہ ختم نبوت جس کا وہ خود بھی معتقد رہا کو غلط قرار دے کر نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

عجیب داستان

اگست ۱۹۰۱ء مرزا جی کے خطیب عبدالکریم نے جمعہ کے خطبہ میں انھیں نبی ورسول کہا۔
نماز کے بعد سید محمد احسن امروہی قادیانی نے خطیب سے جھگڑا کیا۔
اگلے جمعہ پھر وہی الفاظ دہرائے، نماز کے بعد مرزا جی کا دامن پکڑ کر کہا میں آپ کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔اگر میں غلطی پر ہوں تو حضور مجھے درست فرمائیں۔
اس پر مرزا جی مڑ کر کھڑے ہوئے اور کہا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ سن کر سید محمد احسن غصہ میں بھرے واپس آگئے اور مسجد کے اوپر ٹہلنے لگے۔ جب خطیب عبدالکریم وہاں پہنچے تو سید صاحب ان سے لڑنے لگے آواز بلند ہوئی۔مرزا جی مکان سے نکل آئے اور یہ آیت پڑھے۔یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْواتَکُمْ فَوْقَ صُوْتِ النَّبِیِّ
اس سے قبل خدا کا فرستادہ، خدا کا امین، مامور مثیل مسیح، مہدی معہود، مسیح موعود کے القاب استعمال ہو رہے تھے۔مگر خطیب صاحب نے عقیدت میں ختم نبوت کی فولادی دیوار کو ہٹانا چاہا۔
مرزا جی نے زبان اور قلم سے بصراحت نبوت کا اعلان شروع کر دیا۔
میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔اور جبکہ خود جو خدائے تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔(ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

ظلی نبی

اس دعویٰ کے بعد مرزا جی کچھ عرصہ اپنے کو ظلی نبی ظاہر کرتے رہے۔
اس کی یوں وضاحت کی گئی کہ
نبوت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہی مل سکتی تھی نہ کہ براہِ راست جیسا کہ پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔

خاتم النّبیین کا معنی

خاتم النبیین کے معنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں۔ اور آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی تھی۔

مستقل صاحب شریعت نبی

کچھ عرصہ ظلی نبی رہنے کے بعد مرزا جی اس منزل پر پہنچ گئے جس کے تصور سے کامل بھی کانپتے تھے۔
اپنے مستقل صاحب شریعت نبی اور خاتم النّبیین ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

اس ادب گاہ کو پھلانگ جانے کی جسارت کر دیا۔ جس کے نزدیک ہونے پر نہ صرف جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے تھے اور مشائخ عظام کو آزادی سے سانس تک لینے کی جرأت نہ تھی۔

ادب گاہیت زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید آں جا

مرزا جی پر وحی

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت انجیل اور قرآن پر۔ (کتاب اربعین نمبر۴)

حسن ظن فطری قوت

تمدن کی اصلاح کے لئے حسن ظن بڑی دولت ہے مگر زمانہ کی رفتار اور مکاروں کی خودغرضیاں حسن ظن کو خاک میں ملا دیئے۔

مرزا جی بھی کہتے ہیں:

نیک ظنی انسانمیں فطری قوت ہے جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو اس وقت تک اس کو استعمال میں لانا طبعی خاصہ ہے۔

یعنی بدگمانی پیدا ہو تو نیک ظنی استعمال میں نہ لائی جائے۔ (براہین احمدیہ ص۱۰۶)

دیکھتے ہیں اس اقعدہ میں مرزا جی ٹھیک بیٹھتے ہیں کیا؟

لوگ نبوت مہدویت قائمیت شاہدیت کشفیت ولایت وغیرہ کے جھوٹے دعوے کر کے دنیا میں وجاہت حاصل کیئے۔ یہ تو ایک ہی ایک دعویٰ کیئے۔ مگر مرزا جی ایک دعویٰ پر قناعت نہ کر سکے۔

مجدد ہوں، محدث ہوں، امام زماں ہوں، مہدی موعود ہوں، عیسیٰ موعود ہوں، کلیم اللہ ہوں، حارث ہوں، نبی ہوں، رسول ہوں، خدا کی اولاد کے برابر ہوں، تمام انبیاء کے مثیل ہوں، ہمسر ہوں بلکہ افضل ہوں

، کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہوں۔ مجھ پر سچی وحی آتی ہے خدا چہرہ سے پردہ اُٹھا کر مجھ سے باتیں کرتا ہے میرے معجزات انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہیں۔

میری رسالت اور نبوت کا منکر کافر ہے

قرآن وحدیث کی توہین اوران میں تحریف وتصرف انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی۔

اہل اسلام خود اپنے ایمان کے مدارج کے موافق فیصلہ کریں کہ کیا اب بھی مرزا جی کے ساتھ حسن ظن کیا جاسکتا ہے۔(افادۃ الافہام)

مسلمانوں کے سیاسی زوال مختلف دینی واخلاقی کمزوریوں ،خرافات وتوہمات کے دور میں اسلامی معاشرہ سے جہالت کی تاریکی کو دور کرنے میں مرزا جی کا حصہ کیا ہے؟

کیا ان کی تحریک سے ایمان وعمل صالح کی فکر پیدا ہوئی ؟

دشمنان اسلام پر غلبہ وفلاح کا جذبہ پیدا ہوا؟

پوری زندگی اور تحریک کا مطالعہ کرلیا جائے تو خلاصہ یہ نکلتا ہے

وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ

اگر اس مسئلہ سے کچھ وقت بچا تو، جہاد کی حرمت اور حکومت برطانیہ کی وفاداری دینی نزاعات میں نئی جھوٹی نبوت کا جھنڈا بلند کرنا۔

مقام غور

جتنے مذاہب اس دور میں پائے جاتے ہیں سب کے موجد زمانہ سابق کے ہی لوگ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے زمانہ سے ہر دور میں ایسے مفتری کذاب بے دین پیدا ہوتے رہے۔

ایسی بدعت کے پھیلاؤ کے وقت اس کو روکنے کی فکر ضرور کرنا ہے۔

عموماً طبائع ایسے اُمور کی طرف مائل ہوجاتی ہیں۔ایسے وقت علماء کا توجہ نہ کرنا، باطل کی ترقی کا سبب بن جاتا ہے۔

مرزا جی کی ذاتیات اور دعوؤں سے کیا سرورکار......؟

اس پُرفتن دور میں کوئی نبوت کا کیا خدائی کا بھی دعویٰ کرے تو کوئی نہیں پوچھتا۔

مگر چونکہ ہمارے نبی رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں تصرف کر رہا ہے تو ہم پر حق ہے کہ

جہاں تک ہو سکے ان کی حفاظت کریں اور اپنے ہم مشربوں کو واقف کرا دیں۔

یہ قرآن اور حدیث کے مقابلے میں اپنے وحی والہام پیش کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحٰی اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ (الانعام:۹۳)

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان گھڑے یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے دراں حالیکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو یا اللہ کی نازل کردہ چیز کے مقابلہ میں کہے کہ میں بھی ایسی چیز نازل کر کے دکھا دوں گا۔

مسلمان کیا کریں

ایسے فتنوں کے وقت مسلمان کیا کریں۔

مخفی راز سے اللہ مسلمانوں کو واقف کرا دیا ہے۔

جو فتنہ انگیزیاں کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ یہ یہی کام کرتے رہیں گے۔ اور انجام کار رسوا ہوتے رہیں گے۔

ارشاد ہو رہا ہے

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْھَا لِیَمْکُرُوْا فِیْھَا وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِھِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ (انعام:۱۲۳)

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم کو وہاں کے جرائم کا سرغنہ بنایا تاکہ وہ اس (بستی) میں مکاریاں کریں اور وہ (حقیقت میں) اپنی جانوں کے سوا کسی (اور) سے فریب نہیں کر رہے ہیں اور وہ (اس کے انجام بد کا) شعور نہیں رکھتے)

بلکہ یہ ہماری آزمائش کے لئے ان کو پیدا کیا۔

ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَااھْتَدَیْتُمْ اِلی اللہ مرجعکم جمیعا (مائدہ:۱۰۵)

اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو تمہیں کوئی گمراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تم ہدایت یافتہ ہو چکے ہو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف جانا ہے پھر وہ تمہیں ان کاموں سے خبردار فرمائے گا۔ جو تم کرتے رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

آخری زمانہ میں فتنہ کو بُرا نہ سمجھو اس لئے کہ وہ منافق کو ہلاک کرے گا۔ یعنی جو ایمان میں کمزور ہوں گے وہ فوراً فتنہ پردازیوں کی تصدیق کرلیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ سچے مسلمان کمال ایمانی کی وجہ سے ان فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ کمزوروں کا علیحدہ ہو جانا ہی بہتر ہے تاکہ خالص مسلمان ممتاز ہو جائیں۔

رب العلمین کی عجیب حکمت ہے کہ جب کسی اہم شخصیت کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے تو اس کی آزمائش زمین پر ہمیشہ اس نام کے کاذب مدعی چاروں طرف پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اس طرح ایک سیدھی بات آزمائشی منزل بن کر رہ گئی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ایسی ہی دجال شخصی

ان سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفصل طور پر حلیہ اور کارنامے بیان فرمائے کہ جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔

گویا یہ پیشن گوئی درپیشن گوئی ہے یعنی غلام احمد قادیانی یا اس جیسے مسیح موعود ہونے یا مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے۔

بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخصی کا منکر ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ان کی تفصیلات بیان فرما کر مرزا جی کے جھوٹے ہونے پر علامات سمجھا دیئے۔

اگر ان خلل اندازوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ احسان ہے کہ جھوٹے مدعیان اور ان کے اندھے مؤیدان حق بین آنکھ سے اور صراط مستقیم پر چلنے والے قدم سے محروم۔

عاشقان وفدائیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ کمال خیر خواہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیان تفصیلی فرمائے۔

فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ
حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَحِیْمٌ

فیصلہ

۲۷/اگست ۱۹۰۰ء

لاہور کی شاہی مسجد میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ مرزا جی کے ۲۲/جولائی ۱۹۰۰ء کے بھجوائے اشتہار کے جواب میں عظیم الشان جلسہ کا اہتمام فرمائے۔

مگر مرزا جی سے حاضر ہونے کی جرأت نہ ہوسکی۔

اس موقع پر معزز و مشہور علماء قادیانیت پر تفصیلی روشنی ڈالے۔ اور متفقہ فیصلہ صادر فرمائے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

قادیانی کو تحقیق حق منظور نہیں۔

اپنی شہرت و مشہوری چاہتا ہے۔

اس کے دعوے غلط بے بنیاد اور لغو ہیں۔

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف

خود رسالت کا دعویدار

قرآن کی آیات کو اپنے اوپر نازل ہونا تحریر کرتا ہے۔

قادیان کو بیت اللہ سے نسبت دیتا ہے۔

مسجد قادیان کو مسجد اقصیٰ کہتا ہے۔

حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کرتا ہے۔

بزرگان دین کے حق میں بے جا و ہتک آمیز تحریریں شائع کر کے دل شکنی کرتا ہے۔ اس کی عام اسلامی مخالفت اور دینی عقائد سے اختلاف کے باعث علمائے ہندوستان اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔

یہ طے کیا گیا کہ جلسہ ہذا کی تمام کارروائی اہل اسلام کے لئے شائع کر دی جائے۔

واہ بہت خوب

مامور من اللہ خدا چہرہ سے پردہ ہٹا کر مجھ سے باتیں کرتا ہے۔

کن فیکون کا اقتدار رکھتا ہوں کا دعویدار

مواہب الرحمٰن تذکرہ اربعین نمبر۳ اور ضمیمہ گولڑویہ میں ان الہامات ذکر

تیری عمر اسی سال یا اس کے قریب یا چند برس زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھے گا۔

۱۶ر مئی ۱۹۰۱ء میں گرداسپور کی عدالت میں حلفیہ بیان دیا گیا کہ عمر ۶۰ سال کے قریب

سن پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء

وفات: ۱۹۰۸ء

جملہ عمر: ۶۸ یا ۶۹ سال

۱۸۸۶ء یہ عمر ۴۶ سال اپنے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی لڑکی محمدی بیگم عمر ۱۳ سال سے نکاح کی درخواست کیئے۔

۱۸۸۸ء میں اپنا الہام شائع کرایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے تیری زوجہ بنایا باکرہ ہو یا بیوہ ہو کر تیری زوجیت میں آئے گی۔ اگر کہیں اس کا نکاح کر دیا جائے تو خاوند اڑہائی سال میں اور والد تین سال میں فوت ہو جائیں گے‘‘۔

مگر کیا ہوا؟

محمدی بیگم کا عقد مرزا سلطان محمد سے ہوا۔ مرزا جی ۱۹۰۸ء میں دنیا سے گئے۔

سلطان محمد ان کے عرصہ بعد تک رہے۔

صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا

مرزا جی کے سابق ارادتمند ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ۲۰ برس بعد مخالف محاذ میں آئے۔

یہ پیشین گوئی کیئے۔

پہلا الہام

۱۳ر جولائی ۱۹۰۶ء کو مجھے الہام ہوا کہ مرزا جی مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فوت ہو جائے گا۔ اور میعاد تین سال بتلایا۔

دوسرا الہام

یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو مجھے الہام ہوا کہ

مرزا آج سے ۱۴ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

مرزا کا جواب

۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو مرزا جی

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشن گوئی کا جواب بذریعہ اشتہار بہ عنوان ''خدا سچ کا حامی ہو'' شائع کرایا۔ اور ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء بعنوان تبصرہ دو الہامات یکے بعد دیگرے شائع کرائے گئے۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے اور اپنے دشمن سے کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔

دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تیری عمر رہ گئی ہے یا دوسرے دشمن ایسا ہی پیشن گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا۔

بہر حال مرزا جی ان ۱۴ ماہ کے اندر ہی

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء لاہور میں بعد عشاء مرض اسہال میں مبتلا ہوئے۔

۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء سہ شنبہ ۱۰ر بجے دن دنیا سے اُٹھا لئے گئے۔

۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء قادیان کی خاک میں ملا دیئے گئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے بعد برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی وأمن بخاتمية افضل الاولين والاخرين سيدنا محمد المصطفی صلی الله عليه و سلم وصدق بماجاء به من عند خالقه والحمدلله رب العلمين .

مُدَّعِیانِ نبوت، تاریخ کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر سید جہانگیر نظامی[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں ان میں سے کسی نے یہ نہیں جتلایا کہ وہ ساری دنیا کے لئے رہنما بن کر آئے ہیں، بلکہ ہر نبی اپنی قوم میں اپنے علاقہ کے لئے مخصوص تھا۔علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ ہر نبی سے یہ عہد لیتا رہا کہ اگر ان کے زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی نصرت واتباع فرمائیں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''**واذا اخذ الله میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال اقررتم واخذتم علی ذلک اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین** ''(آل عمران آیت ۸۱) برخلاف اس کے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تعلیم ساری دنیا کے لئے ہے اور تا قیام قیامت آپ ہی کی رسالت جاری وساری رہے گی اور آپ پر اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرمایا۔بناء بریں آپ کا پیغام اور اُسوہ حسنہ تاریخی اعتبار سے بالکل مستند اور محفوظ ہے اور قرآن مجید وحدیث شریف سے ثابت ہے کہ آپ کی دعوت ساری کائنات کے لئے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ''**وما ارسلناک الاّ کافة للناس بشیرا و نذیرا**'' اور اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں غور کریں تو اس بات کو قبول کرنے کے سوا دوسرا پہلو نہیں ہے کہ آج تمام نبیوں میں صرف آپ ہی ایک ایسے نبی ہیں جن کی سیرت اور تعلیم کے متعلق ہمارے درمیان بالکل صحیح اور یقینی معلومات ہیں۔

ختم نبوت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ رسالتِ خداوندی کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے

شروع ہوا تھا وہ اب مکمل ہوگیا۔فرمایا ''**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**'' (المائدۃ آیۃ:۳۰)(آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور اسلام کو دین کی حیثیت سے چن لیا) چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کرلیا تھا کہ دین کی تکمیل ہوچکی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں گے، کیونکہ رسالت مکمل ہوچکی۔ مذکورہ آیت شریفہ کے مطالعہ اور غور کے نتیجہ میں دو باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں، ایک یہ کہ اب سچا اور سیدھا راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ صرف قرآن مجید اور اُسوہ رسول ہی ہے۔ نیز آپ ہی تمام انسانوں کیلیئے قیامت تک خدا کے پیغمبر ہیں اور آپ پر پیغمبری کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔ چنانچہ متعدد صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت خاتم النبیین کی بعثت ہے۔ اللہ تعالیٰ، انسان کی جس قدر ہدایت کرنا چاہتا تھا وہ سب اس نے اپنے آخری پیغمبر کے ذریعہ بھیج دیا۔ اب جو کوئی بندہ حق کا متلاشی ہو اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہو، اس کے لئے خدا کے آخری رسول پر ایمان لانے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں لہذا جو تعلیم آپ نے دی اس کو ماننے اور جو طریقہ آپ نے بتایا اس کی پیروی کرے ''**ما اتاکم الرسول فخذوہ و مانھاکم عنہ فانتھوا**''۔

نیز رسولوں و نبیوں کا سلسلہ جاری رہنے کی صرف تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ کسی جگہ کسی قوم کے پاس اب تک ہدایت ہی نہ پہنچی ہو۔ دوسری یہ کہ سابقہ نبی کا لایا ہوا پیغام یا تو مٹ گیا ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو، تیسری یہ کہ سابقہ نبیوں کی ہدایات اور پیغام نامکمل تھا اور اس میں اضافہ یا ترمیم کی ضرورت باقی ہو۔ اور یہ بات واضح ہے کہ ان تینوں وجوہات میں سے کوئی بھی وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں پائی گئی اور نہ پائی جاسکتی ہے اور نہ پائی جائے گی۔ کیونکہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، سیرت اور ہدایت بالکل محفوظ اور زندہ ہے۔

بناء بریں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیما**'' (الاحزاب، آیۃ:۴۰) اور قرآن مجید کی حفاظت کے لئے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے ''**انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون**'' مولوی عبداللہ یوسف نے اس آیت کی تفسیر یوں کی:

When a document is sealed is complete and can be no futher

addition. The Holy Prophet Mohammed (SAS) closed the long line of messengers. Allah's teaching is and will always be continous, but there has been and will be no prophet after Mohammed (SAS). The later ages will want thinkers and reformers. This is not an arbitrary matter it is a decrese full of knowledge and wisdom for Allah Ta'ala has full knowledge of all things.

عربی لغت اور محاورے کے اعتبار سے ختم کے معنی مہر لگانے، بند کرنے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں اور حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی (نبی) اس دار فانی سے رحلت فرماتے دوسرے نبی ان کے جانشین ہوتے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوں گے بلکہ خلفاء ہوں گے'' چنانچہ ارشاد بار تعالیٰ ''**اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**'' (النساء: آیت ۵۹) کی تفسیر میں علماء ربانیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ اولوالامر سے مراد علماء وفقہاء ہیں جو دینی احکام کے درست معنی بتلاتے ہیں۔ حضرت عطاء بن رباح کا قول ہے ''اس سے اولوالعلم والفقہ مراد ہیں''۔ اور فرمایا ''رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی''۔ اس کی مزید وضاحت اس حدیث شریف سے ہوتی ہے ''**ان مثلی و مثل الانبیاء قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین**''۔ میری مثال اور مجھ سے پیشرو انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے بہترین خوبصورت گھر بنایا لیکن ایک کنارہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے اطراف گھومتے ہیں اور سراہتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس ایک اینٹ کی جگہ کو کیوں پُر نہیں کیا گیا۔ (تو آپ فرماتے ہیں) میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں''۔ پس اس واضح حدیث شریف کے بعد بھی کوئی منصب نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے وہ کافر ہے اور خارج از ملت اسلامیہ ہے۔

ختم نبوت کے حتمی ہونے پر مذکورہ بالا آیات بینہ اور احادیث جامعہ و مانعہ کو بیان فرمانے کے ساتھ ساتھ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منفی جانب کو بھی ذکر فرما دیا تھا جو آپ کے بعد رونما ہونے والا ہے جو صحیحین میں مذکور ہے ''**انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی**''۔ فرمایا کہ میری اُمت میں تیس جھوٹے نبی ہوں گے۔ ان میں کا ہر ایک دعویٰ

کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ایک اور حدیث شریف اس موضوع پر ان الفاظ میں وارد ہوئی ''**ولا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله** ''فرمایا کہ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی تاوقتیکہ جھوٹے دجال اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے جو تعداد میں تقریباً تیس ہوں گے ان میں کا ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ احادیث میں تیس کا لفظ وارد ہوا ہے۔اس سے مراد صرف تیس نہیں کیونکہ حضور کی عادت شریفہ یہ تھی کہ کثرت کے لفظ کو ادا کرنے کے لئے تیس، چالیس اور ستر کا لفظ استعمال فرماتے۔

اب اگر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ آیا مدعیان نبوت کے واقعات صرف اسی اُمت محمدیہؐ میں رونما ہوئے یا دیگر اُمتوں میں بھی اس قسم کے مدعیان نبوت پائے گئے؟ تاریخ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل انجیل میں جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا تھا اور خاص احمد کے نام سے بشارت مذکور تھی لیکن جب اس کا ترجمہ پہلی مرتبہ یونانی زبان میں کیا گیا تو وہ ''پیرکلوطوس'' کیا گیا جس کے معنی احمد کے ہیں۔ پھر جب یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تو اس کا معرب ''فارقلیط'' بنا۔حضرت عیسیٰ کے بعد سے اہل کتاب ''فارقلیط'' کے منتظر تھے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض نے انھیں فارقلیط کی حیثیت سے مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منٹس میسی نے دوسری صدی عیسوی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط نبی ہوں جس کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی اس پر ایمان بھی لائے تھے اور ولیم میور نے تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے متبعین کا حال بھی بیان کیا ہے جو ۱۸۲۸ء میں لندن سے شائع ہوئی۔

یہ تو ذکر تھا دعویٰ نبوت قبل بعث نبوی علی صاحبها الصلوۃ والسلام، لیکن جن صریح الفاظ میں خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے جھوٹے مدعیان نبوت کا ذکر فرمایا ہے ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملنے سے قبل ہی مدعیان نبوت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جیسا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا''**سئل ابن عباس عن رؤیا رسول الله فقال ابن عباس ذکر لی أن النبی صلی الله علیه و سلم قال بینا انا نائم رایت انه وضع فی یدی سواران من ذهب فقطعتهما و کرهتهما فاذن لی فنفختهما فطارا فاولتهما کذابان یخرجان**''۔

مسیلمہ کذاب نے اسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن آپ کی زندگی میں یہ صوت کاذب، صوت

صادق کے سامنے نہ اُبھر سکی۔ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کے بعد اسود عنسی ، طلیحہ بن خویلد جیسے کئی مدعیان نبوت پیدا ہوگئے ۔ مادہ پرست عورتیں بھی اپنے مکر وفریب کو آزمانے میں پیچھے نہ رہیں ۔ چنانچہ قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت سجاح بنت رباح بھی نبوت کی دعویدار بن گئی اور مسیلمہ کذاب سے شادی کرلی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی موتہ کی مہم سے واپسی کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان جھوٹے نبیوں کے استیصال کی جانب توجہ کی اور مسیلمہ کذاب کی مہم حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ان کی مدد پر مامور ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ، طلیحہ کی طرف پیشقدمی فرمائی، زبردست شکست کی بناء وہ شام کی جانب بھاگ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دوبارہ مسلمان ہوا اور آپ کے دست مبارک پر تجدید توبہ کیا اور گروہ اسلام میں شامل ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں تھے۔ عکرمہ نے جوش وایمان میں حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پہنچنے سے پہلے حملہ کردیا جس کی وجہ سے شکست ہوئی۔ ان کی شکست کی خبر سن کر خلیفہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو طلیحہ کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے تھے ، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ مسیلمہ کے متبعین چالیس ہزار سے زیادہ تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تقریباً دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر اسلام کی قیادت فرمارہے تھے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد بنی حنیفہ کو شکست فاش دی۔ مسیلمہ کو وحشی بن حرب قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ سجاح ، شوہر کے قتل کے بعد بھاگ گئی۔

بنان بن سمعان تمیمی نے ۹۶ ھ میں کوفہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں جس کے ذریعہ سے زہرہ کو بلا لیا کرتا ہوں، اس دعویٰ پر حسن ظن کرکے ایک جماعت کثیرہ اس کے تابع ہوگئی۔ یہ لوگ اس کی نبوت کے قائل ہوگئے ۔ اس نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا **اسلم تسلم و ترتقی من سلم فانک لا تدری حیث یجعل اللہ النبوۃ** یعنی تم میری نبوت پر ایمان لاؤ تو سلامت رہوگے اور ترقی کروگے تم نہیں جانتے کہ خدا کس کو نبی بناتا ہے۔ خالد بن عبداللہ قسری نے اس کو قتل کیا۔

ابو منصور عجلی کوفی ۱۲۰ھ اس کی تعلیم میں یہ بات داخل تھی کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوسکتی۔ رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہیں گے۔ قرآن وحدیث میں جو جنت ونار کا ذکر ہے دو شخصوں کے نام ہیں اور اسی طرح مردار گوشت، خنزیر اور جو احرام نہیں۔ ان چیزوں سے تو ہمارے نفوس کی تقویت ہے۔

منہاج السنہ میں ہے کہ مغیرہ بن سعید عجلی کوفی ۱۲۹ھ جس کی نبوت کا قائل فرقہ مغیریہ ہے، اس کا دعویٰ

تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اوراس سے مردوں کوزندہ کرتا ہوں۔اس نے پہلے امام زماں ہونے کا دعویٰ کیا پھرنبوت کا دعویٰ کیا۔نیز اس نے آیت ''**انا عرضنا الامانة علی السموات والجبال**'' الاحزاب آیۃ ۲۷کا یہ مطلب نکالا کہ امانت خدا تعالیٰ کی یہ تھی کہ علی بن ابی طالب کوامام ہونے نہ دیا جائے۔یہ بات آسمان و زمین وجبال نے قبول نہ کی، پھروہ امانت انسان پرپیش کی گئی تو عمر نے ابوبکر سے کہا کہ تم ان کوامام نہ ہونے دو اورمیں تمہاری تائید میں موجودہوں۔اس شرط پرکہ مجھے اپنا خلیفہ بنانا۔انھوں نے قبول کیا۔ان دونوں نے اس امانت کواُٹھالیا۔سووہ یہی بات ہے جوحق تعالیٰ فرماتا ہے''**وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا**'' (الاحزاب۷۲)یعنی وہ دونوں ظلوم وجہول ہیں۔نیز اس کے مریدوں کوناز تھا کہ کل تفاسیر اس طرح کے معارف سے خالی ہیں۔

ابوالخطاب اسدی نے ۱۳۴ھ میں کوفہ میں اپنے آپ کوامام جعفر کے منتسبین میں مشہورکر کے لوگوں کا اعتقادامام کے ساتھ خوب مستحکم کیااور یہ بات ذہنوں میں جمائی کہ امام زماں پہلے انبیاء ہوتے تھے۔پھرالہ ہوجاتے ہیں اورالہیت نبوت میں نورہےاورنبوت امامت میں نورہےاور''**واوحی ربک الی النحل**'' (النحل: آیۃ ۶۸) سے یہ ثابت کرتا تھا کہ ہرمسلمان پروحی ہوتی ہے۔منصور کے زمانے میں مارا گیا۔

سفاح کے زمانے میں اسحاق اخرس (یعنی گونگا) مغرب سے ۱۳۵ھ میں اصفہان میں آکر فتنہ پردازیاں کیں اورطویل حکایتوں کے بعدکہا کہ دوفرشتے میرے پاس آئے۔مجھے جگا کراُنھوں نے نہلایا۔ اس کے بعدمجھ پرنبوتی سلام اس طورسے کہا''**السلام علیک یا نبی الله**''اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو نبی بنا کراس قوم میں مبعوث کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد انواراللہ فاروقی نوراللہ مرقدہ، بانی جامعہ نظامیہ نے اس کی تفصیل''افادة الافہام''میں تحریرفرمائی ہے۔

حکم مقنع نے بغداد میں ۱۴۸میں استدراج کر کے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔جب لوگ اس سے عقیدت کرنے لگے تو فرائض کوترک کردینے کا حکم دیا۔

محمود بن فرج نیشاپوری نے ۲۳۵ھ میں سامرا میں نبوت کا دعویٰ کیا کہ وہ ذوالقرنین ہےاورایک خود ساختہ کتاب پیش کی کہ وہ قرآن ہے۔جبرئیل کی وساطت سے اس پرنازل ہوئی ہے۔لیکن ابھی صرف ۲۷ آدمی ہی اس پرایمان لائے تھے کہ پکڑکرمتوکل کے دربار میں حاضرکیا گیااورقتل کردیا گیااوراس کی اُمت قید

کردی گئی۔

فارس بن یحییٰ (۵۵۔۲۵۱ھ) معتز باللہ کے زمانہ میں مصر کے علاقہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے عیسیٰ علیہ السلام کا مسلک اختیار کیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں مردوں کو زندہ کرسکتا ہوں اور ابرص، جذامی اور اندھوں کو شفا دے سکتا ہوں۔ بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور اس کیلئے ایک عبادت خانہ بھی بنا دیا۔

خوارزمی نے الآثار الباقیہ میں لکھا ہے کہ دولت عباسیہ ۴۴۲ھ میں نیشا پور میں ایک شخص فریز بن ماہ فروزین سات سال تک غائب رہنے کے بعد واپسی پر چین سے ایک نرم قمیص لایا جو مٹھی میں آسکتی تھی اور رات کے وقت مجوس کے قبرستان میں کسی بلند مقام پر چڑھ کر بیٹھ گیا جہاں اس کی زمین تھی۔ صبح جب اس مقام سے اترا تو اس علاقہ کا کسان متعجب ہوا۔ دریافت کرنے پر بتلایا کہ اس مدت میں وہ آسمان پر گیا ہوا تھا اور اب وہیں سے آرہا ہے اور مجھے جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی اور خلعت بھی عطاء ہوئی۔ مجوسی اس کے معتقد ہو گئے۔ اس کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے کہا مجھ پر وحی بھی اترا کرتی ہے۔ ابو مسلم نے اسے قتل کر دیا۔

ذیل میں جھوٹے مدعیان نبوت، ان کا مقام اور زمانہ درج کیا جارہا ہے:۔

اسود بن کعب العنسی یمن ۱۰ھ، طلیحہ بن خویلد خیبر ۱۱ھ، مسیلمہ کذاب، یمامہ ۱۱ھ، سجاح بنت حارث، جزیرہ بنی تمیم ۱۱ھ، بنان بن سمعان تمیمی، کوفہ ۹۶ھ، ابو منصور عجلی، کوفہ ۱۲۰ھ، مغیرہ بن سعید عجلی، کوفہ ۱۲۹ھ، صالح بن ریف، اندلس ۱۳۰ھ، محمد بن فضل بن الخطاب، کوفہ ۱۳۴ھ، اسحاق اخرس، مراقش ۱۳۵ھ، حکم مقنع، بغداد ۱۴۸ھ، استادیس، ایران ۱۵۴ھ، ابو عیسیٰ بن یعقوب، اصفہان ۲۱۸ھ، علی بن محمد عبدالرحیم، بحرین ۲۴۹ھ، یہود بن ابان، بحرین ۲۶۰ھ، ابو العباس، قاہرہ ۲۹۸ھ، حمزہ زوزنی، مصر ۴۱۱ھ، بہافریز بن ماہ فروزین، نیشا پور ۴۴۲ھ، حسین بن عمران، عراق ۴۸۳ھ، محمود احمد گیلانی، عراق ۶۰۰ھ، قطب الدین احمد، افریقہ ۶۵۵ھ، احمد بن ھلال، دمشق ۷۸۰ھ، بایزید عبداللہ انصاری، ہندوستان ۱۹۰۱ھ، چراغ دین، کشمیر ۱۹۰۲ء، عبداللہ، تماپوری گلبرگہ ۱۹۰۴ء، عبداللہ پٹواری، چیچہ وطن ۱۹۰۷ء، احمد سعید قادیانی، سمیڑیال ۱۹۱۷ء، احمد نور، قادیان 1918ء، یحییٰ عین اللہ، بہار ۱۹۲۰ء، ٹھوٹھی، لاطین امریکہ ۱۹۲۶ء، خواجہ اسماعیل، لندن ۱۹۳۰ء، مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان ۱۹۵۱ء، محمود مروا، نائجیریا ۱۹۸۱ء، محمد علی، غازی ۱۹۸۲ء، غلام فرید، کٹک ۱۹۸۳ء۔

مرزا کے اعتقادات و دعوے ملاحظہ فرمائیے:۔

انجیل الہامی کتاب نہیں ہے اسی نے لوگوں کو گمراہ کیا۔ میں واصل حق ہوں وقت واحد میں رو بخلق و

خالق سیر الی اللہ وفی اللہ سے فارغ ہوں۔آنخضرت کا نائب ہوں۔امام حسین سے افضل ہوں۔صدیق اکبر سے افضل ہوں۔کرشن جی ہونے کا دعویٰ ہے۔مثیل آدم ونوح ویوسف وداؤد،موسیٰ وابراھیم علیہم السلام ہوں۔ظلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا ایسے کشفوں میں تجربہ کار ہوں۔بعض نبیوں سے افضل ہوں۔عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں (آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایۃً دعویٰ ہے)۔قرآن اُٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔میں اللہ کا نبی ورسول ہوں،خدا نے مجھے بھیجا ہے،خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' وہ رسول میں ہوں۔سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔میری پیشن گوئیاں نبیوں کی پیشن گوئیوں سے زیادہ ہیں۔میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہے۔میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔میرے منکر کو سلام نہ کرنا چاہئے۔کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرلے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔میرے اُمتی پر عذاب نہ ہوگا۔میرے اُمتی جنتی ہے۔ان کے خاندان کو خاندان،رسالت اور ان کی بیوی کو اُم المومنین لکھتے ہیں۔الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولاد میں ہے۔الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔اس فرزند کا آسمان سے اترنا اللہ کا اترنا ہے۔

یا ایھا المدثر، یرفع اللہ ذکرک ،تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہوگئی۔**انا فتحنا لک فتحا مبینا** (الفتح: آیۃ ۱) **اعمل ماشئت ، یا احمد انا اعطیناک الکوثر ، لولاک لما خلقت الافلاک**۔جو دعا تو کرے گا میں قبول کروں گا۔تیرا نام تمام ہوگا اور میرا نا تمام ہوگا۔عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔**وما ارسلناک الا رحمۃ اللعلمین** ۔

مرزا لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل کا رتبہ حضرت مجدد سرہندی کی وجہ سے ملا۔(العیاذ باللہ)

اس کے تضادات کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہے۔تفصیل کے لئے افادۃ الافہام فی رد ازالۃ الاوہام تالیف حضرت شیخ الاسلام مجدد دین ومحی الملت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ کا مطالعہ فرمائیے۔

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حوالہ جات مرزا کی کتابوں سے نقل فرمائے ہیں۔جن کی تفصیل مذکورہ کتاب میں ہے جوردِ قادیانیت کی اولین اور جامع تالیف ہے۔

پہلے پہل بلا چوں وچرا قرآن وحدیث کے مطابق صراحت وبداہت کے ساتھ خاتم النبیین پر نبوت کا قطعی طور پر ختم ہوجانا یقینی تسلیم کیا جاتا ہے۔اس کے بعد درجہ بدرجہ تاویل وتشکیل شروع ہوتی ہے۔ولایت، مجددیت، محدثیت،لغوی نبوت،اصطلاحی نبوت،باطنی نبوت،جزوی نبوت،ظلی نبوت،بروزی نبوت،اُمتی نبوت، بالآخر مستقل نبوت کہ اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائی۔پھر مکمل نبوت جس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کے انکار یا تردد سے ہر مسلمان کافر بن جائے بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان خود بخود کافر ہوجائیں۔ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی عمدہ تصویر ہے۔

زندگی میں ایک زمانہ وہ تھا کہ اکابر اُمت کی خاک پا ہونے پر فخر تھا، یہاں یہ زمانہ آیا کہ اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں بھرتے اور خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مد مقابل واقع ہوئے ہیں، بے حقیقت نظر آتے ہیں۔خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اول جزوی فضیلت پاتے ہیں پھر بذات خود قرآنی پیشن گوئی ''اسمہ احمد'' کا حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور دیگر عظیم الشان قرآنی مبشرات محمدی کو خاص اپنے لئے منسوب کرلیتے ہیں۔اب رہا انکشافات کا معاملہ، قادیانیوں کا حصہ ہے کہ ان اعتبارات کو برداشت کرتے ہیں۔مسلمانوں کا ایمان تو کانپتا ہے اور پناہ مانگتا ہے۔

مرزا نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں عام طور پر عربی ذوق نہیں ہے، مرزا کسی سے عربی قصیدہ لکھوانا چاہتا تھا۔اسی دوران طرابلس سے ایک شخص سعید نامی ہندوستان آکر حیدرآباد میں مقیم ہوا جو عربی کا شاعر تھا۔ مرزا نے ان سے رط قائم کر کے مضبوط دوستی کرلی اور دونوں میں خط وکتابت جاری رہی۔مرزا نے ان سے اپنے لئے عربی میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی۔مرزا کے جھوٹے دعویٰ کا انھیں علم تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرزا کو عربی میں مہارت نہیں ہے تو قصیدہ میں غلطیاں رکھیں تاکہ علماء انکار کریں اور مرزا نے اسے اپنا معجزہ ظاہر کیا جو درحقیقت احمد طرابلسی کا ہے۔

مرزا کے ایک بڑے مناظر نے جن کا نام ولی الدین صاحب ہے، قادیانیت سے تائب ہوکر ردِ قادیانیت پر ایک کتاب لکھی۔نبوت قادیانی کی دلیل ''صراط الذین انعمت علیھم ''جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ان لوگوں کی راہ طلب کی جاتی ہے جن پر انعام کیا گیا بالفاظ دیگر نبوت

کے حصول کی دعا ہے کیونکہ یہی سب سے بڑا انعام ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ اس کا رد کرتے ہوئے ولی الدین صاحب نے جواب دیا کہ اگر سورہ فاتحہ میں نبی بننے کی دعا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نبوت یہ دعا مانگنی چاہئے تھی، مگر اس دعاء کا نزول بعد از نبوت ہوا۔ اور آخر دم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے رہے حالانکہ اس کی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ اس سے پہلے ہی آپ کو نبوت مل چکی تھی اور مقصد پورا ہو چکا تھا۔ ساڑھے تیرہ سو برس اُمت دعا مانگتی رہی اور کوئی بھی نبی نہ بن سکا۔ وہ بھی نبی نہ بن سکے جن کو رضائے الٰہی کا پروانہ صادر ہو چکا تھا۔ بقول قادیانی اُمت میں ایک نبی ہو یعنی مرزا غلام احمد مگر اس کی نبوت مشتبہ ہوگئی۔ بلکہ یہ خود بھی سترہ سال تک اپنی نبوت کو نہ سمجھ سکا اور انکار کرتا رہا اور پھر مرزا کی وفات کے بعد قادیانی اُمت کے پانچ فرقوں میں سے چار فرقے مرزا کی نبوت کا انکار کر بیٹھے۔ مذہب کی تاریخ میں مدعی نبوت کے دعویٰ میں اشتباہ پہلی مرتبہ ہوا۔ سورہ فاتحہ کی اس دعا میں نبوت مانگی جا رہی تھی تو خود مرزا کو سترہ برس تک اپنی نبوت کا منکر نہ بننا پڑتا۔

فتنہ قادیانیت کا سدِّ باب کیسے؟

از: شاہ محمد فصیح الدین نظامی[1]

قرآن حکیم کی ساری تعلیم عقل سلیم کے عین مطابق ہے۔قرآن اپنے ہر دعوے کے ثبوت میں ٹھوس عقلی دلائل پیش کرتا ہے اس نے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں کہی جس کو عقل سلیم تسلیم نہ کرتی ہو۔قرآن پہلیاں نہیں بجھواتا بلکہ جو بات بھی کہتا ہے وہ نہایت فطری، سادہ اور دلنشین انداز میں کہتا ہے۔قرآن حکیم کی اسی عقلیت اور سادگی نے اسلام کو اس کرۂ ارض کے گوشہ گوشہ تک بڑی تیزی سے پھیلا دیا۔قرآن کی خصوصیات میں کلیت اور ابدیت شامل ہے۔اس پاک کتاب مبین میں ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

لغت میں ختم کے معنی مہر لگانے بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔**خاتم القوم** کے معنی ہیں آخرہم، یعنی قبیلہ کا آخری آدمی، اسی طرح لغت کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہوں گے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ چودہ سو برس سے تمام مفسرین اس کے یہی معنی بتاتے آئے ہیں۔

حضار سمینار! یہ ایک عجیب پیش گوئی ہے اور اس کے اندر ایک عجیب طاقت منجانب اللہ موجود ہے۔ایران کے زرتشی ہوں یا ہندوستان کے مہارشی، بنی اسرائیل، مصری، چینی ہر ایک کی تاریخ میں دعوائے نبوت کسی نہ کسی

شکل میں ملتا تھا لیکن جب سے کلام اللہ میں آیت زیب عنوان کا نزول ہوا اور ختم نبوت کا فرمان سنایا گیا اب کوئی قوم بھی اورنگِ نبوت پر کسی کو نہیں بٹھاتی اور نہ ہی تسلیم کرتی ہے اس میں یہی راز ونکتہ پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور جان نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ نور النور کی بعثت وختم نبوت کے اعلان کے بعد دنیا کے جملہ مذاہب کے دماغوں اور طبیعتوں سے یہ بات بھی نکال دی گئی کہ خود ان کے مذاہب کے اندر بھی کسی کو پیغمبر نبی، رسول اور اوتار کہا جائے۔

عالم انسانیت کا یہ عملی فیصلہ، یا دنیا بھر کا طبعی میلان بلکہ فطری وجدان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قدرت نے اس خصوصیت کو وجود اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص رکھنے میں کیسی زبردست حفاظت فرمائی ہے۔ایسا اس لیے بھی ہوا کہ دعویٰ کرنا بڑا آسان ہے مگر زمانِ مستقبل پر حکومت کرنا دشوار ہے اور یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ چودہ صدیاں اور مختلف مذاہب کا رویہ اس کی تائید میں موجود ہے۔جس چیز کی تائید میں خود نیچر ہو وہاں تصنع کا کیا دخل ہوسکتا ہے۔

(رحمۃ للعالمین جلد سوم ص ۸۹، مطبوعہ ۲۰۰۱ء)

بعض صوفیہ کرام کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا پہلے تو ان روایات کی صحت انتہائی مشکوک ہے ولو بالفرض اگر ثابت بھی ہوجائے کہ کسی نے انا الحق اور کسی نے سبحانی ما اعظم شانی کہا ہے تب بھی یہ نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ خدا بننا تو ان کو سہل نظر آیا مگر نبی کہلانے کی جرأت وہ بھی نہ کرسکے۔

با خدا دیوانه باش و با محمد هوشیار

اہل سنت وجماعت اس کلیہ پر بصدق دل وجان عقیدہ رکھے ہیں کہ حضور پاک صاحب لولاک کے بعد کوئی جدید نبی نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ حضور پاک کی ذات مطہرہ فضائل کثیرہ، محامد جمیلہ اور نُعوت متکاثرہ، صفات کاملہ کی جامع کامل واکمل ومکمل ہے۔اس لیے آنحضور، خاتم المرسلاں ہی نہیں خاتم الادیان بھی ہیں اور خاتم الکتب بھی ہیں، خاتم جوامع الکلم بھی ہیں۔خاتم الحسن بھی ہیں خاتم الکمال بھی، خاتم الجمال بھی ہیں، خاتم الاخلاق بھی ہیں خاتم الاسباق بھی ہیں، خاتم الاسوہ ہیں، خاتم القدوہ ہیں، خاتم العلوم والحقائق ہیں، خاتم الفنون والدقائق ہیں۔

ختم نبوت میں تمام مرسلین عظام علیہم السلام کی صفات عالیہ جمع ہیں یعنی انابتِ آدم، استقامتِ نوح، حلمِ اسماعیل، علمِ خلیل، درسِ ادریس، تنقیشِ شیت، حقانیتِ اسحاق، عاقبتِ بنی یعقوب، نورانیتِ یوسف،

صالحیتِ صالح، جمعیتِ شعیب، لطافتِ ہود، عبرتِ عزیر، شکوہِ سلیمان، اندوہِ یحییٰ، دادِ داؤد، دعائے یونس، ایابِ ایوب، ذہابِ ذکریا، امامتِ ہارون، ایناسِ الیاس، زہدِ عیسیٰ، علوِ موسیٰ، احسانیتِ لقمان، اتقیاءِ خضر، ساعی الیسع، کفالیتِ ذوالکفل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اے کہ برتختِ سیادت زازل جاداری

آنچہ خوباں ہمہ دا رند تو تنہا داری

ختم نبوت کا مطلب معراج کمال عقلِ انسانی......ختم نبوت اتمامِ نعمتِ ربانی......ختمِ نبوت خاتم الامم کی دلیل ہے......ختمِ نبوت عروجِ انسانی کی شاہد ہے......اللہ کے نور سے پہلے کوئی نور نہیں......وصلی اللہ علی نور کے بعد کوئی نبی نہیں

رحمۃ للعالمین خاتم نبوت ہیں تو دوسری طرف قاسمِ ولایت ہیں، قاسم عطایا ہیں قاسم برایا ہیں۔خاتم نبوت وہی ہیں جو قاسم الخلافت ہیں یعنی حضر موت، عمان، عراق، فلسطین، شام، مصر، افریقہ، انڈونیشیا، سوڈان، ایران، افغانستان، جزائر، مالٹا، خراسان کی فتوحات انہی کے خلفاء وحکم برداروں کو حاصل ہوئیں۔

چودہ صدیوں سے ختم نبوت برہان قاطع اور دلیل ساطع بن کر چمک رہی ہے اور عبد و معبود کے رشتہ کو استحکام بخش رہی ہے۔ یہ ختم نبوت ہی کا اعجاز ہے کہ مسلمانوں کی عبادت، محراب و منبر کے علاوہ پاک قطعۂ زمین پر بھی شرف قبولیت پا گئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو ختم نبوت کے لیے مسجد قرار دیا۔انسان کی اصل مٹی ہے، مٹی کہاں نہیں ملتی، جہاں پانی نہ ہوگا وہاں پر مٹی ضرور مل جائے گی۔نگاہ نبوت میں کائنات کا پتہ پتہ توحید کا نغمہ سرا ہے، خاتم نبوت کے سامنے ریگستان کا ذرہ ذرہ انوار قدسی کا آئینہ دار ہے۔عینِ رحمت عالم میں ہر شئے مظہر جمالِ لم یزلی اور مراۃ جلال قدسی نظر آتی ہے۔سماعتِ ختم نبوت میں پتھروں کی تسبیح اور سبزہ کی تحمید ہر وقت گونجتی رہتی ہے۔ بصارت ختم نبوت میں آسمان و زمین کی فضاء نعرۂ تکبیر و زمزمۂ تہلیل سے بھری ہوئی نظر آتی ہے اسی لیے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی۔(تلخیص رحمۃ للعالمین جلد سوم ۲۰۰۱ء)

ختم نبوت ایک عقیدہ کے ساتھ تکمیل دین اور تحفظ دین کا لازمی نتیجہ ہے اس کی اہمیت ایک مستقل عقیدے کی ہے۔قرآن وسنت کے بعد اجماع صحابہ کا درجہ ہے۔تمام صحابہ کرام نے مسیلمہ کو محض دعوائے نبوت پر اس کو کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا۔

اجماع صحابہ کے بعد اجماع امت دینی مسائل میں حجت ہے پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر

زمانے کے اور پورے عالم اسلام کے علماء اس پر متفق ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔چودہ سو برس سے مسیلمہ کو صرف مسیلمہ نہیں بلکہ مسیلمہ کذاب کہا جاتا ہے۔گذشتہ صدی میں قادیانی فتنہ کھڑا ہوا تو مکہ مکرمہ کی ایک کانفرنس میں پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی (108) مذہبی ،سیاسی اور سماجی تنظیموں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو خارج از ملت قرار دیا۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ ابھی کذابوں کا دروازہ بند نہیں ہوا اور کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے

عن ثوبان انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و اناخاتم النبیین لا نبی بعدی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح مروی ہے۔

(جلالۃ العلم ص 503 مطبوعہ گولڈن پریس 1999ء)

استادگرامی قدر جلالۃ العلم حضرت علامہ رشید پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرات! اگر مرزائیوں کے زعم فاسد کی بناء پر بالفرض نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے اور تمام آیات الٰہی واحادیث نبوی اور سلف وحلف کے عقائد سے تھوڑی دیر کے لیے چشم پوشی بھی کی جائے تو یہ دیکھنا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ اور پھر اولوالعزم تابعین، ائمہ ھدیٰ، اولیاء کرام جیسے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کیوں نبوت کا ادعا نہیں کیا جن کے اندر فیوضات وکمالات نبویہ بدرجہ اتم موجود تھے اور جنہوں نے نبوت کا حقیقی کام اصلاح جس عمدگی سے انجام دیا اس کی شہادت آج سارے عالم میں پرچم اسلام لہرانے سے ظاہر ہے لیکن ان میں سے کسی نے کسی قسم کی نبوت کا بھی اعلان وادعا نہیں کیا اور نہ لوگوں میں اب تک نبی سے مشہور ہیں حالانکہ نبوت کوئی چھپانے کی چیز نہ تھی پھر ان کے بعد کون ایسا شخص ہے جس کے اندر ان کا عشر عشیر بھی موجود نہ ہو اور وہ کیسے نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے اور حق یہ ہے کہ **و من یضلل اللہ فلا ھادی له** ۔

(جلالۃ العلم ص 504، مطبوعہ گولڈن پریس 1999ء)

رفیقان گرامی! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔

پہلی حالت

ا۔ایک حالت یہ کہ کسی خاص قوم میں کوئی نبی پہلے نہ آیا ہو اور دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام

اس تک نہ پہنچ سکا ہو۔

دوسری حالت

۲۔دوسری حالت یہ کہ گذرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلادی گئی ہو یا اس میں تحریف کردی گئی ہو اور اس نبی کے نقش قدم پر چلنا ممکن نہ رہا ہو۔

تیسری حالت

۳۔تیسری حالت یہ کہ دین مکمل نہ ہوا اور دین کی تکمیل کے لیے نبی بھیجا جائے۔

چوتھی حالت

۴۔چوتھی حالت یہ کہ ایک نبی کی مدد کے لیے دوسرے نبی کو بھیجا جائے ان چاروں حالتوں پر بھی ایک حالت بھی اب باقی نہیں رہی۔

(اسلام کی بنیادی تعلیمات،ص ۴۱/۴۲ پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی قدسی گردیزی پبلشر،کراچی 1983ء)

سد باب کیسے ہو؟

قادیانیت کے سد باب کی کوششیں اس فتنہ کے ظاہر ہونے کے بعد سے ہی شروع ہوگئیں چنانچہ مختلف طریقوں سے اس فتنہ کی سرکوبی میں مشائخ عظام وعلماء کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۔دین وایمان کی جلا کر بھسم کردینے والی اس ناپاک ومفسدانہ تحریک کو کچلنے کے لیے کشمیر سے کنیا کماری اور دکن سے دہلی تک علماء ومشائخ سر سے کفن باندھ کر میدان میں آگئے چونکہ یہ فتنہ کتابوں اور تحریروں کے ذریعہ پھیلایا گیا تھا چنانچہ کتابوں کے ذریعہ اس کا جواب دیا گیا اور قرنِ قادیانی کو کاٹنے کے لیے،مولانا محمد علی مونگیری،مولانا احمد رضا خاں رضا،پیر مہر علی شاہ جیلانیؒ،ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ کے علاوہ بہت سے علماء ومشائخ نے کتابیں لکھیں اور حرف بہ حرف قادیانیت کا رد کیا۔

۲۔سرزمین دکن پر استاذ سلاطین آصفیہ،شارح فتوحات مکیہ شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقیؒ بانی جامعہ نظامیہ نے اپنی بے نظیر کتب افادۃ الافہام دو جلد (720 صفحات) (جس کی تعریف امام احمد رضا خاںؒ نے فرمائی) انوار الحق (183 صفحات) کے ذریعہ قادیانی زہر کا تریاق دیا۔اس کے علاوہ مولانا الیاس برنی چشتی قادری،مولانا قاری شاہ محمد تاج الدین قادری،علامہ سید رشید پادشاہ قادریؒ سابق معتمد صدر مجلس علماء دکن ودیگر علماء نے بھی کتابوں کے ذریعہ اس فتنہ کا سد باب کیا۔

۳۔قادیانی فتنہ کے سدباب کا ایک ذریعہ مناظرے بھی ہیں جن میں بالمقابل بحث ومباحثہ کے ذریعہ قادیانیوں کوشکست فاشت دی گئی۔

۴۔وقتاً فوقتاً کتابچے اور دستی ورقیے، پوسٹرس وغیرہ کی اشاعت کے ذریعہ بھی ماضی کی طرح اس وقت بھی اس فتنہ کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔

۵۔عوامی اجلاس بھی اس میں مفید وکارگر ثابت ہوتے ہیں جن میں ان کے مکروفریب سے سادہ لوح مسلمانوں کوواقف کرواکر ان سے بچنے کی تلقین کی جاسکتی ہے۔

٦۔اہل علم ودانشوروں کے لیے سمینار کا طریقہ موثر ثابت ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس عصری طریقہ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ میں ایک قومی سمینار بعنوان ''براہین ختم نبوت'' 1998ء میں منعقد کیا گیا تھا جس میں معزز ریسرچ اسکالرس نے ختم نبوت کوقرآن حدیث فقہ اور تاریخ کی روشنی میں مدلل مقالوں کے ذریعہ واضح کیا اور اس کے سدباب کی مختلف صورتوں سے آگاہ کیا۔ یہ معلوماتی مقالات جامعہ نظامیہ کے سالانہ ترجمان ''انوار نظامیہ'' میں فروری 2000ء کو اہتمام سے شائع کئے گئے۔اس طرح دکن کی سرزمین پر تحفظ عقائد سنیہ بالخصوص ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ اہل سنت کی حرز جان بنا ہوا ہے۔ یکم جون تا 30 اگست 2007ء امارت شرعیہ اے پی نے بھی اپنی سہ ماہی تحریک ردقادیانیت چلائی۔ پانچ ہزار کی تعداد میں معلوماتی فولڈرس شائع کر کے مفت تقسیم کیا گیا نیز عوامی سطح پر اجلاس منعقد کر کے اس فتنہ سے بچنے کی تلقین کی جارہی ہے۔علماء مشائخ وریسرچ اسکالر اس میں اپنا تعاون دے رہے ہیں۔





قادیانیت سے متعلق اہم فتاویٰ

قادیانی فرقہ کا شرعی حکم

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی[1]

سوال [۱]: قادیانی فرقہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے سلسلے میں باطل تاویلات کا سہارا لیکر غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے تو اسکا اور اسکے متبعین کا کیا حکم ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (ذوالفقار احمد، تالاب کٹہ حیدرآباد)

جواب [۱]: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے عبارت النص اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا انکار کرنا یا اسمیں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفر ہے، اللہ تعالی نے اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا: **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.** (سورۂ احزاب۔۴۰) ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے۔

کتب صحاح وسنن، معاجم ومسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں بطور نمونہ صحیح بخاری شریف اور جامع ترمذی شریف سے روایت ذکر کی جاتی ہے، صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۳ پر ایک طویل حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **الا انہ لیس نبی بعدی** ترجمہ: مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۳ میں ہے: **قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة**

والنبوة قدانقطعت فلا رسول ولا نبی بعدی . ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت ونبوت بالیقین منقطع ہوچکی ہے میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی رسول۔

فتاوی عالمگیری ج۲ص۲۶۳ میں ہے: **اذالم یعرف الرجل ان محمد اصلی اللہ علیہ وسلم آخرالانبیاء علیھم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمة.** ترجمہ: اگرکوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اور فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگرکوئی شخص نبوت کا دعوی کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز ورسوائی کے لئے نہ ہوتو یہ طلب کرنے والا بھی کافرقرار پاتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج۲ص۲۶۳ میں ہے: **وکذالک لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانہ حین قال ھذہ المقالة طلب غیر منہ المعجزة قیل یکفرالطالب والمتاخرون من المشائخ قالواان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر.** ترجمہ: اسی طرح اگرکوئی کہے کہ میں اللہ کارسول ہوں یافارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہوجائیگا۔اوراگراس کے اس دعوی پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہوجائے گا،اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگراسکو عاجز کرنے اور رسواکرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافرنہیں ہوگا۔نصوص بالا کی روشنی میں عرب وعجم، شرق وغرب شمال وجنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزاقادیانی اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام اورکافرقراردیاہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

قادیانیوں کے جلسوں میں شریک ہونااوران سے تعلقات رکھنا؟

سوال [۲]: قادیانی فرقہ کے لوگ شہرمیں بڑے پیمانہ پرایک جلسہ منا رہے ہیں ان کے جلسوں میں شریک ہونااوران سے تعلقات رکھناشرعًا کیساہے؟ محمد عبدالرحمٰن، ملک پیٹ، حیدرآباد

جواب [۲]: کتاب وسنت اوراجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرہ اسلام سے خارج، کافر ومرتد ہے، لہٰذااس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کے لے ناجائزوحرام ہے، البتہ اس کے باطل نظریات کا ردکرکے اس پرحق کوواضح کرنے کے لئے علماءحق کاان سے ربط وگفتگوکرناایک استثنائی نوعیت کاحکم ہے، اوران کے مذہب کوحق سمجھتے ہوے ان سے تعلقات اوران کے

جلسوں میں شریک ہونا بجائے خود کفر وارتداد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین.** (سورہ انعام۔۶۸) ترجمہ: اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔ **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار.** (سورہ ھود۔۱۱۳) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوے گی۔

صحیح مسلم شریف میں روایت ہے: **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** (صحیح مسلم شریف ج۱ص۱۰، حدیث نمبر:۷)

ترجمہ: حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: آخری زمانے میں دجال کذاب ،فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی روایات لائیں گے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تم ان سے دور رہو! اور انہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کرڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرڈالیں۔

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بد مذہبوں کی صحبت وتعلقات سے اجتناب کرنے سے متعلق سخت ارشادات فرمائے ہیں جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب القدر، ص۱۰ حدیث نمبر:۸۹ میں ہے: **وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلاتشھدوھم وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم.** ترجمہ: اور اگر وہ بیمار ہوجائیں تو تم انکی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اور اگر ان سے ملاقات ہوجائے تو انہیں سلام مت کرو۔ **واللہ اعلم بالصواب**

قادیانی کے جھوٹے، دعوی نبوت کا ثبوت

سوال ۳: قادیانی لوگ کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوٰی نہیں کیا اور ہم قادیانی، حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں، کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟ میں نے قادیانیوں کی کتابوں میں دیکھا ہے غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اخبار وحکایات بیان کردہ کی تصدیق کرتے تھے اس کے لئے یہ ضرور نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو بلکہ محض مخبر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق کرلیا کرتے تھے۔ ایک مقام پر عیسی علیہ السلام کے معجزے سے متعلق لکھا ہے: وہ احیائے

موتٰی نہ تھا بلکہ قریب الموت مردہ کومسمریزم کے عمل سے چندمنٹ کیلئے حرکت دے دیتے تھے۔
حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف اورحضرت عیسی علیہ السلام کا مردوں کوزندہ کرنے سے متعلق غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی قرآن کریم کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔(محمد ایوب ،سوماجی گوڑہ)

جواب [۳]: مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعوی مجددیت، محدثیت ،مثلیت عیسی علیہ السلام،عیسویت، بالآخرنبوت کا دعوی کیا،(نعوذباللہ من ذالک)
غلام احمد قادیانی نے ازالۃ الاوہام،حصہ دوم ص ۲۲۱ میں نبوت کا واضح اورصریح دعوی کیا ہے: اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پرنبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اورنبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اورنبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تام تو صرف ایک شان نبوت رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔**(نعوذباللہ من ذالک)**
جیسا کہ غلام احمد قادیانی کی کتاب ازالۃ الاوہام،حصہ دوم ص ۲۴۲ میں ہے: محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔**(نعوذباللہ من ذالک)**
ازالۃ الاوہام،حصہ اول ص ۱۰۵ میں اس نے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ہونے کا دعوی ان الفاظ میں کیا ہے: اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سیدالانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلای اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔ **(نعوذباللہ من ذالک)**

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اسکا نبوت کا دعوی کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی ، بروزی یا جزوی طور پرآنے والانہیں،آپ کی ذات اقدس پرسلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے،آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ،جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا

ہے جیسا کہ اسی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ ''اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا'' خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہوئے آپ کے بعد کسی اور کو کسی بھی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا، بجائے خود ختم نبوت کا انکار، نص قطعی کے خلاف اور کفر وارتداد ہے، اس مسئلہ سے متعلق گذشتہ ہفتوں میں تفصیل سے جواب دیا جاچکا ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ، احادیث شریفہ شریعت کا ماٴخذ ہیں، جس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا حکم خداوندی ہے اور اس سے انحراف اور اس کا انکار وحی الٰہی اور حکم خداوندی سے انحراف ہے، حدیث شریف سے متعلق ارشاد الٰہی ہے: **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی** . ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے، وہ تو وحی ہوتی ہے جو آپ کی جانب کی جاتی ہے۔ (سورۃ والنجم۔۳)

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا.** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ (سورۃ الحشر۔۷)

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے حدیث شریف کو اپنی وحی قرار دیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں اسے بصدق دل ماننے اور بلا چوں وچرا اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، اس کے باوجود حدیث شریف کے بارے میں یہ کہنا کہ ''یہ ضرور نہیں تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو''، حدیث پاک کی توہین ہی نہیں قرآن مجید کی مذکورہ آیتوں سے انحراف اور انکار ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان اس کے انکار سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: اس دعوے اور دلیل کی تصدیق سوائے مرزا صاحب پر ایمان لانے والوں کے دوسرا کوئی مسلمان نہیں کرسکتا بلکہ اہل ایمان کے پاس ایسا خیال کفر سے کم نہیں۔ (انوار الحق ص ۵۰)

اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو یہ معجزات عطا فرمائے ہیں کہ وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کرتے، بیماروں کو چنگا کرتے، اور مردوں کو زندہ کرتے۔ ان معجزات کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بزبان عیسی علیہ السلام بیان فرمایا: **وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ** ۔ ترجمہ: اور میں مادرزاد اندھوں

کو بینا اور کوڑی کے مریض کو چنگا کرتا ہوں، اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (سورۃ ال عمران۔۴۹)

حضرت عیسی علیہ السلام کا یہ معجزہ کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے قرآن کریم کی مذکورہ آیت مبارکہ سے ثابت ہے، جس پر ایمان لانا، یقین رکھنا ایمانی فریضہ ہے، کوئی مسلمان اس میں ادنی درجہ کا شبہ نہیں کرسکتا چہ جائے کہ انکار کرے، مرزا غلام احمد قادیانی نے مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ کو جو ''مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کے لئے حرکت دینا'' کہا ہے، مذکورہ آیت قرآنیہ کا انکار اور کفر ہے۔

قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال [۴]:

بعض مقامات پر قادیانی گروہ کی مسجد دیکھنے میں آتی ہے، بعض دیہاتوں میں قادیانی فرقہ کی مسجد کے سوا کافی دور تک کوئی مسجد نہیں ہوتی، کیا ایسی صورت میں قادیانی فرقہ کی مسجد میں نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

عبدالسلام، امریکہ، بذریعہ ای میل

جواب:

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی برکت سے ساری زمین کو پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنادیا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے، **عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ......وجعلت لى الارض طهورا ومسجدا وأرسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون.**

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ......ساری زمین میری خاطر پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے اور میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا۔

(صحیح مسلم شریف، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، حدیث نمبر:۵۲۳)

یوں تو از روئے لغت عمومی معنی میں ساری زمین ہمارے لئے سجدگاہ ہے لیکن اصطلاح شریعت مطہرہ میں مسجد اس مقام کو کہا جاتا ہے جس کو نماز کی ادائیگی کے لئے وقف کردیا گیا ہو اور لغۃً اس مقام کو کہا جاتا جہاں سجدہ کیا جائے جیسا کہ صاحب مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: **والمسجد لغة محل السجود وشرعاً المحل الموقوف للصلاة فيه.**

قادیانی فرقہ چونکہ ہمارے نبی حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی ہونے کا امکان مانتے ہیں اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں او رمرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں ''نعوذ باللہ''، علاوہ ازیں بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں بناء بریں وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، اوران کی عبادت گاہ کو شرعا مسجد قرار دینا درست نہیں اس لئے ان کی عبادت گاہوں میں نماز ادانہ کی جائے کا نام نہ دیا جائے، لہذا قادیانی جس مقام پر نماز ادا کرتے ہیں اس کو مسجد نہیں کہا جائے گا کیونکہ مسجد اس خاص مقام کو کہتے ہیں جہاں مسلمان عبادت کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ ولم یخش الا اللہ.**

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ تعالی پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالی کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ (سورۃ التوبہ۔۱۸)

اگر کسی مقام پر قادیانی کی عبادت گاہ ہے اور مسلمانوں کی مسجد فاصلہ پر ہو تب بھی اس بستی کے مسلمانوں کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ میں نماز پڑھیں بلکہ اپنی مساجد ہی میں نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔

قادیانی لڑکے سے نکاح کرنے کا حکم

سوال [۵]: ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کی شادی کرنا ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے، شادی کے موقع پر لڑکی والوں کو کافی کچھ خرچ کرنا ہوتا ہے، جو حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے، لڑکی کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے اور شادی کے بعد ایک عرصہ تک معاشی بحران سے دوچار رہتے ہیں، قادیانی فرقہ میں ایسا لڑکا بہ آسانی مل رہا ہے جو جہیز کا مطالبہ نہیں کرتا، کیا ایسی صورت میں قادیانی فرقہ کے خاندان میں لڑکی دینا درست ہے؟

عفت، بذریعہ ای میل

جواب:

قادیانی لوگ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں، جس نے نبوت دعوی کیا، لہذ غلام احمد قادیانی اوراس کے متبعین مرتد و کافر ہیں، حالانکہ اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر نبی بنایا اور ختم نبوت کا تاج عطا فرمایا، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، صبح قیامت تک آپ ہی کا نظام شریعت چلے

گا،ارشادباری تعالیٰ ہے :ماکان محمد اباا حد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
۔ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔(سورۃ
الاحزاب۔۴۰)

قادیانی، مذکورہ آیتِ ختم نبوت میں باطل تاویل کر کے حق سے انحراف کیا ہے جو آیت کریمہ کے انکار کے مترادف ہے اور جو شخص قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار کرے گویا اس نے پورے قرآن کریم کا انکار کیا اور اسلامی قانون کے تحت مرتد وخارج اسلام سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔

اگر کسی وجہ سے مسلمان لڑکی کا رشتہ مسلمانوں میں طے نہیں پاتا اور لڑکی کی شادی میں تاخیر ہوتی ہے تو بہر حال از روئے شرع یہ اجازت نہیں ہوسکتی کہ کافر لڑکے سے نکاح کروایا جائے، قادیانی کافر ہیں، ان سے ازدواجی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا شرعاً درست نہیں، افسوس کہ ہمارے نوجوان شادی کے موقع پر دلہن والوں سے بھیک مانگنے کے عادی ہو چکے ہیں، انہیں چاہئے کہ وہ ان فرسودہ رسوم چھوڑ دیں تاکہ لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ آسان ہوجائے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ لڑکی یا اس کے گھر والوں سے جہیز کا مطالبہ نہ کریں تاکہ غیر مسلموں سے رشتہ نکاح کا خیال پیدا نہ ہو۔

قادیانی کی نمازہ جنازہ میں شرکت کرنے کا حکم

سوال [۶]:

قادیانی لوگ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں، اور اپنی میت کی نماز جنازہ بھی پڑھتے ہیں، کیا ہم قادیانی شخص کی نمازہ جنازہ میں شریک ہوسکتے ہیں؟

نبیل، حیدرآباد

جواب:

قادیانی گروہ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر، دیگر کفریہ عقائد کا حامل ہے بنابریں وہ مرتد اور خارج اسلام ہے، قادیانی لوگ گو کہ مسلمانوں کی طرح نماز ادا کرتے ہوں لیکن وہ ہرگز مسلمان نہیں ہیں کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، جس کے انکار سے آدمی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

لہٰذا قادیانیوں کے جنازہ میں شریک ہونا اور نماز جنازہ پڑھنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

کنزالعمال شریف، کتاب الفضائل، ج ۱۲،ص ۱۵۴ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے (حدیث نمبر:۷۶۸)**فلا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولاتصلوا علیھم ولا تصلوا معھم** (ابن النجار، عن انس) . ترجمہ:تو تم ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو، ان کے ساتھ مت بیٹھو، ان کی نماز جنازہ مت پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔

قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، انکی دعوت میں شرکت اور ان کے ذبیحہ کا حکم

سوال [۷]:

قادیانیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور ان کی دعوتوں میں جانا کیسا ہے؟ کیا ان کا ذبیحہ حلال ہے؟

سعید احمد، ممبئی، بذریعہ ای میل

جواب:

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء علماء عرب وعجم نے انہیں مرتد وخارج اسلام قرار دیا ہے اور منکرین حق کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے سے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے:**یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین.** ترجمہ:اے ایمان والو! اہل ایمان کے سوا منکرین حق کو دوست نہ بناؤ۔ (سورۃ النساء۔۱۴۴)

ونیز سورۂ ممتحنہ میں ارشاد ہے **یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء.** ترجمہ: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (سورۃ الممتحنہ۔۱)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:**واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین.** (سورہ انعام۔۶۸) ترجمہ:اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور ارشاد خداوندی ہے:**ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار**۔ (سورۃ ھود۔۱۱۳) ترجمہ:اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آ چھوئے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین وبدمذہب فرقہائے باطلہ کی صحبت وتعلقات سے اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے:**قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم**

تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (صحیح مسلم شریف ج۱ص۱۰،حدیث نمبر:۷)ترجمہ:حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:آخری زمانے میں دجال کذاب،فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے تمہارے پاس ایسی باتیں لائینگے جسکو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے،تم ان سے دور رہو!اورانہیں اپنے سے دوررکھو!کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کرڈالیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرڈالیں۔

اورسنن ابن ماجہ شریف ،مقدمہ ،باب القدر،ص۱۰حدیث نمبر:۸۹میں حدیث پاک ہے: **وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوافلاتشھدوھم وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم.** ترجمہ:اوراگر وہ بیمار ہوجائیں توتم انکی عیادت نہ کرو،اوراگروہ مرجائیں توان کے جنازے میں شرکت نہ کرو،اوراگران سے ملاقات ہوجائے توانہیں سلام مت کرو۔

اب رہی یہ بات کہ کیاان کاذبیحہ حلال ہے؟تواس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ذبیحہ حلال ہونے کے منجملہ شرائط یہ کہ ذبح کرنے والامسلمان یااہل کتاب سے ہو،کافرومشرک اورمرتد کاذبیحہ حلال نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری،کتاب الذبائح،الباب الاول میں ہے:**(ومنھا) ان یکون مسلما او کتابیا فلا تؤکل ذبیحۃ اھل الشرک والمرتد.**

قادیانی چونکہ انکارختم نبوت اوراپنے باطل نظریات کے باعث بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج اورمرتد ہیں اس لئے ان کاذبیحہ ناجائزوحرام ہے۔

ختم نبوت کے منکرکی عبادت کاحکم

سوال [۸]:

اگرکوئی شخص کلمہ شہادت کااقرارکرتاہے ونیزارکان اسلام نماز،روزہ وغیرہ کاپابند ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوخاتم النّبیین نہیں مانتا،توکیااس شخص کی عبادت کااعتبار رہے گا؟

محمد حامد،نظام آباد

جواب:

عبادات واعمال کاانحصارومدارایمان پرہے،ایمان کے بغیراعمال،عبادت نہیں قرار پاتے ،اورحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوخاتم النّبیین مانناایمانیات میں داخل ہے، جوشخص اس بنیادی عقیدۂ کونہ مانے اوراس

پرایمان وایقان نہ رکھے وہ کافر ہےاورکافر جواعمال انجام دیتا ہے وہ سب حبط اوراکارت ہوجاتے ہیں، بارگاہ خداوندی میں اس کے کسی عمل کااعتبار نہیں۔

ومن یکفر بالایمان فقد حبط علمه وهو فی الاخرة من الخسرین ۔ترجمہ:اور جوشخص ایمانیات کاانکارکر بیٹھےاس کے سارے اعمال برباد ہوگئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔
(سورۃ المائدۃ۔۵)

غلام احمد قادیانی کی تفسیر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال [۹]:

قرآن کریم کی جوتفسیر مرزاغلام احمد قادیانی کی ہے وہ مسلمانوں کے لئے کس حدتک مفید ہے؟

عبداللہ، بذریعہ ای میل

جواب:

مرزاغام احمد قادیانی مرتدہ وکافر ہے اس پرساری دنیا کے علماء کا تفاق ہے، نہ اس کی کسی بات کا اعتبار کیا جاسکتا ہے اور نہ وہ مسلمانوں کے لئے مفید ہوسکتی ہے، اس کی کتابیں، کفر، الحاد، بے دینی اور جھوٹے دعووں سے بھری ہوئی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انواراللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے افادۃ الافہام حصہ دوم ص ۲۲ میں تفسیروں سے متعلق قادیانی مخذول کی ایک گمراہ کن عبارت نقل کی ہے: ’’کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے مولویوں کو بہت خراب کیا ہےان کے دلی اور دماغی قول پراثر ان سے پڑا ہے، اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضرور ہے کہ ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کودرست کرسکتی ہیں، نہ ایمانی حالت پراثر ڈالتی ہیں، بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کے مزاحم ہورہی ہیں‘‘۔

جن تفاسیر میں احادیث شریفہ اورآثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں آیات قرآنیہ کے معانی ومطالب بیان کئے جاتے اگروہ فطری سعادت کے مزاحم اور مخالف ہیں تو پھرکونسا ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کی تفسیر کی جائے ،قرآن کریم کی تفسیر میں کسی کی رائے کو دخل نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے: **عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال– ومن قال فی القرآن برأیه**

فلیتبوأ مقعده من النار ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کہا وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانہ بنالے۔ (جامع ترمذی شریف ج۱،ص)

قرآن کریم کے معانی سمجھنے کا ذریعہ احادیث شریفہ ہیں جو صحابہ وتابعین کے ذریعہ ہم تک پہنچیں۔ ان حضرات نے جو تفاسیر کی ہیں وہی منشا خداوندی اور مراد یزدانی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ افادۃ الافہام حصہ دوم ص۲۴، پر فرماتے ہیں: الحاصل مختلف اسباب اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ اصل معانیٔ قرآن کا علم، صحابہ کو بخوبی حاصل تھا اور چونکہ تفسیر بالرائے کو وہ کفر سمجھتے تھے اس وجہ سے یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ جن آیات کی تفسیریں صحابہ سے مروی ہیں وہی حق تعالی کی مراد ہیں اس کے خلاف کوئی ہندی پنجابی وغیرہ قرآن کی تفسیر کرے تو خدائے تعالی کی ہرگز مراد نہیں...... تابعین، صحابہ کے علوم سے مالا مال تھے اور ان کے علوم سے تبع تابعین وعلی ہذا القیاس، انہیں حضرات نے ان تمام علوم کو اپنی مفید تصانیف میں درج کردئے، جن کی بدولت ہم آخری زمانے والے بھی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت معنوی سے محروم نہیں ہیں۔

غلام احمد قادیانی کا دجل وفریب

سوال [۱۰]:

ایک صاحب کہہ رہے ہیں قادیانی فرقہ کے بانی غلام احمد قادیانی بڑے دھوکہ باز ہیں، انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا کیا یہ بات صحیح ہے؟ برائے مہربانی بیان فرمائیں کیونکہ ہماری آفس میں قادیانی لوگ کام کرتے ہیں، شکریہ۔

شاکر طیب، بذریعہ ای میل

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے: دعوی مجددیت، محدثیت، مثلیت عیسی علیہ السلام، عیسویت، بالآخر نبوت کا دعوی کیا، (نعوذ باللہ من ذالک)

چنانچہ وہ ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص ۲۲۱ میں لکھتا ہے: اسی لئے خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر (العیاذ باللہ) اپنے باطل دعوی کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے

ہوئے اپنے آپ کوانبیاء کرام کامثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعوی کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے: ''اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا''۔(ازالۃ الاوہام، حصہ اول ص ۱۰۵)(نعوذ باللہ من ذلک)

کذاب ودجال غلام احمد قادیانی کے باطل دعوں کا جواب دینے کیلئے شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''افادۃ الافہام'' تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا ونیز انوار الحق تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا، ''افادۃ الافہام'' کی ابتداء میں آپ نے ''مفاتیح الاعلام'' کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی جس میں اس کی ان عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی وضلالت اور کفر وارتداد واضح ہوتا ہے، اس کے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ یہ آشکار ہو جائے کہ اس کذاب نے اپنے باطل دعوں سے اہل اسلام میں کیسی کیسی فتنہ پردازیاں کی ہیں۔

م۔خلیفہ ہوں خلافت الٰہی مجھے عطا ہوئی ہے۔ص ۲۱ف ۵۱

م۔مجدد ہوں۔ف ۵۲

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ف ۵۲

م۔حارث ہوں جو امام مہدی کی مدد کو نکلے گا۔ف ۵۲

م۔مہدی ہوں۔ف ۵۳،م۔امام الزمان ہوں۔ف ۱۴

م۔امام حسین رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہوں۔ص ۳۰۲

م۔امام حسین سے افضل ہوں۔ف ۵۳

م۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔کرشن جی ہونے کا بھی دعوی ہے۔ف ۵۶

م۔مثیل آدم ونوح ویوسف وداؤد موسی وابراہیم علیہ السلام ہوں۔ف ۵۳

م۔ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔۵۳

م۔بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ع ۱۴۷

م۔عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ف ۵۳

م۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایۃً دعوٰی ہے۔ع ۱۴۸

م۔قرآن اٹھالیا گیا تھا ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے۔۲۹۷

م۔میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔ص ۲۳۷

م۔میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ف ۵۳

م۔خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ص ۲۸۶

م۔خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سو وہ رسول میں ہوں۔ف ۵۳

م۔سچی وحی مجھ پر اترتی ہے۔ف ۵۳

م۔میرے معجزے انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔ف ۵۳

م۔میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہیں۔ف ۲۵۱

م۔میرا منکر کافر اور مردہ ہے۔۵۴

م۔میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔ف ۵۵

م۔جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے۔ف ۵۱

م۔میرے منکر پر سلام نہ کرنا چاہئیے۔ف ۲۵۱

م۔میرے منکر کے پیچھے نماز حرام ہے۔

م۔کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں۔س ۵

م۔میری جماعت دوسرے سے رشطہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے۔س ۵

م۔میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا۔ف ۵۴

م۔میرے امتی پر عذاب نہ ہوگا۔ص ۲۲

م۔میرا امتی جنتی ہے۔ص ۲۲

م۔ان کے مریدان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں۔ص ۳۰۲

م۔ان کے خاندان کوخاندان رسالت اوران کی بیوی کوام المؤمنین لکھتے ہیں۔س ۴۱

م۔الہام ہوا کہ ابن مریم میری اولادمیں ہے۔ف ۵۶

م۔الہام ہوا کہ آسمان سے اترنے والا ابن مریم میرا بیٹا ہے۔ف ۵۶

م۔خدا مجھ سے قریب ہوکر باتیں کرتا ہے۔ف ۵۳

م۔خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔خدا مجھ سے ٹھٹے کرتا ہے۔ص ۲۹۸

م۔کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے۔ف ۵۳

م۔جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض ہے۔ س ۴۵ (مفاتیح الاعلام،ص ۵/۶/۷)

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں لکھی ہیں جس سے اسکا دجل ومکر اور نبوت کا دعوی کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی، بروزی یا جزوی طور پر آنے والانہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ، جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے جیسا کہ اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، اس کے باوجود قادیانیوں کا کہنا کہ ''اس نے نبوت کا دعوی نہیں کیا'' خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کا انکار ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر وارتداد ہے۔

ہمارے نبی اکرم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اس میں ادنی درجہ کا شک، یا اس سے سرمو انحراف انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کردیتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو کبھی مجدد کہا، کبھی مثیل مہدی کہا، کبھی خود مہدی کہا، جب چند لوگوں نے اس دعوی کی تصدیق کی تو اپنے آپ کو مثیل مسیح کہا، پھر مسیح موعود کہا، بالاخر نبوت کا دعوی کربیٹھا، واقعۃً اس نے اپنے باطل دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے دجل وفریب، دھوکہ دہی، دروغ گوئی، مکر وتزویر سے کام لیا۔

ازالۃ الاوہام حصہ اول،ص ۶۶ میں قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتے ہوئے کہا: ''اگر یہ عاجز

مسیح موعود ہونے کے دعوی میں غلطی پر ہے تو پھر آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں آسمان سے اتر آئے''۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو عین مسیح موعود کہہ رہا ہے، پھر اسی کتاب میں اس نے اپنے آپ کو مسیح موعود کا مثیل کہا ہے، ازالۃ الاوہام حصۂ دوم ص ۲۲۶ میں لکھتا ہے: ''ایسا ہی آیا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کیلئے آئے تھے، میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا''۔

اس عبارت میں قادیانی نے مسیح موعود کے مثیل ہونے کا دعوی کیا، احادیث شریفہ میں امام مہدی اور مسیح موعود کی جو علامات بتلائی گئی ہیں وہ قادیانی مخذول میں ہرگز نہیں پائی جاتی، قطع نظر اس کے عقل کے اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو ہر صاحب عقل، سمجھ سکتا ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی شخص عین مسیح بھی ہو اور مسیح کا مثیل بھی، عین اور مثل ایک ساتھ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے، اس سے قادیانی مخذول کا دجل و فریب ظاہر ہوتا ہے۔

قادیانی مخذول نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا، جب لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے ابتداء میں بظاہر نبوت کے دعوی کا انکار کیا اور دجل و مکر سے کام لیتے ہوئے پُر تزویر الفاظ کے پردہ میں دعوی نبوت پر قائم رہا، جیسا کہ ازالۃ الاوہام حصہ اول، ص ۴۷۱ میں لکھا ہے: ''نبوت کا دعوی نہیں ہے بلکہ محدَّثیت کا دعوی ہے جو خدا تعالی کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدَّثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے''۔

اس نے نبوت کا کھلا دعوی کیا، ازالۃ الاوہام حصہ دوم، ص ۲۲۱ میں قادیانی مخذول لکھتا ہے: ''خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی، اللہ تعالی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کلام قدیم میں خاتم النبیین فرمایا، جب تمام انبیاء کرام کے لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی قرار پائے، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تو پھر قادیانی کس قرآن پر ایمان رکھتا ہے جو وہ اپنے آپ کو نبی کہہ رہا ہے، غلام احمد قادیانی کی یہ عبارتیں قرآن کریم اور حدیث شریف کے خلاف اور اسلامی عقائد کے سراسر معارض ہیں۔

قادیانیوں کے عقائد و نظریات

سوال ۱۱:

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے وہی عقائد ہیں جس کو چودہ سو سال سے مسلمان مانتے آرہے ہیں، پھر بھی ہمیں کافر کہا جارہا ہے، ہم اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں، کیا قادیانیوں کا یہ کہنا صحیح ہے؟

محمد کاشف، سکندر آباد

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا جس کی وجہ سے وہ کافر و مرتد ہوگیا، اس کے علاوہ قادیانی مخذول کی بیسوں ایسی عبارتیں ہیں جو اہل اسلام کے عقائد کے خلاف ہیں، اختصار کے ساتھ چند چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر نبوت کا دعوی کیا ہے ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص ۲۲۱، میں لکھا ہے: ''صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خداتعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی''۔

جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

اس جیسی عبارتوں کے ذریعہ دجال قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا اوراور اسلام سے خارج اور مرتد ہوگیا۔

اللہ تعالی نے ساری مخلوق میں انبیاء کرام کو سب افضل درجہ عطا فرمایا مخلوق کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نہیں، لیکن قادنی مخذول نے عبارت بالا کے ذریعہ نہ صرف نبوت کا جھوٹا دعوی کیا بلکہ اپنے آپ کو انبیاء کرام سے افضل بتلایا، نعوذ باللہ من ذالک۔

اہل اسلام قرآن کریم اور حدیث شریف کو اسلامی قانون کا مصدر و ماخذ مانتے ہیں، حدیث پاک کی حجیت مسلم الثبوت ہے، کوئی مسلمان شریعت اسلامیہ میں حدیث شریف کی قدر و منزلت کا انکار نہیں کرسکتا، قادیانی مخذول احادیث مبارک کے بارے میں کہتا ہے جیسا کہ ازالۃ الاوہام حصہ دوم، ص ۲۱۹، پر ہے: ''اب رہی حدیثیں سو سب سے اول یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے مقابل پر حدیثوں کی کیا قدر

اور منزلت ہے''۔

اہل اسلام کا شیوہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت وجلالت کو مانتے ہیں، ان کی تنقیص شان نہیں کرتے ،اہل اسلام کا عقیدہ ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان عام انسان نہیں، وہ تو ایسے نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ساری امت میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار اور صحبت بافیض کے لئے منتخب فرمالیا،لیکن قادیانی مخذول جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ازالۃ الاوہام حصہ دوم،ص ۲۴۶، میں لکھتا ہے: ''حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا''۔

اس طرح کی بہت سی عبارتیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں دین اسلام کے خلاف ہیں اوران عقائد کے برعکس ہیں جو چودہ سوسال سے مسلمان تسلیم کرتے رہے ہیں۔

اگرکوئی آدمی نبوت کا دعوی کرے یا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے تو وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔

غلام احمد قادیانی کے متبعین اگر اسے نبی نہیں مانتے مجدد مانتے ہیں تب بھی وہ مسلمان نہیں ہو سکتے ، کیونکہ غلام احمد قادیانی نبوت کا دعوی کر کے کافر قرار پایا ایسے شخص کو مجدد، مفتی یا عالم کہنا تو درکنار مسلمان بھی نہیں کہا جاسکتا، قادیانی لوگ چونکہ دجال مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہیں سمجھتے اس لئے وہ اسلام سے خارج ہیں۔



قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

مولانا حافظ محمد قاسم صدیقی تسخیر[1]

سوال [۱۲]:

شہر حیدر آباد میں ایک نیا فتنہ ابھرا ہے جو دین اسلام میں رخنہ پیدا کر رہا ہے، لوگ اس کے بارے میں الجھن کے شکار ہیں اور بتایا جا رہا ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار ہے، کیا یہ حقیقت میں نبوت کا دعوی کرتا ہے یا یہ ایک اسلام ہی میں کا ایک فرقہ ہے جو گمراہ ہے، براہ کرم اسکی تفصیلات بیان فرمائیں کہ ان کا حکم کیا ہے، ان کے خلاف ہمارا کیا ردعمل ہونا چاہئے۔ محمد انوار اللہ، خلوت

جواب:

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، مذہب اہل حق، سواد اعظم اہلسنت والجماعت اور دیگر فرقوں کے باہمی اختلاف کے باوجود تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں۔ آپ کی بعثت مبارکہ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی نبی و رسول آنے والے ہیں اور نہ اس کی کوئی ضرورت باقی رہی کیونکہ ساری امت نہ کفر و شرک میں مبتلا ہونے والی ہے اور نہ ہی آپ کی شریعت مٹنے والی ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی تحریف و تصحیف کا اندیشہ ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی بیسویں صدی کا بڑا فتنہ ہے جو ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین جانتا اور آپ کے سوا کسی کو رہبر و مقتدا نہیں سمجھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ضروری گردانتا، قرآن مجید کے مکمل ہونے پر ایمان رکھتا اور مزید کسی کتاب کی ضرورت کا قائل نہ تھا، قرآن کی ہر آیت کو قطعی جانتا اور اس پر اپنی نجات کو موقوف سمجھتا، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور گمراہی کو نیست و نابود کرنے کو بیان کرتا

اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان باور کراتا، بعد میں اپنے فضائل و کمالات کے دعوے شروع کیا، سب سے پہلے ولی ہونے کا دعویٰ کیا کہ وہ قرآن کے حقائق و معارف کو خوب جانتا ہے، وہ واصل حق ہے، وقت واحد میں رو بخلق و خالق ہے، سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ سے فارغ ہے۔ خلافت الہیہ اسے عطا ہوئی ہے۔ وہ مجدد ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ پھر ترقی کرتے ہوئے امام زماں، امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضرت شیخ الاسلام امام عارف باللہ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتنہ قادیانیت کا دنداں شکن جواب دیا اور غلام احمد قادیانی کا افادۃ الافہام، مفاتیح الاعلام اور انوار الحق کے ذریعہ اس کے باطل تاویلات اور فاسد اوہام و خیالات کا رد بلیغ فرمایا اور اس کے حالات زندگی، دروغ گوئی، جھوٹی قسموں اور خلاف بیانیوں کو ظاہر فرمایا جس کے مطالعہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ غلام احمد قادیانی خلافت و ولایت، نبوت و رسالت کے اوصاف تو کجا انسانیت و مروءت سے عاری، مکر و فریب سے پر، جھوٹا، خودغرض، فسق و فجور میں مبتلا، بے حیا مقلوب الغضب، بدچلن، فحش گو، شکم پرور، خود پسند، انگریزوں کی تائید و حمایت کرنے والا شر انگیز غلام وفتنہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی معرکۃ الاراء تصنیف افادۃ الافہام کے آغاز میں مفاتیح الاعلام کے نام سے فہرست ترتیب دی جس میں آپ نے غلام احمد قادیانی کے متضاد و منگھڑت دعووں کو بیان کرتے ہوئے اس کے اقوال کو حوالہ جات کے اہتمام کے ساتھ نقل فرمایا۔ ''امام حسین سے مشابہت رکھتا ہوں، امام حسین سے افضل ہوں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں، کرشن جی ہونے کا بھی دعویٰ ہے، مثیل آدم و نوح و یوسف و داؤد و موسیٰ وابراہیم علیہ السلام ہوں، ظلی طور پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، معراج حضرت کا کشفی طور پر تھا، ایسے کشفوں میں تجربہ کار ہوں، بعض نبیوں سے افضل ہوں، عیسی علیہ السلام سے بہتر ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا بھی کنایۃ دعویٰ ہے، قرآن اٹھالیا گیا تھا، ثریا سے اس کو میں نے لایا ہے، میرے مسیح ہونے کا قرآن مصدق (تصدیق کرنے والا) ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حقیقت انسانیہ پر فنا طاری ہوگئی اس لئے آیا ہوں، میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں، خدا نے مجھے بھیجا ہے، خدا نے قرآن میں جو فرمایا ہے ''**مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**(وہ بشارت دینے والے ہیں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہے) وہ رسول میں ہوں، سچی وحی مجھ پر آتی ہے، میری پیشگوئیاں نبیوں کی پیشگوئیوں سے زیادہ ہیں، میرے معجزوں کا انکار سب نبیوں کے معجزوں کا انکار ہے، میرا منکر کافر اور مردہ ہے، میرے فعل پر اعتراض کرنا کفر ہے، جو میری مخالفت کرے وہ دوزخی ہے، میرے منکر کو سلام نہ کرنا چاہئے، میرے منکر کے پیچھے نماز

حرام ہے، کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے اسلام سے خارج ہیں، میری جماعت دوسرے مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرے تو وہ میری جماعت سے خارج ہے، میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے طاعون بھیجا، میرا امتی جنتی ہے، ان کے مرید، ان کو خاتم الانبیاء لکھتے ہیں، ان کے خاندان کو خاندان رسالت اور ان کی بیوی کو ام المومنین لکھتے ہیں...... خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔ خدا مجھ سے باتیں کرتے وقت منہ سے پردہ اتار دیتا ہے۔ خدا مجھ سے ٹھٹے کرتا ہے، کن فیکون مجھ کو دیا گیا ہے، جس سے میں خوش ہوں خدا خوش ہے اور جس سے میں ناراض ہوں اس سے خدا بھی ناراض ہے، میرے الہام دوسروں پر حجت ہیں، بذریعہ الہام خدا نے ان سے کہا: یاایھا المدثر، یرفع اللہ ذکرک، تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہوگئی۔ انا فتحنا لک فتحامبینا، اعمل ماشئت یعنی جو جی چاہا کر، یا احمد انا اعطیناک الکوثر (اے احمد! ہم نے تم کو کوثر عطا کی) لولاک لما خلقت الافلاک یعنی نہ ہوتا تو تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تیرے دین کو آنے سے دین باطل و نابود ہوگیا...... عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین، ان کے خدا نے ان سے کہا کہ تمام مسلمانوں سے قطع تعلق کرو'' (مفاتیح الاعلام فہرست افادۃ الافہام ص:5 تا 8)

مذکورالصدر غلام احمد قادیانی کے موضوعہ اقوال اور باطل دعوؤں سے واضح ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار ہے۔ قرآنی آیات کے نصوص قطعیہ اور متواتر احادیث شریفہ اجماع صحابہ وامت کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی بدبخت، کذاب، تہمت باندھنے والا، دجال، مرتد، خارج عن الاسلام ہے اور اس کے تمام متبعین کافر ہیں۔

شرح فقہ اکبر ص:202 میں ہے: ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔

بناء بریں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ طاقت وقوت زبان وقلم کے ذریعہ اس کا سدباب کرے تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے فتنہ سے محفوظ رہیں اور اس کی حقیقت اور دسیسہ کاری آشکار ہوجائے۔

۲۰۰۸/۶/۱۵ء

قادیانی سے نکاح

سوال [۱۳]:

بعض حضرات قادیانی ہے لیکن وہ اپنے مذہب وعقیدہ کو چھپاتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی حنفی قرار دیتے ہوئے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مخفی

مباد کے وہ غلام احمد قادیانی کو برحق جانتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ میں نے سنا کہ وہ معراجِ جسمانی کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک اور ردعمل کیسا ہونا چاہئے؟

محمد انور حسین، کالا پتھر

جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعدد اقوال ایسے ہیں جو متفقہ طور پر اہلِ سنت الجماعت کے پاس کفر ہے۔ چنانچہ اخبار الحکم مورخہ 24 فبروری 1905ء میں توضیح مرام سے مرزا قادیانی کا قول منقول ہے کہ "میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں" اس کے متعلق البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج:5 ص:130 باب المرتد میں ہے: ویکفر بقولہ انا رسول اللہ یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول اور پیغمبر ہوں تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے۔

رسائل عقائد مرزا میں توضیح المرام وغیرہ رسائل سے منقول ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ "میں اللہ کا نبی ہوں، رسول ہوں، میرا منکر کافر ومردود ہے، مردودوں کے پیچھے نماز درست نہیں ہے بلکہ ان پر سلام نہ کرنا چاہئے"۔ مرزا کے اس قول کے بموجب گویا تمام مسلمان جو اس کے منکر ہے، کافر ہے جن کے پیچھے نماز درست نہیں اور ان پر سلام بھی نہیں کرنا چاہئے۔

شرح مواقف ج:3 ص:258 اور شرح مقاصد ص:197 میں ہے: **وقال الاستاذ ابو اسحاق کل مخالف یکفرنا فنحن نکفرہ والا فلا**۔ اہل سنت والجماعت کی معتبر کتب عقائد شرح مواقف اور شرح مقاصد میں ہے کہ جو کوئی مخالف ہم کو کافر کہتا ہے، ہم بھی اس کو کافر کہیں گے۔ مذکورہ بالا مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد اور باطل دعوؤں کے پیش نظر تمام مسلمانوں نے قادیانی کو قطعاً کافر اور خارج عن الاسلام قرار دیا۔ نیز اس کے متبعین اور پیروکار بھی سارے عالم اسلام میں قطعی کافر قرار دئے گئے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر کے مسلمان نہ ہوں تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور موت کے اسلامی احکام ان پر جاری نہیں ہوں گے اور ان کے لڑکے یا لڑکی سے نکاح قطعاً منعقد ہی نہیں ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا بھی منکر ہے جو سراسر اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے، چنانچہ ازالۃ الاوہام ص:47 میں مرزا کا قول ہے: یہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اس کشف بیداری سے یہ حالات زیادہ اصفی واجلی ہوتی ہے اور

اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔

شرح عقائد نسفی ص:218 میں ہے:**والمعراج لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظة...... حتی ان منکرہ یکون مبتدعاً** یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بیداری میں ہوئی اور آپ اپنے جسم پاک کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔اس کا جو شخص انکار کرے وہ بدعتی اور بدمذہب ہے۔بدعتی کے لئے شریعت میں حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ بغض وعداوت رکھی جائے، ہر وقت اس سے کنارہ کشی کی جائے، ہمیشہ اس کی توہین ہو اور اس کی شہادت مقبول نہیں اور اس پر لعن طعن کیا جائے۔شرح مقاصد کے ص:198 میں ہے۔**و حکم المبتدع البغض و العداوة و الاعراض انه والاهانة والطعن واللعن و کراهية الصلاة خلفه۔**

22-06-2008

قادیانیوں کی دعوت میں جانا

سوال [۱۴]:

ہمارے ملاقاتیوں میں بعض قادیانی لوگ ہیں، وہ ہم کو دعوت دیتے تو ہم ان کی دعوتوں میں جایا کرتے تھے، لیکن ہمیں ان کے عقیدے کے بارے میں صحیح معلومات نہیں تھے۔اب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ فرقہ اسلام سے خارج ہے۔اگر وہ ہم کو دعوت دیں تو دعوت میں جانا چاہئے یا نہیں؟۔

محمد غلام احمد......تیگل کنٹہ

جواب:

شرعاً غیر مسلم کی آمدنی حلال ہو اور وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کے پاس جانا جائز ہے، لیکن فرقۂ قادیانی ایک فتنہ ہے جو مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہے، وہ کفریہ اور بدعتی عقائد کا حامل ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس فرقہ کا بانی دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے۔خدا اس سے بے حجاب کلام کرتا ہے، وہ نبی ہے اس کو ماننے والے ہی جنتی ہیں۔اس کے منکر کافر ہیں۔لہٰذا قادیانیوں کو نہ دعوت میں بلانا چاہئے اور نہ ہی ان کی دعوت کو قبول کرنا چاہئے۔

29-06-2008

قادیانیوں کی مسجد میں ادا کی گئی نماز جمعہ کا حکم

سوال [۱۵]:

میں افضل گنج پر کام کرتا ہوں۔ مجھے پہلے معلوم نہیں تھا کہ قادیانی فرقہ کیا ہے اوراس کے عقائد کیا ہیں تو میں کبھی جلدی میں افضل گنج میں واقع فرقہ قادیانیہ کی مسجد میں دودفعہ جمعہ کی نماز ادا کیا۔اب میرادل ملامت کررہاہے کہ میں نے جمعہ تو پڑھی لیکن میری نماز ہوئی یانہیں جبکہ مجھے قطعاًان کے بارے میں معلومات نہیں تھے۔آپ سے جاننا یہ ہے کہ جو جمعہ کی نمازیں میں نے ان کے پیچھےان کی مسجد میں پڑھی ہیں۔کیاوہ نماز ادا ہوئی یانہیں یامجھے جمعہ نماز کی قضاء کرنا پڑے گا۔

محمد عبدالسلام، کنگ کوٹھی

جواب:

شرعاً امامت کے لئے امام کامسلمان ہونا شرط ہے۔اگرامام مرتد ہوجائے تواس کی پیچھے نماز ادا ہی نہیں ہوتی۔قادیانی فرقہ چونکہ بالاجماع مرتد، خارج عن الاسلام ہے۔بنابریں قادیانی کے پیچھے آپ نے دومرتبہ جو جمعہ کی نماز ادا کی وہ نماز ہی نہیں ہوئی۔چونکہ جمعہ کی نماز چھوٹ جائے توجمعہ کی قضاءنہیں کی جاتی بلکہ ظہر کی قضاء کی جاتی ہے۔اس لئے آپ دوچھوٹے ہوئے جمعہ کے لئے دونماز ظہر کی چار چاررکعات قضاء کریں۔

06-07-2008

قادیانی کی نماز جنازہ

سوال [۱۶]:

میں بڑے افسوس کے ساتھ آپ کویہ خط لکھ رہاہوں کہ میرے ایک قریبی دوست قادیانی ہیں، وہ ایک طویل عرصہ سے بیمار ہیں،ان کی زندگی کی زیادہ امیدیں باقی نہیں رہیں۔میں نے کئی ایک ملاقاتوں میں ان کو قادیانی مذہب ترک کرنے پر زوردیااورایک سچے مسلمان کی طرح زندگی گزارنے پراصرار کیالیکن وہ اپنے عقیدہ پر جمے رہے۔اب معلوم کرنا یہ ہے کہ اگروہ اپنے قادیانی عقیدہ پر رہتے ہوئے انتقال کرجائیں تو کیا مسلمانوں کے طورطریقہ پران کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے یانہیں؟

محمدارشد حسین، بہادرپورہ

جواب:

شرعاً نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے۔غیرمسلم کی نماز جنازہ ادانہیں کی جائے گی۔چونکہ قادیانی مرتد ہیں، اسلام سے خارج ہیں اس لئے مسلمانوں کی مساجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کرنایاان کی عبادت گاہوں میں مسلمان کاشریک ہونا جائزنہیں۔عالمگیری ج:1 ص:162 تا163 میں

ہیں:وشرطھا اسلام المیت و طھارته مادام الغسل ممکنا۔

پس دریافت شدہ مسئلہ میں کسی قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں۔لہٰذا آپ کے دوست کا اگر اسی عقیدہ پر انتقال ہوجائے تو آپ ان کی نماز جنازہ میں قطعاً شریک نہ ہوں تاہم وہ ابھی حیات ہیں اور آپ کے اوران کے درمیان دوستی برقرار ہے تو آپ پر ذمہ داری ہے کہ آپ حسن سلیقہ سے اپنے دوست کو پیغام حق پہنچائیں، اسلام کی دعوت دیں اوران کو اپنے کفریہ عقیدہ کو ترک کرنے کی تلقین کریں کیونکہ کسی ایک غیر مسلم کو پیغام حق پہنچانا اوراس کو گوشۂ اسلام میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

13-07-2008

قادیانی کو دفن کرنا یا کیا......

سوال [۱۷]:

13 جولائی 2008ء کے سنڈے ایڈیشن میں مذہبی سوال وجواب کے کالم میں ذکر کیا گیا کہ قادیانی کی نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔دریافت کرنا یہ ہے کہ ہمارے عزیزوں میں ایک صاحب قادیانی ہوگئے،ان کے تمام بھائی بہن سنی مسلمان ہیں بلکہ ان کی بیوی بچے بھی سنی مسلمان ہیں۔لاکھ افہام وتفہیم کے باوجود وہ قادیانی مذہب چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں۔ بفرض محال اگر ان کا انتقال ہوجائے تو ان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے، کیا ان کو غسل دینا، کفن پہنانا اوران کو دفن کرنا یا ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا جبکہ ہمیں معلوم ہیں کہ وہ قطعی مسلمان نہیں۔ براہ کرم تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی؟

دلاور علی خان، مانصاحب ٹینک

جواب:

شریعت مطہرہ میں صراحت ہے کہ اگر کوئی شخص غیر مسلم ہو اوراس حالت میں انتقال کرجائے اوراس کے عزیز واقارب مسلمان ہوں تو ان کو چاہئے کہ وہ اس کو صرف غسل دیں لیکن مسلمان کو غسل دینے کی طرح نہیں،اسی طرح اس کو کپڑے میں لپیٹ دیں لیکن مسلمان کو کفن دینے کی طرح نہیں اوراس کے لئے ایک گڈھا کھود کر دفن کردیں۔ یہ صورت اس شخص کے لئے جواز ابتداء تا انتہا کفر کی حالت میں رہا ہو۔اب رہا کوئی مسلمان ہو پھر مرتد ہوجائے یعنی اسلام سے برگشتہ ہوکر کوئی دوسرا مذہب مثلاً قادیانی مذہب قبول کرلے تو ایسا

شخص اسلام کے ساتھ بغاوت کرنے والامتصور ہوگا۔اس لئے اسکونہ غسل دیا جائے گا اور نہ کفن پہنایا جائے گا بلکہ ایک گڈھا کھود کرڈال دیا جائے گا۔

البحرالرائق شرح کنزالدقائق ج:2ص:334میں **ویغسل ولی مسلم الکافر ویکفنه و یدفنه** کے تحت ہے. **و اما المرتد فلا یغسل ولا یکفن و انما یلقی فی حفرة کالکلب۔**

لہٰذا جوشخص اسلام سے روگردانی کرتے ہوئے قادیانی مذہب قبول کرے اور اس پر اس کا خاتمہ ہوتو ایسے باغیوں کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرنے کا حکم ہے اوران کو بلاغسل اور بلاکفن ایک گڈھے میں پھینک دینا ہے تاکہ دوسرے عبرت حاصل کرتے ہوئے راہ راست کو اختیار کریں اور سعادت ابدی سے بہرہ مند ہوں۔

20-07-2008

قادیانی اگرمسلمان ہوجائے تو کیا نماز کی قضاء کرے

سوال [۱۸]:

میرے قریبی دوستوں میں ایک شخص قادیانی تھا، جب سے ہم نے قادیانیت کے بارے میں سنا کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے بلکہ مسلمان کے نام پرمسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں تو ہم نے اس کے متعلق معلومات حاصل کیں اوراپنے دوست کو سمجھایا اور حقیقت سے واقف کرایا۔الحمد للہ میرے دوست جو پہلے مسلمان تھا لیکن تقریباً تین سال سے قادیانی ہوگیا تھا دوبارہ اسلام قبول کرلیا اوردل سے توبہ واستغفار بھی کرلیا۔اب آپ سے معلوم کرنا یہ ہے کہ تقریباً تین سال تک وہ قادیانی رہا اس اثناء میں جونمازیں اس نے ادا کیں لازمی طور پر وہ ادانہیں ہوئے۔کیا اب اسکو اس عرصہ کی نمازیں قضاء کرنا ہوگا یا اس کیلئے شریعت میں کوئی صورت ہے۔براہ کرم بیان فرمائیں تو مہربانی ہوگی؟

سراج الحق،حشمت پیٹھ

جواب:

اگرکوئی شخص اسلام سے برگشتہ ہوکرکوئی دوسرا مذہب قبول کرلے تو ایسا شخص مرتد کہلائے گا۔اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرلے تو ارتداد کی مدت میں جونمازیں قضاء ہوئی ہیں اس پراس کی قضاء لازم نہیں۔

البحرالرائق شرح کنزالاقائق ج:2ص:141میں ہے:**فلا قضاء علی مجنون حالة جنونه مافاته فی حالة عقله کمالا قضاء علیه فی حالة عقله لما فاته حالة جنونه . ولا علی مرتد**

مافاته زمن ردته۔

بناء بریں آپ کے دوست نے تین سال تک جو قادیانی مذہب کو اختیار کیا اس مدت کی نمازوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد قضاء کرنا نہیں ہے۔ 27-07-2008

کیا قادیانی ختم نبوت کے قائل ہیں؟

سوال ﴿۱۹﴾:

میں ایک سافٹ ویر انجینئر ہوں۔ انفوسیس کمپنی میں جاب کرتا ہوں، مجھے ایک ای میل وصول ہوا، جس میں یہ بیان کیا گیا کہ قادیانی مذہب کوئی الگ مذہب نہیں ہے۔ اسلام ہی کا ایک فرقہ ہے اور وہی فرقہ دین و دنیا میں کامیابی کا ضامن ہے۔ قادیانیت اسلام کے پیغام اور اس کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہے اور اس میں الزام لگایا گیا کہ اسلام کے دوسرے فرقے اس پر جھوٹے اور حقیقت سے بعید الزامات لگا رہے ہیں جبکہ قادیانی مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور قرآن مجید کو وحی الٰہی اور دستور حیات تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حسب ذیل اقتباسات نقل کئے گئے۔

(1) قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔ (ایام الصلح ص:146)

(2) ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت و جماعت کا ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت حصہ دوم ص: 24) ان اقتباسات سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

محمد دلاور علی خاں، ہمایوں نگر

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف اوقات میں مختلف دعوے کئے۔ ابتداء میں وہ یہ باور کرانے میں کامیاب ہوئے کہ وہ ایک سچے مسلمان ہیں، ختم نبوت کے قائل ہیں اور دین اسلام کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے ابتدائی مراحل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبی کے آنے کی پرزور نفی کی اور آپ پر ختم نبوت کو ثابت کیا اور آپ کے بعد وحی کے منقطع ہوجانے کا اعتراف کیا۔ چنانچہ حمامتہ البشری ص: 34 میں

مرزاغلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

’’کیا تونہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ’’لا نبی بعدی‘‘ میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہوجانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے، دراں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔‘‘

اس قسم کے اقتباسات اور سوال میں صراحت کردہ مرزاغلام احمد قادیانی کے بیانات کو پیش کرنے سے مقصود یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانسیں اور اپنے کفریہ و باطل عقائد پر اس جیسے اقتباسات کے ذریعہ پردہ ڈالیں۔ حقیقت میں قادیانی فرقہ ختم نبوت کا قائل ہی نہیں۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے ابتداء اس قسم کے بیانات اور تحریرات لکھیں تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے اطراف ایک حاشیہ جمع ہوگیا اور خاطر خواہ لوگ ان کے دام عقیدت میں پھنس گئے ہیں تو بتدریج کفریہ عقائد کا اعلان شروع کیا اور مختلف کفریہ دعوے کئے۔ چنانچہ 1908ء میں مرزاغلام احمد قادیانی نے دعوی کیا:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھکر ہو اور اس میں پیشنگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق ہے، پس ہم نبی ہیں۔ (5 مارچ 1908ء از مباحثہ راولپنڈی ص: 137)۔

سوال میں جو دوسرا اقتباس نقل کیا گیا ہے وہ درحقیقت مرزاغلام احمد قادیانی کا تحریری بیان تھا جو مورخہ 23 اکتوبر 1891ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ عام میں دیا گیا تھا اور یہ بیان تبلیغ اسلام حصہ دوم میں شامل کیا گیا۔ جب مرزاغلام احمد قادیانی نے دیکھا کہ ان کے ماننے والوں کی کثرت ہورہی ہے تو ابتداء جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرچکے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والے نہیں تو اب سابقہ بیانات وتحریرات میں تاویلات کرنا شروع کیا کہ رسول نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقل طور پر کوئی نئی شریعت لانے والے نہیں لیکن بغیر شریعت کے نبی ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

’’جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں میں سے کیا ہے کہ میں

مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والانہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگران معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کراس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اسطور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ اسی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکارنہیں کرتا'' (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ از مباحثہ راولپنڈی 142)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پر اکتفاءنہیں کیا بلکہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا۔

پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو اف ریلیجیز ص: 112 جلد 14)

اور مزید آگے بڑھتے ہوئے اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا:

محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ (نزول المسیح مرزا غلام احمد قادیانی ص:92)

اس نے نئی شریعت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا:

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے: **واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبا یعونک انما یبا یعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم**، یعنی اس تعلیم وتجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے''۔ (حاشیہ اربعین ص:7)

مندرجہ بالا اقتباسات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادنی سی عقل وتمیز رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، دروغ گو اور دجال ہے۔ اس نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا بلکہ اس نے اپنے مستقل شریعت

کے ساتھ نبی ہونے کا اقرار کیا۔ 03-08-2008

قادیانی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی

سوال [۲۰]:

ہمارے قرب و جوار میں بعض قادیانی رہتے ہیں اور بڑی کسمپرسی میں زندگی بسر کررہے ہیں گذشتہ دو سال سے ہم زکوۃ کی رقم سے ان کی مدد کررہے ہیں آپ سے دریافت کرنا یہ ہیکہ ان کو زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں ۔اور ہم نے جو زکوٰۃ ان کو ادا کی وہ ادا ہوئی یا نہیں۔ محمد خورشید' انت پور

جواب:

زکوٰۃ کا مصرف مسلم فقراء اور مساکین ہیں غیر مسلم زکوٰۃ کا مصرف نہیں۔اگر غیر مسلم کو زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔قادیانی بلا اختلاف خارج عن الاسلام ہیں وہ قطعاً مسلمان نہیں اس لئے ان کو زکوٰۃ دینا شرعاً صحیح نہیں اور اگر ان کو زکوٰۃ دی گئی تو وہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

نورالایضاح ص: 161 میں ہے: **لا یصح دفعها لکافر و غنی یملک نصابا**''۔

صورت مسؤل عنہا میں آپ قادیانی کو قطعاً زکوۃ کی رقم نہ دیں اور گذشتہ دو سال سے آپ نے جو زکوٰۃ کی رقم انہیں دی ہے وہ ادا نہیں ہوئی اس رقم کی ادائیگی آپ کے ذمہ بدستور باقی ہے۔

10-08-2008

اہل کتاب کی طرح قادیانی لڑکی سے نکاح کیا جائز ہوگا؟

سوال [۲۱]:

سنڈے ایڈیشن میں ایک مرتبہ شرعی سوال جواب کے کالم میں صراحت کی گئی کہ قادیانیوں سے نکاح جائز نہیں۔یہ صحیح ہیکہ قادیانی لڑکے سے نکاح درست نہیں جس طرح عیسائی اور یہودی لڑکے سے مسلم لڑکی کا نکاح درست نہیں۔لیکن جب اسلام میں عیسائی اور یہودی لڑکی کو نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے تو کیا قادیانی لڑکی کو نکاح میں نہیں رکھ سکتے۔ سید پیر پاشاہ حسینی' عیدی بازار

جواب:

شریعت مطہرہ میں مسلمان لڑکے کے لئے اہل کتاب لڑکی سے شادی کی اجازت دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''**الیوم احل لکم الطیبٰت......**''. **والمحصنات من المومنات و**

المحصنات من الذین اوتو الکتاب من قبلکم ''(سورۃ المائدۃ/5)(اور تمہارے لئے مسلمان پاک دامن عورتوں اور تم سے پہلے کے اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح حلال ہے) اہل کتاب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان رکھتے ہیں کسی خودساختہ نبی پر ایمان نہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی خودساختہ نبوت کا دعویدار ہے لہذا قادیانی لڑکی سے نکاح قطعاً جائز نہیں۔

17-08-2008

قادیانیوں کی مسجد کی اذان کا جواب دینا

سوال ﴿۲۲﴾:

افضل گنج میں قادیانیوں کی ایک مسجد ہے جس میں اذان دی جاتی ہے جب ہم قادیانیوں کی مسجد میں اذان سنے تو کیا ہم کو اس اذان کا جواب دینا ضروری ہوگا یا نہیں براہ کرم اس کا جواب جلد از جلد دیں؟

محمد مجیب، ببری الاوہ

جواب: اذان کے معنی نماز کے اعلان کے ہیں اس لئے مؤذن کے اس اعلان پر مسلمانوں کو زبانی طور پر اور عملی طور پر اس کا جواب دینا ضروری ہے۔زبانی جواب یہ ہے کہ مؤذن جو کلمات ادا کرے ہم وہی الفاظ اس کے جواب میں ادا کریں اور عملی طور پر جواب اس طرح دیں کہ مؤذن کے اعلان کے ساتھ اپنے کاروبار اور مصروفیات کو چھوڑ کر نماز کی باجماعت ادائیگی کیلئے مسجد کا رخ کریں۔یہ مسلمانوں کی اذان کا حکم ہے۔ تاہم قادیانی اسلام سے خارج فرقہ ہے،ان کی عبادتگاہوں میں مسلمانوں کی طرح اذان کے الفاظ ادا کئے جائیں تو اس کا جواب دینا ایک مسلمان پر قطعاً واجب نہیں بلکہ ان کی اذان کا جواب دینا گویا ان کے مذہب کو قبول کرنا اور ان کو حق سمجھنا ہوگا۔قادیانی اس طریقے سے بھولے بھالے معصوم مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانس رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے شعائر کو ظاہر کر کے اپنے آپ کو اسلام ہی میں کا ایک فرقہ باور کرانے کی حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ اسلام سے بالکلیہ خارج ہیں۔لہٰذا کوئی مسلمان قادیانیوں کی عبادتگاہوں میں ادا کئے جانے والے الفاظ اذان کو اذان نہ سمجھیں اور ہرگز اس کا جواب نہ دیں۔

24-08-2008

قادیانی کے سلام کا جواب دینا

سوال ﴿۲۳﴾:

میں پہلے چندرائن گٹہ میں رہتا تھا۔میرے پڑوس میں ایک لڑکا رہتا تھا جو قادیانی تھا ہم اسکے ساتھ

کھیلا کرتے تھے۔اب میں غازی ملت کالونی میں مقیم ہوں۔ بسا اوقات راستے میں اس شخص سے ملاقات ہو جاتی ہے تو وہ مجھ کو سلام کرتا ہے۔ مجھے خلش رہتی ہے کہ اس کو سلام کا جواب دینا یا نہیں؟

محمد خلیل، غازی ملت کالونی

جواب:

ایک مسلمان کے سلام کا جواب دینا دوسرے مسلمان پر واجب ہے۔لقولہ تعالیٰ **واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منھا او ردوھا** (سورۃ نساء) غیر مسلم کو سلام کرنا یا اس کے سلام کا جواب دینا نہیں ہے۔قادیانی خارج عن الاسلام ہیں اس لئے اگر وہ سلام کرے تو اس کے جواب میں **وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی** کہنا چاہئے۔یعنی سلامتی اس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

31-08-2008






شیخ الاسلام
امام محمد انوار اللہ فاروقی